بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان اعظم

فیلسوف اسلام خلیفۂ الٰہی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی حیرت انگیز زندگی کے متعلق

حکیم الامت علامہ ہندی آیۃ اللہ سید احمد صاحب قبلہ کے ۲۹۳ نکات

پیشکش

جناب سلیم رضا زیدی (مقیم حال شارجہ)

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیۂ حضرت غفران مآب علیہ الرحمۃ چوک، لکھنؤ -۳

یو۔ پی۔ انڈیا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : ____________ انسان اعظم

تصنیف : ____________ حکیم الامت آیۃ اللہ سید احمد صاحب قبلہ

ناشر : ____________ نور ہدایت فاؤنڈیشن، لکھنؤ

سرورق : ____________ ایڈورٹائزرس انڈیا، لکھنؤ

کمپوزنگ : ____________ آئیڈیل کمپیوٹرس پوائنٹ، پاٹانالہ لکھنؤ (9935025599)

پروف ریڈنگ : ____________ م۔ر۔عابد

طباعت : ____________ نکر پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سنٹر، لکھنؤ

تعداد : ____________ ایک ہزار

سنہ طباعت : ____________ دسمبر ۲۰۰۶ء

قیمت : ____________ 100/-

فہرست

عناوین		صفحہ

سخنان

خدا کا شکر ہے کہ حکیم الامت علامۂ ہندی آیۃ اللہ سید احمد نقوی (ابن سید العلماء آیۃ اللہ سید محمد اہیم فردوس مکان ابن ممتاز العلماء فخر المدرسین آیۃ اللہ سید محمد تقی جنت مآبؒ ابن قبلہ وکعبہ سید العلماء آیۃ اللہ سید حسین علیین مکان (میرن صاحب) ابن مجدد الشریعۃ محی الملۃ آیۃ اللہ سید دلدار علی غفران مآبؒ) کی تصنیف منیف ''انسان اعظم'' طبع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب پہلی بار علامہ سید مجتبیٰ حسن کامونپوری کے تبصرہ کے ساتھ شوال ۱۳۵۸ھ میں دار التبلیغ لکھنؤ نے سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ، لکھنؤ سے شائع کی تھی۔ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ کچھ ہی دنوں میں پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا۔ گھریلو کتب خانوں بلکہ بڑی لائبریریوں کے آہستہ آہستہ خاتمہ کی وجہ سے دیگر علماء وفقہاء اور محققین ومصنفین کے مطبوعات ومخطوطات کی طرح اس کے بھی زیادہ نسخے ضائع ہوگئے اب شاید ہی چند بڑے کتب خانوں میں اس کے نسخے موجود ہوں، تصنیف اپنے نہج کی اکیلی اور بے حد قیمتی ہے لہٰذا مؤسسہ نور ہدایت نے اشاعت کا فیصلہ لیا حسن اتفاق کہ مالی مشکل بھی جناب کرار حسین زیدی صاحب کے توسط سے مخیر ملت جناب سلیم رضا زیدی صاحب مقیم بہ حال شارجہ نے حل فرمادی ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کتاب کی طباعت میں کافی تاخیر ہوئی اور اس کی وجہ کتاب کی پروف ریڈنگ اور کتاب کے مآخذ کی تلاش اور یہ تحقیقی کام محقق یگانہ، ادیب باکمال سید محمد رضا عابد (م۔ ر۔ عابد) زید پوری نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

یہ کتاب جہاں ایک طرف امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی سوانح حیات ہے وہیں انسان اعظم علی مرتضیٰؑ کے متعلق اقوام عالم کے محققین ودانشمند حضرات کے افکار وآراء کا مجموعہ بھی ہے، یہ تصنیف جہاں اہالیٔ اقلام واوراق کے لئے گلشن تحقیق ہے وہیں اہل زبان یعنی ذاکرین وخطباء کے لئے دفتر افکار بھی ہے الغرض مولائے کائنات کی حیات وصفات کے سلسلے کا ایک ایسا نادر

الوجود جریدہ ہے جو فیلسوف اسلام خلیفۂ الٰہی امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی حیرت انگیز زندگی کے متعلق علامۂ ہندی کے ۲۹۳ نکات پر مشتمل ہے۔

امید ہے کہ مومنین زیادہ سے زیادہ اس کتاب سے مستفید ہوں گے اور دوسروں کو بھی استفادہ کے لئے آمادہ فرمائیں گے ادارہ معاون خصوصی کی صحت وسلامتی نیز توفیقات میں مزید اضافہ کے لئے دعا گو ہے اور مومنین سے گزارش ہے کہ تمام مرحومین کے لئے خصوصاً جناب سلیم رضا زیدی صاحب کے مرحوم بزرگوں کے لئے فاتحہ خوانی کو فراموش نہ فرمائیں۔

سید مصطفی حسین نقوی اسیفؔ جائسی
مدیر ماہنامہ ''شعاع عمل''
مؤسسۂ نور ہدایت حسینیۂ غفران مآبؒ، لکھنؤ
۱۳؍رجب، ۱۴۲۷ھ

انسان۔۔۔۔۔۔۔۔۔انسان اعظم

م۔ر۔عابد

مہذب دنیا نے ۷+ ۷ عجائب گنائے ہیں۔ یہ سب انسان ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن خود انسان کیا کسی عجوبہ سے کم ہے؟ کمزوریوں کا یہ زوردار خمیر اور منحنی سا دکھائی دینے والا یہ با اقتدار جاندار کائنات کا سب سے بڑا عجوبہ ہے اور اپنے میں ایک، اکیلا اور نرالا۔ کوئی شک؟ جی! یہی تو ستم ظریفی ہے کہ خود اسے اس کا شعور نہیں:

دَوَائُ کَ فِیْهَا وَمَا تَشْعُرُ   وَدَائُ کَ مِنْکَ وَلَا تُبْصِرُ
وَاَنْتَ الْکِتَابُ الْمُبِیْنُ الَّذِیْ   بِاَحْرُفِهٖ یَظْهَرُ الْمُضْمَرُ
وَتَزْعَمُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ   وَفِیْکَ انْطَوٰی الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

امیر المومنینؑ[۱]

[(انسان سے مخاطب ہوکر) تیری دوا تجھ میں ہے لیکن تجھے شعور نہیں، تیرا مرض تجھ سے ہے جس کی تجھے سوجھ بوجھ نہیں، تو خود کتاب مبین ہے جس کے حرف سے پوشیدہ کا ظہور ہوتا ہے۔ تو اپنے آپ کو چھوٹا سا جسم (پنڈا/Body) خیال کرتا ہے حالانکہ تجھ میں ایک بڑا عالم سمایا ہے۔]

شعور بھی کیسے ہو! انسان اپنے احساس سے کمزوریوں اور ناتوانیوں کا نمونہ ہے۔ قد کا بونا ہے۔ چیل کی آنکھ سے آنکھ چرائے، بظاہر بینائی کا کمزور یہ انسان ذرا سر جھکائے تو سہی، آنکھ بند کرے تو بھلا، پھر اس کی بینش وبصیرت (تیسری آنکھ، چھٹی حس) کو للکارنے والا دور دور تک نظر

---

[۱] بحوالہ حاشیہ قرآن مجید مترجم از مقبول احمد، ص ۳

نہیں آتا۔ یہ بند لفافہ دیکھ کر مضمون بھانپ لیتا ہے، بین السطور پڑھ لیتا ہے۔ یہ شہود کے ساتھ غیب کو بھی دیکھ پرکھ لیتا ہے۔ شاہد امکاں کو محبوب بنانے والا وجوب وغیب پر ایمان لے آتا ہے۔ یہ سوجھ بوجھ والا ہے، تجریدی فن (Abstract Art) کا تخلیق کار جو ٹھہرا۔

اس کا سامعہ محدود ہے تو کیا ہوا، ریڈیائی موجوں پر تصرف اس کی چٹکی کا کھیل ہے۔ وہ آوازیں جو سن نہیں پاتا، ان (مابعد الصوتی Ultrasonic لہروں) کو تو یہ اپنی مرضی پر چلاتا ہے۔ (انہی کو وہ ان چھپی چیزوں کے بھی دیکھنے کے کام میں لاتا ہے جو یا تو دیکھی نہیں جاسکتیں یا انھیں دیکھنا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے۔) ان ہی سے اپنے مرض کو بھی پہچان لیتا ہے۔ صوت وبصر (Audio Video) کی دنیا میں تو یہ ایک تہلکہ مچائے ہوئے ہے۔

انسان کی قوت شامہ (سونگھنے کی صلاحیت، حس) کتے اور گینڈے پر رشک کھائے ہوئے ہے، لیکن یہ تو جہان نکہت سے بھی آگے کی دنیا سونگھتا پھرتا ہے۔

چوہے، بلی تک کی لامسہ (چھونے کی حس) سے شرماتے اپنے احساس لمس کو درکنار کر یہ انسان گہرائیوں اور اونچائیوں کو چھو آتا ہے، خلا (Space) کی خبر رکھتا ہے۔ عشق میں اندھا، حسینوں کے لمس کی آرزو میں جان دینے کو حاصل حیات سمجھنے والا انسان کس دھن میں مست ہے ؎

پس مردن بنائے جائیں گے ساغر مری گل کے
لب جان بخش کے بوسے ملیں گے خاک میں مل کے

اپنے کو ملیامیٹ کرنے پر تلا یہ بھدی صورت والا خاک کا پتلا، حسن وجمال کے لمس کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اس کی زبان کی تو بات ہی کیا ؎ سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے
یہ اپنی بانی سے جہاں بانی کا کام لینا جانتا ہے۔ یہ اپنی زبان ذرا تر کرے تو 'تر زبانی' کا معجزہ دیکھتے بنے ؎ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اور نرم کرلے تو بڑے بڑے پتھر دلوں کو پگھلا دے، گرم کرے تو دنیا کو جہنم بنادے۔ ساتھ ہی اس کی مٹھاس گھولنے پر آئے تو اس کی شیریں زبانی سے دنیا نرم ہوجائے۔ پھر تلخی پر مائل کردے تو وہ کڑواہٹ پیدا کردے جو ابد کی خبر لے لے۔

ذائقہ اس کی کمزوری سہی، پر اسی کمزوری سے اس نے پرتکلف دسترخوان بچھا دیئے اور اس پر طرح طرح کی لذتیں سجادیں کہ صرف انواع واقسام دیکھے 'سب انگلیاں دانتوں میں دبالیں' اور چکھیں تو انگلیاں چاٹتے رہ جائیں۔ ذائقہ کا یہ کمزور ذوق سے تو توانا اور مذاق کا سلطان ہے۔

ساتھ ہی زبان بند بھی کرے تو ؎ پر مدح خموشی بھی سنائی نہیں جاتی

پھر تو اس کے استغنا کا عالم نہ پوچھیے ؎

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری

خاموشی سے گفتگو کرنے والا، بے زبانی کا یہ سحر بیان واقعی کمزوریوں کا مجموعۂ قدرت ہے۔ یہ شرف کا عجوبۂ خلقت ہے۔ عجیب کرامت فطرت ہے۔ شمس وقمر کیا! کائنات کی طاقتیں اس کے کمزور ہاتھوں کے زیر تسخیر آنے کو بے تاب۔ تبھی تو کبھی کبھی یہ اپنا دامن تر کرنے کا بھی تجربہ کرتا ہے۔ مگر ؎

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

کروبیان کا جہانِ قدس اس کی فسادی (رنگین، خونیں) خاصیت سے آگاہ ہونے کے باوصف اور اسی وجہ سے اس کی خلافت ارضی کے الٰہی منصب پر انگلی اٹھانے کے باوجود، اور تو اور بارگاہ ذوالجلال تعہ میں اپنی دعویداری پیش کر اپنا مقدمہ ہارنے (سرے سے خارج Dismiss ہوجانے) کے بعد بھی، پتہ نہیں مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (جو تم نہیں جانتے) سے کیا سمجھ کر، پانی اور گیلی مٹی کے اس روحانی مرکب (Compound) کو سجدہ کر لینے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ اور یہ بے چارہ

نادانی میں مست انسان فرشتہ خصلتی کو اپنی معراج سمجھے بیٹھا ہے۔ اسے احساس نہیں کہ وہ خود معصوم پیشانیوں کا (معبود حقیقی کے بعد) پہلا اور آخری مسجود ہے۔ اپنی فطری شان بھولا پڑا ہے۔ حسن خود بیں کے ناز کا پہلا اور (علم ویقین میں اب تک کا) آخری پیمانہ ہے جسے قدرت کے قلم تخلیق نے بڑے پیار سے شاہکار کے روپ میں ڈھالا، اور پھر جیسے اپنے قلم کو توڑ دیا ہو۔ (اختیار سے نوازا ہوا یہ شاہکار اپنے مقصد خلقت کو سمجھ کر بے اختیارانہ سر نیاز خم کئے تھا اور فنکار اپنے کمال پر، اپنی انشا حسب منشا ڈھل جانے اور مقصد کا پھل آنے پر خود اپنا ہی قصیدہ کہنے میں مگن۔ عجب تخلیہ راز و نیاز تھا۔)

اب تو ظاہر ہو گیا ہوگا کہ انسان عظمتوں کی ترکیب، شرافتوں کی تہذیب اور کمالات کی تدوین کا نام ہے۔ کچھ ایسی ہی فکر تھی کہ اب سے کوئی ستر سال پہلے جب ایک فاضل اہل قلم نے امیر المومنینؑ کے سوانح و آثار کو ایک خاص و منفرد انداز میں پیش کیا تو اسے 'انسان اعظم' کا عنوان دیا۔ یہ بڑا معنی خیز عنوان ہے۔ انسانِ اعظم (The Greatest Human) کے ساتھ انسان۔اعظم (Human – The Greatest) بھی یکساں معنویت کا حامل ہے۔

❖

'انسان اعظم' کے مولف علامہ ہندی[۱] کے لقب سے مشہور مولانا سید احمد نقوی (ولادت: ۱۸/ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ جمعہ مطابق ۱۳/دسمبر ۱۸۷۸ء وفات: ۲۰/شعبان ۱۳۶۶ھ پنجشنبہ مطابق ۱۰/جولائی ۱۹۴۷ء) ہیں جو فاضل دہر، فیلسوف زمانہ، یگانۂ علم و آگہی اور نگینہ دانشوری تھے۔ وہ ایک دور بیں رہبر قوم و ملت، عاقبت اندیش مدبر اور خیر انداز مفکر تھے۔ جہاں وہ علم و قلم کے سورما تھے، وہیں عزم و قدم کے لاجواب مجتہد بھی تھے۔ ساتھ ہی تعلیم و تعلم کے سربرآوردہ مقتدا تھے۔ وہ طب و طبابت کے معتبر ستون تھے تو سائنسی علوم کے منفرد فاضل و مؤید بھی تھے۔ اُدھر سیاسیات و قومیات میں بین الاقوامی سطح کے قائد و رہنما تھے۔

---

[۱] یہ لقب خود ان کے استاد مرجع علام آیۃ اللہ العظمیٰ ملا محمد کاظم خراسانی (م ۱۳۲۹ھ) نے عطا فرمایا تھا۔

علامہ ہندی لکھنؤ کے اس نمایاں جائسی الاصل خانوادہ کے بڑے نمودار رکن تھے جو 'خاندان اجتہاد'، کے نام سے مشہور و معروف، مرجع علم و کمال اور مرکز عقیدت و احترام رہا ہے۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت غفران مآبؒ، مولانا سید علی المعروف بہ دلدار علی نقوی (۱۱۶۶ھ/ ۵۳-۱۷۵۲ء — ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۲۰ء) ہیں جو برصغیر ہند کے اولین مجتہد تھے۔ وہ اپنے علمی کمالات، فقہی تحقیقات اور قلمی مجاہدات سے منفرد و روشن تاریخی ہستی بلکہ نابغۂ روزگار تھے۔ دینی تبلیغ و ترویج اور قومی شیرازہ بندی کی حکیمانہ و قائدانہ کاوشوں سے وہ 'مجدد دین' 'محیی الشریعت' اور 'قائد ملتِ جعفریہ' جیسے القاب کے غیر متنازع حقدار ہیں۔ ان سے علامہ ہندی تک کا سلسلہ نہ صرف شرافت نسب بلکہ شرف علم سے بھی ممتاز ہے

پانچویں پشت تھی یہ علم کی سلطانی میں
پانچویں پشت تھی حکمت میں سخندانی میں
پانچویں پشت تھی قرطاس کی تابانی میں
پانچویں پشت قیادت کی درخشانی میں

(میر انیسؔ[۱] سے معذرت کے ساتھ)

غفران مآب کے سب سے چھوٹے بیٹے لیکن علمی حیثیت سے بڑے جلیل القدر سید العلماء[۲] مولانا سید حسین علیین مکانؒ (۱۲۱۱ھ/ ۱۷۹۲ء — ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۶ء) جیسے فخر روزگار صدر نشین علم و تعلم مجتہد علامہ موصوف کے پردادا ہیں۔ ان ہی کی ایماء اور ان کے بڑے بھائی سلطان العلماء سید محمد

---

[۱] یہ بھی اتفاق ہے کہ میر انیسؔ کی وفات کے پانچویں سال ہی علامہ ہندی کی ولادت ہوئی۔

[۲] سید العلماء وغیرہ جیسے مذکورہ القاب نما خطابات نہ تو بقلم خود ہیں، نہ 'خوشامدی' عوامی تحفہ یا راقم کے اختراعی ہیں بلکہ یہ سب شاہی خطابات ہیں جو اودھ کے مختلف حکمرانوں (علم وادب کے باذوق سرپرستوں) نے دیئے تھے۔ یہ متعلقہ شخصیتوں کی قامت پر بالکل ٹھیک اترے۔ اسی طرح 'غفراں مآبؒ' وغیرہ 'بعد وفات' شاہی خطاب ہیں جن میں بظاہر شخصی رعایت سے زیادہ دعائیہ عنصر غالب ہے۔

رضوان مآبؒ کی فرمائش پر امجد علی شاہ اودھ (عہد: ۱۲۵۸ھ/ ۱۸۴۲ء ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء) نے علوم دینیہ کا عالی شان مدرسہ سلطانی[۱] قائم کیا تھا۔ ان کی وفات پر غالبؔ نے مرثیہ لکھا اور تاریخ کہی ؎

نماند وماندے اگر بودے چند سال دگر
غم حسین علیؑ سالِ ماتمش بودے
۱۲۷۳ھ

ممتاز العلماء مولانا سید تقی جنت مآبؒ (۱۲۳۴ھ/ ۱۸۰۹ء ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء) جیسے فاضل استاد وفقیہ اور باہر وماہر تعلیم موصوف کے جد امجد ہیں۔ سید العلماء (ثانی) مولانا سید محمد ابراہیم فردوس مکان (۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء) جیسے ذی شرف قائد ملت ان کے والد ہیں۔ موخر الذکر کے قومی کارناموں میں آصفی امامباڑہ اور ٹیلے والی مسجد کی واگزاری بھی ہے۔ ان مقدس تاریخی عمارتوں پر ۱۸۵۷ء کے انقلابی ہنگام کے پاداش میں (دوسری تاریخی پاک عمارتوں جیسے سرفراز الدولہ حسن رضا خاں اور آغا اسمٰعیل خان کے امام باڑوں[۲] کی طرح منہدم نہ کرکے) انگریزوں نے انھیں اپنے ناپاک مقاصد میں استعمال کی خاطر ان پر قبضہ کر رکھا تھا۔ مولانا سید ابراہیم کی تاریخ وفات ہے ؎ حیف رحلت نمود رہبر دیں
۱۳۰۷ھ

یونسؔ زیدپوری

---

[۱] یہ مدرسہ بھی سلطنت اودھ کے انتزاع کا ساتھی ہو کر تنگ نظری کی انگریز سیاست کا شکار ہو چکا تھا۔ بعد میں علامہ ہندی کے پھوپھا مولانا سید ابوالحسن رضوی کشمیری (ابو صاحب) (۱۲۶۰ھ/ ۱۸۴۴ء ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۴ء) کی سرپرستی میں مدرسہ سلطان المدارس کے نام سے اپنے نشاۃ ثانیہ میں ظاہر ہوا۔ مولانا موصوف کے تعلیمی مذاق کا مظہر مدرسہ ناظمیہ بھی ہیں۔ مدرسۂ ایمانیہ جسے ملاذ العلماء سید ابوالحسن نقوی ابن ملک العلماء نے ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲-۷۳ء کے قریب قائم کیا افسوس کہ جلد ہی اپنا وجود کھو بیٹھا۔

[۲] آغا اسمٰعیل خاں کا امام باڑہ ان کے چچا آغا باقر کے نام سے مشہور ہو گیا جن کی نگرانی میں یہ بنا تھا۔ اس کی اصل عمارت تو منہدم کر دی گئی تھی۔ بہت بعد اس کی زمین کی واگزاری ہو سکی۔ (م۔ ر۔ عابد)

انسان اعظم کے فاضل مولف کی بسم اللہ خوانی تحت قبہ ہوئی تھی۔ اسی برکت سے پھر علم کے میدان میں انھوں نے کبھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ ہند وعراق کے افاضل کے آگے زانوئے ادب تہہ کیا۔ شروع ہی سے اپنی اکتسابی صلاحیتوں کے نقش چھوڑے۔ اپنے اساتذہ، عراق اور مراجع کرام سے علامۂ ہندی اور فخر العلماء خطاب حاصل کئے۔

قلم سے موروثی آشنائی تھی ہی، صفحات کے صفحات علم وفکر سے رنگ دیئے۔ درس خارج کی شرکت کے زمانہ میں ہی مَدَارِجُ الْوُصُوْلِ شَرْحُ مَعَارِجِ الْاُصُوْلِ، شَرْحُ زُبْدَةِ الْاُصُوْلِ (دونوں عربی میں) اور ذکر جمیل (اردو میں شرح اوراد ووظائف) تحریر کر ڈالیں۔ افسوس یہ کتابیں پہلی عالمی جنگ کے ہنگامی انتشار کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ لیکن زور قلم ہار ماننا تو جانتا ہی نہیں۔ بے شمار علمی شاہکار قلم ان کے نام ہیں۔ علم کلام (اصول وعقائد کے عقلی استدلالی مطالعہ کا علم میں) حِمَائِتُ الْاِسْلَامُ (۲ جلدیں) اور جدید فلسفہ کی رو سے فَلْسَفَةُ الْاِسْلَامِ کی اٹھارہ وقیع جلدیں تصنیف کیں۔ اس کی صرف ۲ جلدیں (کیمسٹری/ Chemistry علم کیمیا اور علم ہیئت/ اسٹرونامی Astronomy سے متعلق) زیور طبع سے آراستہ ہو پائیں۔ ان کی زندگی میں شائع ہونے والے ایک سوانحی خاکہ میں ان کی تصانیف کی تعداد قریب دو سو بتائی گئی ہے۔[۱] یہ تعداد ان بے شمار مضامین اور مقالوں کے علاوہ ہے جو وقتاً فوقتاً زیب قرطاس ہوتے رہے اور اکثر جرائد میں اشاعت پذیر ہوتے رہے۔ ان کے کچھ قلمی نقوش یہ ہیں:

عربی: (۱) بَسط الْمَقَالِ فِی أَسْمَاءِ الرِّجَالِ (رجال) (۲) وَرَثَةُ الْاَنبِيَاءِ (۳) جَوَازُ تَجَزِّیْ فِی الْاِجْتِهَادِ (استدلالی) (۴) كِفَايَةُ السَّائِلِيْنَ (استدلالی) (۵) رِسَالَةٌ سَاعَتِيَّةٌ (صرف) (۶) اِنْشَاءُ عَجْبِ الْعَجَائِبِ (ادب) (۷) دِرَايَةُ الْحَدِيْثِ (حدیث) (۸) عِمَادُ الدِّيْنِ (فقہ، عربی فارسی مخلوط)

---

[۱] تذکرۃ المشاہیر۔ مختصر حالات زندگی مشمولہ 'اسلامی دنیا' بدایوں۔ بابت: مارچ۔ مئی ۱۹۴۱ء ص ۱۰ تا ۱۵

فارسی: رِیَاضُ الْعِبَادِ (فقه) (۲) اَزْهَارُ الْهُدٰی روبرو اَسْرَارُ الْهُدٰی (۳) اِثْبَاتِ حَقّ (رد نصاریٰ) (۴) دورۂ اول (ج ۱ و ۷ مطبوعه) (۵) اَلْمَسِیْحِیَّۃُ وَالْاِسْلَامُ (مطبوعه) (۶) نظر فلسفیانه در معراج۔

اردو: (۱) حل مسئله مشکله (۲) الشَّفِیْعُ وَالصَّرْفُ (۳) سَیْرِ فَلَکِی یا معراج (۴) انسان کامل (سوانح رسول مقبولؐ)

مصنف موصوف نے کئی زبانوں میں لکھا، بہت لکھا اور بے تحاشہ لکھا۔ ان کا قلم منقولات سے زیادہ معقولات میں رواں تھا۔ اردو کے دینی ادب میں بھی بڑا قابل قدر اضافہ کیا۔ ان کے چند مضامین اور ایک آدھ کتاب سے زیادہ نظرنوازی کا شرف نہ مل سکا۔ اسی کو نمونہ سمجھ کر اگر کچھ نتیجہ نکالا جائے تو وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ ان کا خطاب جذبات سے زیادہ فکر سے رہا۔ وہ کئی جہت سے فکری انقلاب کے نقیب ہیں۔

علم وتعلیم کے میدان میں ان کی فکری انقلاب آفرینی ثبت ہے۔ اس وقت جب مسلمان اپنی سائنسی خدمات اور تاریخ ساز کارناموں تک کو فراموشی کے بے کتبہ مقبروں میں دفن کر مست ہو چکے تھے۔ ان ہی کے آثار کی مستحکم بنیادوں پر یوروپ علمی وسائنسی ترقیوں کی عالی شان عمارتیں بناتے چلے جارہے تھے اور مسلمان یوروپ کو 'ولایت' سمجھے اور اس کے سامراج کے زیرنگیں رہنے کو دینی فریضہ تو سمجھے بیٹھے تھے لیکن جدید علوم کی طرف نظر اٹھانے کو حرام سمجھے ہوئے تھے۔ یوں یونان کے بوسیدہ وشکستہ فلسفی ومنطقی آثار کے مرثیہ کو اپنا تعلیمی وظیفہ بنا کر اپنے علمی مذاق کے نمود کو کب کا سلا چکے تھے۔ ایسے تاریک ترین دور میں ایک مشرقی تہذیب کے مرکز لکھنؤ کے ممتاز ونمایاں دینی خانوادے میں نشوونما پانے والے اور خالص مشرقی روایتی انداز سے اعلیٰ فقہی تعلیم حاصل کرنے والے علامہ موصوف نے سائنس اور دیگر جدید علوم کی تحصیل اور ان کی پرزور تائید بھی کی۔ (اس طرح عصری علوم کے حوالہ سے اپنی قوم کی علمی فاقہ مستی کو للکارا۔) اپنے تبلیغی مشن میں بھی (زبان وقلم سے) ان سے استفادہ اور ان کا بامقصد استعمال بھی کیا۔ یہ بذات خود بہت بڑا

انقلابی قدم تھا جو ان ہی کا حصہ بن کر رہا گیا۔[۱]

طباعت واشاعت کی اہم عصری ضرورت محسوس کر انھوں نے 'دارالتبلیغ' کے نام سے ایک ادارہ کی بنا کی۔ اس کے ذریعہ اہم وو قیع کتابیں اور کتابچے شائع ہوئے۔ (حالانکہ علمی یعنی Academic حلقہ میں کتابچے ایک طرح کسرِ شان سمجھے جاتے ہیں لیکن ابلاغی رسائی اور عام پذیرائی میں یہ بہرحال کتابوں سے اشاعتی (تبلیغی) بازی مارلے جاتے ہیں۔)

تقریری تبلیغی حوالہ سے بھی ان کا نام بڑا بلند ونمایاں ہے۔ کئی کامیاب اور دوررس اثرات کے حامل مناظرے، مباحثے اور مذاکرے ان کے نام رہے۔

علامہ موصوف نہ صرف زبان وقلم کے سورما تھے بلکہ عزم وقدم کے بھی بڑے قدآور مجتہد ومقتدا تھے۔ 'انجمن یادگار علماء' قائم کر حب الوطنی اور یاد اسلاف کا ثبوت دیا۔ اگر یہ اقدام محض تنگ نظری اور بے جا خاندان پرستی پر مبنی ہوتا تو وہ یہیں تک محدود ہو کر رہ جاتے۔ لیکن Charity begins at home (خیر کی ابتدا وطن/گھر سے ہوتی ہے) کے مصداق یہ ان کی ابتداء تھی۔ ان کا میدان بڑا وسیع اور بین الاقوامی انسانی سطح کا تھا۔ خیر یہ اودھ کے نام سے عراق کے مجتہدین کرام اور عام مومنین کے لئے غازی الدین حیدر شاہ اودھ (عہد: ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۴ء ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۷ء) کا قائم کیا ہوا وقف انگریزی انتظامیہ کے تحت اپنے مقصد سے اغوا کرلیا گیا تھا۔ اس کا صحیح مصرف

---

[۱] اپنی ناچیز رائے میں 'انسان اعظم' کے فاضل مولف کی بہتر یادگار اور مناسب ترین خراج عقیدت یہ ہوگی کہ سائنس کو اپنے علمی وتعلیمی وظیفہ میں جزو لازمی کے طور پر شامل کیا جائے۔ سائنس سے بیزاری خداشناسی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے جس کا پار کرنا ناممکن ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ یورپ میں کلیسا (چرچ) سے بڑی زور آزما اور دقت طلب ٹکر کے بعد ہی علم اور سائنس کی شمع کو روشن ہونے کا موقع نصیب ہوا۔ بے چارہ پڑا کھسیانا کلیسا سائنس پر کفر، بے دینی اور خدادشمنی کا فتویٰ نہ لگاتا تو کیا کرتا۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمان کیوں اپنے یہاں کلیسا کے پرانے بت کو نصب کر کے سائنس کو دینی تعلیمی سماج اور قوم سے دیس نکالا کرنے کو قومی ودینی فریضہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ سائنسی حقیقتوں سے آگاہی کے بغیر 'لاولی الالباب' اور 'یتفکرون' والا قرآن اور معصومین کے حکیمانہ ارشادات کیا سمجھے جاسکتے ہیں؟ جناب امیرؑ کے وہ شعر جو ابتدائی سطروں میں مذکور ہوئے ہیں کیا یہ سائنس کے بغیر کوئی جادوئی، ہوائی یا افسانوی اور حقیقت سے دور تخیئل کے نہ لگیں گے۔ (م۔ر۔عابد)

مستحق افراد تک پہنچانے کی خاطر انھوں نے وقت کے سب سے بڑے سامراج سے ٹکر لی۔ آخر انگریز سیاست نے غالباً ان کی زبان بندی یا تالیف قلب (لبھانے) کی غرض سے ان ہی کو اس کا تقسیم کار (Distributer of Oudh Baquest) بنا دیا۔ لیکن یہ منصبی رشوت ان کی حق نگر نظر کو متاثر نہ کر سکی۔ اختلاف کے مدنظر استعفا دیا جو منظور نہ ہوا۔ بالآخر پھر استعفا دے کر منظوری کا انتظار کئے بنا لکھنؤ چلے آئے۔

اسی طرح ایرانی چنگیوں کو روس اور برطانیہ کے حوالے کرنے کے شاہزادہ اسعد کے فیصلہ کے خلاف 'انجمن اعانت اسلام' قائم کر پرزور اجتماعی احتجاج کیا۔ امت مسلمہ کے مفاد میں ترکی حکومت سے بھی بڑی زبردست ٹکر لی۔

اسی عنوان سے رفاہ عامہ میں قحط کے زمانہ میں کوفہ سے بذریعہ ٹرام پانی منگوا کر نجف میں مفت تقسیم کا انتظام کیا اور جاڑے کے موسم میں آگ تاپنے کے لئے کوئلہ تقسیم کرایا۔ انھوں نے متعدد دینی وقومی انجمنیں قائم کیں اور پہلے سے قائم جماعتوں سے قائدانہ وابستگی رکھی۔

انھوں نے اپنے 'سائنس نواز' نظریہ سے ہی ۱۳۳۱ھ میں بڑے محنت ومشقت سے عراق میں 'مدرسہ ہندی جعفری حائری' کی بنیاد ڈالی۔ تین سو طلبہ ایک وقت میں زیر تعلیم ہوئے۔ نصاب میں معروف ورائج علوم دینیہ کے ساتھ جغرافیہ (Geography) حساب (Mathematics) ہیئت (Astronomy) اور تاریخ (History) جیسے مضامین شامل کئے۔ ساتھ ہی ترکی اور فرانسیسی زبانوں کو لازمی قرار دیا۔ ایک ترکی ماہر سے فوجی ٹریننگ کا بھی انتظام کیا۔ اپنے اس انقلابی کارنامہ کی سخت ترین مخالفت کو بڑے استقلال اور پامردی سے سر کیا۔ لیکن پہلی جنگ عظیم نے ان کے اس قابل تقلید انقلابی اقدام پر پانی پھیر دیا۔

علامہ ہندی کی حیات کا سرنامہ قلم ہے اور ان کے قلم کی سرخی یہ ہو سکتی ہے: صحافی رفتار سے چلنے والا ان کا قلم بے پناہ علمی وفکری بلندیوں کا ہمسفر رہا۔ انھوں نے اپنی قومی مشغولیات، دینی وتبلیغی مجاہدات اور طبی پیشہ ورانہ مصروفیات سے مطالعہ، غور وفکر اور معیاری تصنیف

وتالیف کے لئے اتنا وقت کیسے نکالا، عقل کے پاس اس کا جواب نہیں۔ یہ لطف وفضل ایزدی اور اعجاز علمی نہیں تو کیا تھا!

علامہ موصوف کا ایک قلمی شاہکار زیرنظر تالیف 'انسان اعظم' بھی ہے۔ یہ تالیف، جیسا کہ خود اہل نظر دیکھیں گے، اپنے میں انوکھی ہے۔ جہاں اس کے اجمال کا جمال، دانشوری کو دعوت نظارہ دے رہا ہے تو وہیں تدوین کا کمال نگاہ دیدہ وری کو خیرہ کر رہا ہے۔ تالیف کا ممدوح (مرکز محور) وہ انسان ہے جس کے فضائل وکمالات کا احاطہ کرنا جہانِ قرطاس وقلم کے بس کے باہر ہے (خدا کے رسولؐ کی قسم) اور جس کے حالات وخیالات وآثار پکار پکار کر کہہ رہے ہوں ؎

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے (شاید)

ایسی عظمت وشرف انسانیت کے سوانح وآثار کو اختصار کی پوری رعایت کے ساتھ پیش کرنا خود اپنے میں کمال ہے۔ خود فاضل اہل قلم کے لفظوں میں ؎

''مقصد ہمارا اس کتاب سے علیؑ کے حالات پر مختصر تبصرہ ہے۔ اس بحر محیط انسانیت کے چند واقعات تاریخی پر اختصار واجمال سے ایک فہرست لکھنا ہے۔''

اس طرح یہ کام تالیفی سے زیادہ اطلاعاتی اور 'اشارتی' ہے۔ تاریخ کے پھیلے ہوئے بے ہنگم سے جنگل سے (جہاں بالکل اصلی لگتے پھولوں کی بھرمار ہوتی ہے) مطلب کے واقعات منتخب کر تین سو کے قریب عنوانوں کو مناسب حکیمانہ نکتوں اور وقیع مبصرانہ رائے کے گلدستہ میں دیدہ زیب سلیقہ سے سجا دینا فاضل مولف کا ہی حصہ ہے۔ یوں (اہل قلم چاہے کہے نہ کہے، قلم تو کہنے لگے) ؎ خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

یہاں خوشہ چیں کی نگاہ میں ایک بات ضرور کھٹکتی ہوگی۔ فاضل مولف کی 'سائنس نوازی' سے ممدوحؑ کی حیات وآثار کے سائنسی پہلو پر زور دینے کی کچھ زیادہ ہی امید تھی۔ ممکن ہے انھیں ایسے مناسب تاریخی اقتباسات اور آرا نہ مل سکے ہوں جن کی اساس پر وہ سائنسی عنوان قائم کر سکتے۔ اس لئے کہ پوری تالیف میں اس کا خاص لحاظ نظر آتا ہے کہ انھوں نے تاریخی اقتباسات

اور آرا کو ہی بنیاد بنایا ہے۔ کہیں تو انھیں من وعن پیش کرنے پر اکتفا کی گئی، اور کہیں کہیں اپنے تبصرے بھی شامل کردیئے ہیں۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ آج کی سائنسی تاریخ نے جناب امیرالمومنینؑ کو عرب اور مسلمانوں میں علم وسائنس کا (اولین) سرپرست مانا ہے۔

زیرنظر تالیف ۱۳۲۸ھ/۱۹۳۹ء میں 'دارالتبلیغ' لکھنؤ کے اہتمام سے سرفراز قومی پریس لکھنؤ میں طبع ہوکر شائع ہوئی تھی۔ امتدادِ زمانہ کے ہاتھوں یہ نادر پیش کش نایابی کی حد تک کمیاب ہوچکی تھی۔ 'نورِ کتاب مبین' کے خالق و مالک کا شکر، اب نورِ ہدایت فاؤنڈیشن، لکھنؤ اسے نئے اشاعتی پیراہن میں اور نئے اور دلفریب گٹ اَپ کے ساتھ پیش کررہی ہے۔ اس پیش کش کے لئے فاؤنڈیشن کے سرپرست کی خصوصی قائدانہ نگرانی، رئیس موسسہ کی قابلِ قدر جدوجہد، مولانا حیدر علی مبلغ کی مخلصانہ تگ ودو اور تذہیبؔ کی (پس پردہ) جلاکاری، یہ سب لائق ہزار تحسین وآفرین ہیں۔ امید ہے ارباب ذوق ونظر اس کی خاطر خواہ پذیرائی فرما کر اپنے کو (؎ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری/ موتی کی قدر شاہ جانتا ہے یا جوہری جانتا ہے) کے مصداق جوہر شناس شاہ بنادیں گے اور 'نورِ ہدایت' سی کان جواہر کی ہمت افزائی کریں گے تاکہ وہ اپنے 'کنز مخفی' کے دوسرے جواہر پارے بھی سامنے لاسکے اور کائنات جوہر شناسی اور جہان نظر نوازی کو فرحت وناز کا زیادہ سامان فراہم کرسکے۔

❖

آپ کو شاہ جوہر شناس مانتے ہوئے ناچیز بھی اپنے دل کی فریاد اور ذاتی عذر پیش کرتا چلے۔ واقعی میری ناقابلِ معافی ونامعقول سستی نے اس پیش کش کی نشاۃ ثانیہ میں بڑی تاخیر کردی، اور اتنی کہ ایک دعائے رحمت امید کی پوری انشائی مدت پار کر آغوش اسیفؔ میں ظہور سے ہم کنار بھی ہوگئی اور بظاہر ظریف اسیفؔ کو واقعی ظریف بناچکی۔ (اسیفؔ بھی بس نام کے اور محض تخلص کی حد تک اسیف ہیں، ورنہ بڑے شریف، لطیف، نظیف۔۔۔ ہیں۔ ہاں! کچھ دوسرے قافیوں سے بری ہیں۔ عمر ونظر سے قطعی نحیف وضعیف نہیں ہیں۔) اس درمیان کم ظرف راقم فکر ونظر کی اپنی

کوتاہی اور تساہلی سے اسیف ومتاسف رہا۔ (افسوس اس کے حال پر) بات بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

قائد ملت کی تبصیر اور علامہ کامونپوری کے تبصرہ کے پیش نظر اپنی کوتاہ نظری (اور آپ کی باصرہ خراشی) کا مقدمہ پیش کرنے کی 'دخل در معقولات' گستاخ جسارت کا خیال ہی اوسان خطا کررہا تھا۔ کبھی سنا تھا: ''حکم حاکم مرگ مفاجات''۔ یہاں حکم (اسیفؔ) رئیس (موسسہ) اپنے لئے۔۔۔۔ مگر مرتا کیا نہ کرتا۔ سوچا کہ، تو توم۔ر۔ع۔ ہے۔ م۔ر۔ع۔ اور اس روح فرسا وجانکاہ لفظ میں صرف چار حرف کا فاصلہ ہے۔ (ہمارے تلفظ نے وہ فاصلہ بھی ختم کردیا ہے) اسے حکم قضا ہی سمجھ کر سہی، خندہ پیشانی سے قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی کہاں!! یہ منتشر فکر وبصر اور نمونۂ بے ربطی وبے علمی حاضر ہے۔

اسیفؔ یوں تو ناچیز پر بڑے مہربان ہیں لیکن مدیر ومسئول کی نظر وفکر بھی تو رکھتے ہیں۔ ان کے سخت اصرار اور شدت حکم کے پیچھے شاید یہ فکر کارفرما رہی ہوگی کہ حُسن نظر کی نشانیوں کے ساتھ کوئی قبیح نظر کی کارستانی بھی ضرور ہو۔ (ظلمت نہ ہو تو نور کی قدر کیا خاک ہو! کوئی قبیح چیز نہ ہو تو حسن اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اپنی شناسائی اور آشنائی سے محروم ہی رہے گا۔) خیر جو بھی ہو، اپنی رسوائی کا ایک اور سامان پیش ہے ؎

پھر وہیں جاتے ہیں پھر گو کہ نکالے جائیں
نہ کہیں کا بھی رکھا لذت رسوائی نے

یونسؔ زیدپوری

(پہلے مصرع کو 'ازراہ کرم' یوں پڑھیں ؎ پھر لکھا میں نے یہاں پھر گو کہ نکالا جائے)

امید ہے کہ ارباب نظر میری کوتاہیوں کو درگذر نہ فرمائیں گے بلکہ (کم از کم مجھے ضرور) متنبہ فرمائیں گے، عین نوازش ہوگی۔ باصرہ خراشی کے اس طول کے لئے معافی چاہتا ہوں۔

طول تو ہوگیا قصور معاف ☆ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارْ

تاریخ اشاعت ثانیہ 'انسان اعظم' از علامہ ہندی

مصنفہ م۔ر۔عابد

دیکھئے 'نورہدایت' کی شعاعوں کا عمل دیکھئے ربِ جوادؔ وحق کے احساں کے محل
دیکھئے یہ مصطفؔی کی محنتوں کا اچھا پھل دیکھیں حیدرؔ کی ریاضت' ہے کہاں اس کا بدل
اس میں تذہیبؔ نظر ہے، یاں زرافشانی بھی ہے
تذکرہ انسان اعظم کا ہے، تابانی بھی ہے

پھر ہوئی انسان اعظم کی اشاعت شان سے دلربا تالیف نکلی ہے حسیں عنوان سے
دعوت روح ونظر ہے فکر کے سامان سے نکتہ بینی کا تقاضا ہے ہر اک انسان سے
یادگاری یوں بزرگوں کی سجا ڈالی عجب
شاد ہوگی روح بھی علامہ ہندی کی عجب

کون ہے انسان اعظم؟ کس کی یوں روشن حیات؟ عظمتِ انسانیت وہ، افتخار کائنات
نازشِ فکرونظر وہ پیکر یزداں صفات حسن خودبیں کی تمنا، آرزوئے ممکنات
جاں کنی کے وقت کا تنہا سلونی کا خطیب
موت کے منبر پہ ہے 'فزت بربی' کا خطیب

ہاں وہی انسان اعظم، کامرانی کا نشاں زندگی کا سورما وہ موت جس سے ہاری ہاں
آپ بھی تو دیکھیں کچھ اس کے نقوش جاوداں نکتہ بینی کیجئے، یہ ہے تمنائے زماں
دیکھیں یہ ''نورہدایت'' کی درخشاں آگہی
۶ ۰ ۰ ۲ ء

سنہ ۱۴۲۷ھ

نکتے دیکھیں، واہ یہ **انسان اعظم** پھر چھپی

سنہ ۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبصیر

قائد ملت حجۃ الاسلام مولانا سید کلب جواد نقوی صاحب قبلہ، امام جمعہ، لکھنؤ

آج کی دنیا میں انسان کی ترقیاں حیرت انگیز ہیں۔ ہر صبح ایک نئی ترقی لے کر آتی ہے اور ہر شام ایک نیا انکشاف منظر عام پر آتا ہے۔ ہر روز ایک نئے سامان رفاہ اور ہر شب ایک نئی آسائش کا اہتمام ہے۔ انسان کی سطح زندگی گام بہ گام وزینہ بہ زینہ بلند تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ علم وصنعت کی خارق العادۃ پیش رفت نے مادی آسائشوں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں۔ ولی باایں ہمہ انسان کی روح پیاسی ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہر بافہم پر روشن ہے کہ انسان جسم وروح کا مجموعہ ہے اور روح کو بھی باندازہ جسم سیراب ہونا چاہئے لیکن سائنسی ترقیوں کے ذریعہ مادی رفاہ کا سامان تو فراہم ہورہا ہے مگر روحانی سکون کا کوئی انتظام نہیں۔

خداوند عالم نے جہاں مادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پورا نظام کائنات خلق فرمایا وہیں روحانی احتیاجات کو پورا کرنے کے لئے بھی مکمل انتظام فرمایا اور روحانی صفات وکمالات کے کامل ترین عملی نمونے بھیجے جس میں ایک بارزترین نام نامی واسم گرامی مولای کائنات علی ابن ابی طالب -کا ہے۔ علیؑ ایک ایسے انسان اکمل واعظم کا نام ہے جس کے صفات حمیدہ اور ملکات فاضلہ کا مقائسہ عام انسانوں سے نہیں کیا جاسکتا۔ اگر تمام انسان مل کر ان کی حیرت انگیز سیرت کی پیروی کریں اور انسانیت کے اس مظہر کامل کو اپنے کردار عمل کی میزان قرار دیں اور کوشش کریں کہ ان کی سیرت کے نزدیک پہنچ سکیں، آدمیت اور انسانیت کی معنویت اور حقیقت کو اس شخصیت کے اندر تلاش کریں اور اپنی روح کو اس معنویت اور حقیقت سے مزین کرلیں تو بلاشبہ حیوانیت کے گڑھے سے نکل کر انسانیت کی اوج تک پہنچ سکیں گے، پاک دل اور پاک روح انسانوں کی صف میں آجائیں گے، قدسیوں اور ملائکہ کے ہم پلہ بن جائیں گے اور اس مقام تک پہنچ سکیں گے جہاں تک

پہنچنے کے لئے خداوند عالم نے انسانوں کو خلق فرمایا ہے اور تمام آسمانی کتب کو جس مقصد کے لئے نازل فرمایا ہے۔

انسان صورت کا نام نہیں بلکہ سیرت کا نام ہے۔ انسان اس کو نہیں کہتے جو صرف صورت، شکل سے تو انسان ہو بلکہ انسان وہ ہے جس میں انسانی صفات و کمالات پائے جاتے ہوں۔ اگر اس نقطۂ نظر سے سیرت امیر المومنینؑ پر نظر ڈالی جائے تو تمام انسانی کمالات بدرجہ اتم ذات علی ابن ابی طالب۔ میں جمع نظر آئیں گے۔ یہ صفات اس طرح سے جمع ہوئے کہ ذات علیؑ انسانیت کی کسوٹی اور محک بن گئی۔ اب اگر کسی کی انسانیت کو پرکھنا ہو تو سیرت علیؑ کو سامنے رکھنا ہوگا۔ انسانیت کا ہر کمال ذات علیؑ سے شروع ہوتا ہے اور ذات علیؑ ہی پر ختم ہوجاتا ہے۔

مولائے کائنات کے فضائل نفسانی اور کمالات روحانی حد و شمار سے باہر ہیں۔ آپ کے علم، حلم، زہد، تقویٰ، ورع، صبر، تواضع، حسن خلق، عفو، انفاق، رأفت، شجاعت، سخاوت، عبادت، فداکاری و جانبازی وغیرہ میں سے اگر صرف کسی ایک صفت پر بھی کچھ تحقیق و جستجو کی جائے تو آخر میں اقرار کرنا پڑے گا

کتاب فضل ترا آب بحر کافی نیست
کہ تر کنم سر انگشت وصفحہ بشمارم

سب سے زیادہ جس چیز نے مورخوں اور دانشمندوں کو حیرت زدہ کیا ہے وہ سیرت علیؑ میں اجتماع اضداد ہے۔ جن حضرات نے دنیا کی نامور ہستیوں کا مطالعہ کیا ہے اور دلیروں، جنگ آوروں، امیروں، سرداروں، بادشاہوں، حکمرانوں، دانشمندوں اور صاحبان علم کے اخلاق واطوار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کسی مخصوص صفت کا حامل نظر آتا ہے۔ دلیر وطاقتور لوگ عموماً ترش رو اور سخت دل ہوتے ہیں، حکمران و بادشاہ متکبر پائے گئے ہیں، جنگ آور اور رزم جو لوگ خونریز و بے رحم دیکھے گئے ہیں، علماء و دانشور طبقہ عام طور سے جنگ سے گھبرانے والا اور گوشہ نشین ہوتا ہے، رہبران اور لیڈران عموماً خودغرض اور خودخواہ ہوتے ہیں۔ لیکن امیر المومنینؑ کی سیرت میں ظاہری حالات کے بدلنے سے ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔ جو اخلاق واطوار اس

وقت تھے جب ظاہری اقتدار سے محروم خانہ نشین تھے وہی اس وقت بھی تھے جب آدھی سے زیادہ دنیا کے ظاہری بادشاہ تھے۔ میدان جنگ میں جہاں دنیا کے سب سے بڑے بہادر اور تیغ زن تھے، دنیا کے بڑے بڑے بہادروں کا صرف نام علیؑ سے پتہ پانی ہوجاتا تھا وہاں دنیا کے ہر شخص سے زیادہ رقیق القلب اور نرم دل بھی تھے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جب کسی دشمن دین کا سامنا ہوتا تھا تو کردار میں پتھر کی سی صلابت پیدا ہوجاتی تھی اور کسی یتیم یا پریشان حال کا سامنا ہوتا تھا تو کردار میں شبنم کی سی لطافت پیدا ہوجاتی تھی۔ سخن مختصر یہ کہ کیونکہ مولا علیؑ آیۃ کبرائے الٰہیہ ہیں لہٰذا اگر ان میں متضاد صفات جمع ہوگئیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

مذکورہ بالا چند سطور سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ علیؑ جیسی شخصیت کے بارے میں لکھنا کتنا مشکل کام ہے۔ لیکن اس مشکل وادی میں اپنے زمانہ کی نابغہ شخصیت آیۃ اللہ سید احمد نقوی المعروف بہ علامہ ہندی نے قدم رکھا اور ایک نایاب کتاب بنام ''انسان اعظم'' تحریر فرمائی۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں غیر شیعہ مصادر و مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ یہاں بھی مولا علیؑ کی شخصیت کا معجزہ سامنے آتا ہے کہ حکومتوں نے بھرپور کوشش کی کہ مولا علیؑ کے فضائل دنیا کے سامنے نہ آنے پائیں لیکن خود مخالفین نے اپنی کتابوں میں اتنے فضائل تحریر کردیئے جو حق تک پہنچانے کے لئے کافی ہیں۔ علامۂ ہندی اس شخصیت کا نام ہے جس نے علوم کے صحراؤں میں سفر کرکے فضائل علیؑ کے نخلستانوں تک رسائی حاصل کی اور کتابوں کے سمندروں میں غواصی کرکے فضائل مولیٰ میں موتیوں کے ڈھیر لگادیئے۔ موسسۂ نور ہدایت نے اس نادر و نایاب کتاب کو دوبارہ زیور طباعت سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے وہ قابل مبارکباد ہیں۔ انشاء اللہ یہ کتاب محبان حضرت علیؑ میں مقبولیت حاصل کرے گی۔

کلب جواد نقوی عفی عنہ

۱۵/دسمبر ۲۰۰۶ء

تبصرہ

آیۃ اللہ علامہ دکتر سید مجتبیٰ حسن کامونپوری طاب ثراہ

جب سے انسان نے عقل وہوش کی دنیا میں قدم رکھا اس کائنات کی کچھ چیزوں کو پسند کیا اور کچھ چیزوں کو ناپسند۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ نقد وتبصرہ کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جس قدر انسان کو قدامت حاصل ہے۔ نقد وتبصرہ نے طویل عمر بغیر کسی نظام کے گذاری۔ افلاطون وارسطو کے خیالات اس موضوع پر زیادہ منظم اور واضح ملتے ہیں، بلکہ ۳۰۰ سال قبل مسیح تک یونانیوں کے جس قدر خیالات اس سلسلہ میں ملتے ہیں وہ افلاطون وارسطو کے خیالات سے علاحدہ نہیں ہیں۔ اس لئے آسانی سے کہا جاسکتا ہے کہ افلاطون وارسطو نے نقد وتبصرہ کو فن کی حیثیت بخشی۔

کسی کتاب پر نقد وتبصرہ کی حالت میں ہمیں سب سے پہلے کتاب کے مواد اور اسلوب بیان پر نظر ڈالنی چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ کتاب حقائق زندگی کے تعلق، صحیح وخوشگوار معلومات کس حد تک پیش کرتی ہے۔ اس نقطۂ نظر کے ماتحت کتاب ''انسان اعظم'' ایک کامیاب کتاب ثابت ہوتی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے حضرت علیؑ کا کیا مرتبہ ہے۔ حضرت علیؑ کے متعلق صحابہ وازواج وخلفاء وسلاطین وشعراء اور مشرقی ومغربی اہل قلم کی کیا رائے ہے۔ ''عظماء تاریخ'' سے مقابلہ کر کے حضرت علیؑ کی شخصیت کو کائنات کی ممتاز ترین ہستی ثابت کیا ہے۔ بتایا ہے کہ حضرت علیؑ کی خواہش تھی کہ وہ ایک بین الاقوامی عدالت کی بنیاد ڈالیں۔ غلام نوازی، حقیقی سوشلزم، اشتراکیت، انارکزم، نسلی تفوق، حفظ حیوانات، احترام بنی آدم وغیرہ کے متعلق حضرت علیؑ کی تعلیمات بیان کی ہیں۔ یہ تالیف حکیم الامت علامۂ ہندی حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام جناب مولانا سید احمد صاحب قبلہ کے تنوع پسند وجدت طراز خامہ کا نتیجہ ہے۔ موصوف ہندوستان میں ملت جعفریہ کے مجدّدِ دین کی صف میں شمار ہوتے ہیں۔ اردو میں آپ نے فلسفہ اسلام اور تعلیمات اہلبیت کی تشریح میں غیر معمولی خدمتیں انجام دی ہیں۔ کتاب انسان اعظم میں آپ نے ۲۹۳ نکتے امیر المومنینؑ کی زندگی سے منتخب کئے ہیں۔ بہت مختصر تبصرہ کی خواہش کی گئی ورنہ میں تفصیلاً اپنی رائے اس کتاب کے متعلق ظاہر کرتا۔ کتاب میں کتابت کی غلطیاں پائی گئی ہیں جن کو آئندہ اشاعت میں دور کیا جاسکتا ہے۔ (مجتبیٰ حسن عفی عنہ)

انسان اعظم

فیلسوف اسلام خلیفۂ الٰہی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی حیرت انگیز زندگی کے متعلق

حکیم الامت علامہ ہندی آیۃ اللہ سید احمد صاحب قبلہ کے ۲۹۳ نکات

بِاسْمِہٖ سُبْحَانَہٗ وَلَہُ الْحَمْدُ

دیباچہ

جب کسی بزرگ کی سوانح عمری اور حالات لکھنا ہو تو مورخ کا فرض ہے کہ اس کے اعمال زندگی کے ہر ہر جزئیہ کو اس مذہب کی روشنی میں دیکھے جس مذہب سے اس کا تعلق ہے، اگر وہ مذہبی ہستی ہے۔ یا لا مذہب ہے، ہر حالت میں اس کو مذہب سے علاحدہ رکھ کر دیکھنا چاہئے۔

یہ اس لیے لازم ہے کہ مذہب ہی ایک ایسی شئ ہے جو انسان کے ہر شعبۂ زندگی پر حاوی ہوتا ہے، لہٰذا زندگی کا چھوٹا بڑا ہر کام مذہبی رنگ میں ڈوبا ہوتا ہے۔ اگر کوئی ہم سے مطالبہ کرے کہ ایک لامذہب کو مذہبی روشنی میں جانچو یا اس کا عکس تو یہ مطالبہ بالکل غلط اور اس کے پورے کرنے کی کوشش ناکام ہوگی، اور اس تاریخ کے ہیرو کی صحیح زندگی کی ترجمانی ناممکن ہو جائے گی۔

اس کتاب کا ہیرو علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام جس مذہب سے تعلق رکھتا ہے وہ اسلام ہے۔ لہٰذا ان کی زندگی کے ہر واقعہ کو اسلام کے مسلمات کی روشنی میں دیکھنا ناگزیر ہے۔

ہر چند کہ ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ اس مقدس ہستی کو محض انسانی جامہ میں دکھا

دیں اور انسان کامل ہونے کی حیثیت سے ان کو پیش کریں۔لیکن پھر بھی ذات علیؑ کے واقعات زندگی ادھورے اور نامکمل رہ جاتے اگر ان کے مذہبی خصوصیات کو نظر انداز کر دیا جاتا۔پہلے کوشش ہے کہ اپنے ہیرو کے واقعات زندگی کو تمام علماء و محققین و مورخین و محدثین اہل سنت کی مستند کتابوں سے اخذ کریں جس میں نہ تعصب کا الزام ہو، نہ کسی فرقۂ اسلام کو انکار کا موقع ملے، نہ شکوہ و شکایت ہو، اس لیے کہ علیؑ بن ابی طالب تو وہ برگزیدہ ذات ہے جو ہر مسلمان کے لئے یکساں طور پر قابل تقدیس ہے۔

بیشک بعض واقعات تاریخی ایسے بھی درج ہیں جو اگر چہ مستند و معتبر کتبِ اہل سنت میں موجود ہیں اور مورخین و محدثین نے بلا انکار اپنی کتابوں میں درج کر رکھے ہیں، باوجود اس کے بہت سے فرقہائے اسلامی کے عقائد اس کے خلاف ہیں۔خوش قسمتی یا بد قسمتی سے شیعہ عقاید سے بالکل مطابق ہیں۔لہٰذا ہم نے ان واقعات تاریخ کو مستند ہونے کی وجہ سے درج کر دیا ہے۔

ہم نے اگر کوئی غلطی اس بارے میں کی ہو تو وہی غلطی ہے جو مستند مورخین نے ان واقعات کو مستند قرار دیتے ہوئے درج مصنفات کیا ہے۔اس سے نہ مناظرہ مقصود ہے، نہ کسی کی دل آزاری منظور ہے، نہ غلو ہے۔

جن کتب تاریخی میں حالاتِ علیؑ کا ذکر ہے وہ ایسا زمانہ تھا جب علیؑ کی ذات کے متعلق غلو سے کام کیوں کر لیا جاتا۔ نہ وہ مصنفین ہی ایسے تھے جن کو غلو سے نسبت دی جا سکے۔شیعوں کی کتابیں ہوتیں تو ہر بات کھپ جاتی ۔ وہ واقعات تو تاریخی حدود کے اندر ہی رہے اور اسی نظر سے ان کو دیکھنا چاہیے۔ جہاں کہیں قول رسولؐ یا دیگر اقوال کا ذکر اگلی تحریر میں ہے، وہ قریب قریب بجنسہ ترجمہ ہے، طوالت کی وجہ سے اصل عربی عبارت نہیں لکھی گئی۔

حالات امیر المومنین میں سابق و حال کے مورخین نے بہت کچھ لکھا ہے اور سیکڑوں کی تعداد میں عربی فارسی اردو کی تصنیفات موجود ہیں۔ ہم کو مستقل سیرت اور تاریخ کی کتاب لکھنا مقصود نہیں ہے۔

مقصود ہمارا اس کتاب سے علیؑ کے حالات پر مختصر تبصرہ ہے اور اس بحر محیط انسانیت کے چند واقعات تاریخی پر اختصار و اجمال سے ایک فہرست لکھنا ہے۔زمانہ جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہے، اس کو مدنظر رکھا گیا ہے تا کہ آیندہ حالات علیؑ پر بحث کرنے والے اور تاریخ نویس مندرجہ فہرست کے ہر عنوان پر مفصل شرح و بسط سے فلسفیانہ تاریخ لکھیں اور انسانیت کی ایک اہم خدمت انجام دے کر سعی مشکور فرمائیں۔ہم نے جس عنوان کے تحت بہت سے واقعات لکھ کر متعدد کتابوں کے حوالہ جات جہاں کہیں دے دیئے ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سب کتابوں میں ہر واقعہ موجود ہے، بلکہ ان واقعات کا کسی نہ کسی شکل سے ان کتابوں میں اندراج ہے اور جہاں کہیں کسی ایک واقعہ کے متعلق حوالہ جات دیئے ہیں وہ کتابوں میں مل سکتے ہیں۔ وباللہِ التَّوفِیق

ان میں حضرت علیؑ کے جس قدر صفات لکھے گئے ہیں، یہ اجمالی حیثیت سے لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک صفت کے ثبوت میں متعدد مثالیں، بیشمار حکایات اور روزمرہ زندگی کے واقعات موجود ہیں جن سے ہر بات کی تصدیق و تائید ہوتی ہے۔اس کے لیے کتابوں اور سوانح حیات علیؑ کا مطالعہ ضروری ہے۔بعض مقامات پر صرف ایک ایک واقعہ یا مثال پر اکتفا کی گئی تا کہ مضمون کو طول نہ ہو۔ بیشمار ایسے خصائل اور کمالات ہیں جو سوا علیؑ کے کسی صحابی میں نہیں پائے جاتے اور تمام صحابہ اور انصار میں ملا کر جتنے صفات بتائے جا سکتے ہوں، سب علیؑ میں تنہا موجود تھے۔

احمد النقوی

۴؍دسمبر ۱۹۳۶ء

(۱)

علیؑ مولودِ کعبہ

۱۳ / رجب روز جمعہ ہجرت سے ۲۲ سال پیشتر ۶۰۰ ء میں علیؑ ابن ابی طالبؑ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ اور خانہ کعبہ میں بجز علیؑ کسی اور کی ولادت نہیں ہوئی۔ [۱]

(۲)

علیؑ نام خدا سے مشتق ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خداوندکریم نے حضرت آدم کو خبر دی کہ اس نے علیؑ کا نام اپنے نام علی اعلیٰ پر رکھا ہے۔ [۲] اور جناب ابوطالب نے خدا سے خانۂ کعبہ میں دعا کی۔ ہاتف غیبی نے علیؑ کی مبارکباد میں جناب ابوطالبؑ کو مولود کا نام علیؑ رکھنے کا حکم دیا۔ [۳] خدا کا نبیوں سے ہم کلام ہونا اور نبیوں کو ماضی و مستقبل کے اہم واقعات کے ساتھ اہم شخصیتوں سے باخبر رکھنا اور اپنے دین کے باقی رکھنے والوں مبلغوں، منادوں کا نام بتانا اگر اصولاً صحیح اور توریت وانجیل وقرآن کی تعلیم کے مطابق ہے تو اس واقعہ سے انکار ممکن نہیں اور نص خلافت رسول کا یہی فلسفہ ہے۔

(۳)

اسماء والقاب

(۱) علیؑ آپ کا نام ہے (۲) حیدرؑ آپ کی والدہ نے نام رکھا۔ القاب بہت سے ہیں، منجملہ ان کے: (۳) ذُوالْقَرْنَیْنُ (۴) بَطِیْنُ (۵) اَنْزَعُ (۶) یَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِیْنُ (۷) اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۸) وَلِی (۹) وَصِی (۱۰) تَقِی (۱۱) قَاتِلُ النَّاکِثِیْنُ وَقَاسِطِیْنُ (۱۲) شَبِیْہِ ھَارُون (۱۳) صَاحِبُ اللِّوَاءِ

---

(۱) مناقب ابن مغازلی، فصول المہمہ، ازالۃ الخفاء، تذکرہ خواص، انسان العیون (۲) فرائدالسمطین (۳) زین الفتی

(۱۴) خَاصِفُ النَّعْلِ (۱۵) کَاشِفُ الْکَرْبِ (۱۶) اَبُو الرَّیْحَانَتَیْنُ (۱۷) اَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام وَالْحُسَیْنِ علیہ السلام (۱۸) اَبُو الْقُصَمُ (۱۹) اَبُو تُرَابُ (۲۰) اَبُو محمد [۱]

القاب واسماء علیؑ کے کسی اخلاقی تاریخی واقعہ کو ظاہر کرتے ہوئے ان کی بزرگی وشرف کو بتاتے ہیں۔

(۴)

علیؑ سَیْفُ اللہ ہیں

حدیث نور میں خود رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ سیف اللہ ہیں۔ [۲]

دین کی نصرت وتحفظ اسلام میں علیؑ کی جدوجہد اگر تاریخ کی نہ بھولنے والی کوشش ہے، جو علیؑ ہی کی ذات پر منحصر ہے، تو بجز علیؑ کسی کو سیف اللہ کہنا غلط ہے اور رسول کو جھٹلانا ہے۔

(۵)

علیؑ امیر المومنین ہیں

خود رسولؐ خدا نے علیؑ کو امیر المومنین فرمایا ہے۔ [۳] اور جہاں کہیں قرآن میں لفظ مومن آیا ہے ان سب مومنوں کے امیر علی ابن ابی طالب ہیں۔ [۴] رسولؐ کا علیؑ کو دیا ہوا یہ لقب بعد میں عام کردیا گیا۔

(۶)

علیؑ کی خاکساری

علیؑ مسجد رسولؐ میں خاک پر سو رہے تھے، مٹی جسم میں بھر گئی تھی، رسولؐ خدا نے آپ کو ابوتراب کہہ کر جگایا۔ اس لقب سے علیؑ بےحد خوش ہوتے تھے اور بنی امیہ استہزاء کرتے تھے اور اسی

---

(۱) نسائی، تذکرۂ خواص، مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم (۲) فرائدالسمطین، شرف النبوۃ

(۳) مناقب خوارزمی، فرائدالسمطین، مناقب ابن مغازلی، مناقب ابن شاذان، فردوس (۴) تاریخ الخلفاء

نام سے علیؑ کو دشنام دیا کرتے تھے۔[۱]

(۷)

صدیق اکبر و فاروق اعظم

رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ صدیق اکبر و فاروق اعظم ہیں۔[۲] بعد وفات رسولؐ خدا جب جناب ابوبکر کو صدیق کہا گیا تو علیؑ نے منبر پر جا کر فرمایا: ''میں ہوں صدیق اکبر، اس لیے کہ میں ابوبکر سے پہلے ایمان لایا اور ابوبکر سے پہلے اسلام لایا۔''[۳] اور رسولؐ خدا نے فرمایا: ''تین صدیق ہیں، مومن آل یٰسین، حبیب نجار، حزقیل مومن آل فرعون، اور علیؑ جو دونوں سے افضل ہے۔''[۴]

صدیق و فاروق تو ہر شخص جس کا جی چاہے نام رکھ دے مگر صفت کی رعایت سے رسولؐ کی نظر میں جو صدیق ہو، صدیق و فارق تو وہی ہے۔

(۸)

علیؑ کی تربیت

رسولؐ خدا نے علیؑ کو پیدا ہوتے ہی اپنی تربیت میں لے لیا، گہوارہ علیؑ کا اپنے فرش خواب کے قریب رکھ لیا، روٹی اور خرمہ چبا کر منھ میں علیؑ کے دیتے۔ علیؑ کی پوری تربیت رسولؐ کی گود میں ہوئی۔ تعلیم کے ساتھ تربیت بھی معلم کی گود میں امتیاز رکھتی ہے۔ علاوہ نسلی خصوصیات کے، تربیت کے اثر نے علیؑ و رسولؐ میں ایک رنگی پیدا کر دی تھی۔ خوش فہمی و ذکاوت و ذہانت و سلیم الطبعی اور ہمیشہ کی رفاقتِ رسولؐ علیؑ سے مخصوص تھی۔

---

(۱) تذکرہ خواص، مسند احمد، فرائد السمطین، صحیح بخاری، صحیح مسلم، خصائص نسائی، مناقب خوارزمی

(۲) مناقب ابن شہر آشوب، مناقب خوارزمی

(۳) اسعاف ابن قتیبہ، ریاض النضرۃ، خصائص نسائی

(۴) مسند احمد، فردوس، تفسیر ثعلبی، حلیۃ الاولیاء، مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی

(۹)

ایک نور سے خلقت

رسولؐ خدا نے فرمایا میں اور علیؑ ایک نور سے خلق ہوئے جو نور خدا تھا اور اسی سے کائنات کا وجود ہوا۔[۱]

سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ ذرات مادہ و ایٹم صرف الکٹرسٹی کے برقیہ ہیں۔ تمام تحلیل و تجزیہ و ترکیب اسی قوت کی کرشمہ سازی کے رہین منت ہیں۔ رسولؐ خدا نے تیرہ سو سال پیشتر صاف فرمایا تھا کہ موجودات عالم میں اسی نور مبین کے ذرات برقی نے شامل ہو کر خلقت و ایجاد کی تکمیل کی اور اس طرح سے نور رسولؐ و نور علیؑ علت موجودات ہے۔

(۱۰)

محبت علیؑ اجر رسالت ہے

قرآن مجید میں رسولؐ خدا کو حکم خدا ہوا کہ اجرت رسالت اپنے اہل بیتؑ کی محبت کو قرار دے کر امت سے وہ اجر طلب کر لیں۔ (قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى)[۲]

محبت عقلی کا یہ تقاضا ہے کہ جو مجمع صفات حسنہ ہو، اسی کی محبت کی جائے اور رسولوں کی رسالتوں کا منشاء یہی ہے کہ محبت حیوانی کا قلع قمع کر کے قوم کی عقلی تربیت کی جائے۔ محبت اہلبیتؑ رسولؐ قوم کی عقلی تربیت ہے اور نتیجہ رسالت ہے۔

(۱۱)

محبت علیؑ موجبِ جنت اور بغض موجبِ جہنم ہے

قرآن مجید میں ہے ''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ

---

(۱) فرائد السمطین، مسند احمد، مناقب ابن مغازلی، فردوس

(۲) مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحاح الستہ، فرائد السمطین، مقاتل الطالبین، مناقب خوارزمی، حلیۃ الاولیاء، فصول المہمہ، مناقب ابن مغازلی

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ" رسولؐ خدا نے فرمایا محبت علیؑ و آل علیؑ حسنہ ہے اور بغض علیؑ سے سیئہ ہے۔[1] (سورۃ النمل، آیت:۸۹)

کامل سے محبت عقلی قدردانی ہے، اور عام دشمنی اخلاقی جرم ہے خصوصاً ذات کامل سے دشمنی دنیا و دین کی پھٹکار ہے۔

(۱۲)

محبت علیؑ کی پرسش

قیامت میں کوئی ایک قدم نہ بڑھا سکے گا جب تک محبت اہل بیتؑ رسولؐ کا اقرار نہ کرے۔[2]

خالص محبت عملی ہوتی ہے یعنی پیروی محبوب کی اور بغیر عمل کامیابی ناممکن ہے۔ آل رسولؐ کی پیروی انسانی کمال ہے اور بدون تحصیل کمال رستگاری ناممکن ہے۔

(۱۳)

بے پروانۂ علیؑ کوئی داخل جنت نہ ہوگا

رسولؐ خدا نے فرمایا جس کے پاس پروانۂ علیؑ نہ ہو، وہ جنت میں نہ جا سکے گا۔[3]

پروانۂ جنت یہی ہے کہ نظام علوی اور تعلیمات حیدری کا پابند ہو، زندگی کا معیار علوی اصول و آئین ہوں، رسولی اسوۂ حسنہ مختلف ذاتوں میں خودغرضوں نے مشتبہ بنا دیا تھا اور اصل حقیقت چھپ گئی تھی اس لیئے ذات رسالت کا سچا مظہر علیؑ تھے۔ رسولؐ نے امت کو ان کا معیار بتایا ہے۔

(۱۴)

خدا نے علیؑ کی محبت کو قلوب مومنین میں داخل کر دیا

قرآن مجید میں ہے "اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ

(۱) فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء (۲) مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، مناقب خوارزمی
(۳) مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فردوس، فرائد السمطین

الرَّحْمٰنُ وُدًّا" رسولؐ خدا نے فرمایا "خدائے رحمن نے محبت علیؑ کو مومنوں کے دلوں میں داخل کیا ہے۔"[1]

عقلی قدردانی کا تقاضا ہے کہ اچھوں سے محبت کی جائے اور حیوانی محبت کو مغلوب کر دیا جائے۔ قانون الٰہی اسی کا متقاضی ہے، جس کو خدا نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے، اور رسولؐ نے یہ ثابت کیا ہے کہ کمال کمال ہے اور اچھائی اچھائی ہے، فطرت وعقل کا تقاضہ تو یہی ہے کہ عقلاً جو قابل محبت ہو، اس سے محبت کرے۔ عقلائے مومنین کب علیؑ کے کمال کو جانتے ہوئے دشمنی کر سکتے ہیں۔

(۱۵)

علیؑ قسیم جنت و نار ہیں

قرآن مجید میں ہے "وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمَاهُمْ" رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ اپنے دوستوں کے چہرے دیکھ کر جنت میں اور دشمنوں کے چہرے دیکھ کر دوزخ میں داخل کریں گے۔[2] انسانی اعلیٰ صفات کی جانچ اور کمال انسانیت کا بلند معیار یہ ہے کہ علیؑ اس کی تصدیق کریں کیونکہ علیؑ خود مکمل و متمم و معلم انسانیت ہیں۔

(۱۶)

منکر فضائل علیؑ پر عذاب

غدیر خم میں رسولؐ خدا نے جب علیؑ کو ولی مومنین بتایا تو حرث بن نعمان فہری نے سخت احتجاج کرتے ہوئے رسولؐ سے کہا: "اگر آپ نے بحکم خدا علیؑ کو ولی مومنین بنایا ہے اور آپ سچے ہیں، تو خدا مجھ پر دنیا میں عذاب نازل کرے۔" فوراً آسمان سے ایک پتھر اس کے سر پر گرا اور مر گیا جس کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ "سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ"[3] حرث نے رسولؐ کو چیلنج دیا تھا، خدا کو چیلنج دیا تھا۔ لہٰذا دنیاوی سزا سے بچ رہنا رسالت کی تکذیب تھی۔ کسی شہاب ثاقب کے

(۱) تفسیر ثعلبی، فرائد السمطین، مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، تذکرہ خواص (۲) تفسیر ثعلبی، مناقب فاخرہ (۳) فرائد السمطین

ٹکڑے کو جو کشش ارضی (Gravitation) کے اندر تھا گرا دینا علم طبیعات (Physics) کی رو سے بھی محال نہیں ہے۔

(۱۷)

علیؑ کی خدا اور رسولؐ سے دوستی

۷ ہجری میں جنگ خیبر کے وقت رسولؐ خدا نے علم لشکر کا علیؑ کے ہاتھ میں دینے سے پہلے جنگ سے بھاگنے والوں سے فرمایا تھا: ''کل ایسے کے ہاتھ میں علم دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں، جو کرار غیر فرار ہے۔''[1]

(۱۸)

علیؑ خدا اور رسولؐ کے نزدیک احب خلق ہیں

ایک انصاری عورت دو بھونے ہوئے پرند جانور رسولؐ خدا کے پاس لائی۔ رسولؐ نے خدا سے دعا کی، خداوندا اس شخص کو بھیج دے جو تیرے نزدیک میرے لئے تمام مخلوق میں حبیب تر ہے تا کہ وہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ یہاں تک کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ آئے اور شریک طعام ہوئے۔[2] بی بی عائشہ بھی فرماتی ہیں کہ رسول عورتوں میں سب سے زائد اپنی بیٹی فاطمہؑ سے محبت کرتے تھے، اور مردوں میں سب سے زائد علیؑ سے محبت تھی۔[3]

(۱۹)

امت محمدیؐ کے تہتّر فرقے

رسولؐ خدا نے فرمایا میرے بعد میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ سب جہنم میں

---

(۱) مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، فرائد السمطین، تذکرہ خواص، تاریخ طبری، اروِنگ

(۲) مسند احمد، مناقب ابن مغازلی، سنن ابوداؤد، جمع بین الصحاح الستہ، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، مناقب سمعانی، مناقب فاخرہ، فصول المہمہ، صحیح ترمذی، صحیح بخاری، صحیح مسلم (۳) صحیح ترمذی، مشکوٰۃ، ینابیع المودہ

جائیں گے بجز ایک فرقہ کے جو جنتی ہے اور وہ شیعان علیؑ ہیں۔[1]

(۲۰)

علیؑ کا دوست دوست رسولؐ اور دشمن علیؑ دشمن رسولؐ ہے

رسولؐ خدا نے بارہا فرمایا کہ محبان علیؑ جنت میں جائیں گے اور تکمیل ایمان کی حبِ علیؑ سے ہے اور علیؑ کی محبت رسولؐ کی محبت ہے اور عداوت علیؑ سے دشمنی رسولؐ ہے۔[2] دوست کا دوست ہونا، دشمن کا دشمن ہونا یہی معیار دوستی ہے۔ علیؑ محبوب خدا و رسولؐ تھے، علیؑ محافظ دین الٰہی تھے۔ علیؑ رسولی مشن کے چلانے والے تھے اس لئے ان سے محبت وعداوت خدا اور رسولؐ سے محبت وعداوت ہے۔

(۲۱)

علیؑ سے عداوت منافقت کی نشانی ہے

جابر بن عبداللہ انصاری اور ابودجانہ صحابی کہتے ہیں کہ عہد رسولؐ میں منافق عداوت علیؑ سے پہچانے جاتے تھے۔[3]

(۲۲)

دشمن علیؑ کافر و منافق ہے

رسولؐ خدا نے بارہا فرمایا مختلف الفاظ میں کہ دشمن علیؑ وآل علیؑ جہنمی ہیں، بے حب علیؑ جنت میں کوئی نہ جائے گا۔ دوستِ علیؑ مومن ہے اور دشمن علیؑ کافر ہے، منافق ہے۔[4] دوسری روایت میں ہے کہ ام المومنین ام سلمہ سے رسولؐ خدا نے فرمایا: ''سنو اور گواہ رہو، اگر کوئی شخص خدا کی

---

(۱) مناقب خوارزمی (۲) مسند احمد، جمع بین الصحاح الستہ، سنن ابوداؤد، مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، معجم طبرانی، شرح ابن ابی الحدید، حلیۃ الاولیاء، فردوس، فرائد السمطین (۳) صحیح ترمذی (۴) مسند احمد، جمع بین الصحیحین، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح بخاری، سنن ابوداؤد، مناقب خوارزمی، تذکرہ خواص، فرائد السمطین، صحیح مسلم، صحیح ترمذی

ہزار سال عبادت کرے، پھر ہزار سال کعبہ میں رکن ومقام کے درمیان عبادت کرے اور علیؑ سے بغض رکھتا ہو، تو قیامت کے روز وہ خدا سے اس طرح سے ملاقات کرے گا کہ اوندھے منھ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"[۱] علیؑ سے عداوت اصول ونظام علوی سے عداوت ہے اور نظام علوی نظام الٰہی ہے جو بذریعہ رسولؐ حفاظت علیؑ میں دیا گیا ہے اور امانت خدا ہے۔ اُن سے مخالفت خدائی اصول کی مخالفت ہے جو کفر ہے اور خدا اور رسولؐ سے جنگ ہے۔ ایسے شخص کی عبادت ہرگز صحیح نہیں ہے۔

(۲۳)

علیؑ برادرِ رسولؐ ہیں

بیعت رضوان میں رسولؐ خدا نے ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بتایا اور علیؑ سے فرمایا: "دنیا وآخرت میں تم میرے بھائی ہو۔"[۲]

(۲۴)

علیؑ سابق الاسلام ہیں

سب سے پہلے علیؑ دست رسولؐ پر ایمان لائے اور سب سے پہلے رسولؐ کے پیچھے علیؑ نے نماز پڑھی۔ دوشنبہ کو بعثت رسولؐ ہوئی اور سہ شنبہ کو علیؑ نے نماز پڑھی جس کو قرآن نے اس طرح سے ذکر کیا ہے "اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ" اور فرمایا "وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ"[۳]

علیؑ مرتضیٰ جناب ابوبکر سے سات سال پہلے ایمان لائے تھے۔[۴]

---

(۱) مناقب خوارزمی (۲) مناقب خوارزمی، مسند احمد، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح ترمذی، سنن ابوداؤد، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، فردوس، خواص الامہ (۳) مسند احمد بن حنبل، مناقب ابن مغازلی، تفسیر ثعلبی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، کتاب مغازلی، فردوس، فضائل الصحابہ سمعانی، صحیح ترمذی، حلیۃ الاولیاء خصائص نظیری، تاریخ طبری، معارف ابن قتیبہ، ابوالقاسم خشکانی (۴) خصائص امام نسائی، تفسیر ثعلبی

(۲۵)

کمالِ ایمان علیؑ

خدا نے علیؑ کے ایمان کا امتحان کرلیا ہے، رسولؐ خدا نے کمالِ ایمان علیؑ کی تصدیق کردی ہے۔[۱]

ایک حدیث میں ہے رسولؐ خدا نے فرمایا: "تین شخص کسی وقت کافر نہیں ہوئے، ایک مومن آل حسین، دوسرے علیؑ بن ابی طالبؑ تیسرے آسیہ زنِ فرعون۔"[۲] رسولؐ کی کوتاہ نظری ہوتی اگر دوسری امتوں کو نظرانداز فرماتے اور صرف علیؑ ہی کا تذکرہ کرتے۔ علیؑ کی خلوت جلوت، رزم بزم اور زندگی کے ہر شعبہ کو دیکھو جو قرآن کے مطابق اور خدائی اوامر کا عملی نمونہ تھے۔

علیؑ نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ اسی وجہ سے آپ کو کرم اللہ وجہ کہتے ہیں۔[۳]

(۲۶)

علیؑ مصدق رسولؐ ہیں

جو کچھ رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ نے سب کی تصدیق کی اس طرح جیسے کسی نے نہیں کی قولی وعملی۔ جس کا قرآن میں ذکر ہے "والذین جاء بالصدق وصدق بہ"[۴]

(۲۷)

ایمان علیؑ پر خدائی مہر

ولید بن عقبہ نے امیر المومنین پر فخر کیا تھا، خدا نے اس کے فسق کا اعلان کرتے ہوئے علیؑ کے ایمان کی تصدیق فرمائی۔ "اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ"[۵]

---

(۱) مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، مسند احمد، سنن ابوداؤد، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح ترمذی، فضائل الصحابہ سمعانی، تاریخ خطیب (۲) تفسیر دُرمنثور، ابن عساکر (۳) طبقات، استیعاب، مسند ابوحنیفہ، تذکرہ خواص (۴) مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء (۵) مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید، حلیۃ الاولیاء، تفسیر ثعلبی

(۲۸)

خدا کے نزدیک صادق کون ہے

خدا نے قرآن میں صادقوں کا ساتھ دینے کا حکم دیا ہے۔ مراد صادقوں سے علیؑ و آل علیؑ ہیں۔(۱) حقیقی صدق یہ ہے کہ خدائی مرضی کے مطابق ہو اور یہ امر ملہم بندوں سے مخصوص ہے، اور صدق مجازی یہ ہے کہ انسان اپنے علم ویقین میں اس کو مطابق واقع سمجھے جو ممکن ہے کہ حقیقتاً خلاف واقع ہو اور دھوکا اور بھول وغفلت ہو۔ خدا انھیں صادقوں کی معیت کا حکم دیتا ہے جو حقیقی صادق اور معصوم ہیں، اور وہ رسولؐ اور ائمہؑ ہدیٰ ہیں۔

(۲۹)

علیؑ کا علم وفہم رسولؐ کا سا تھا

عبدالرحمن بن عوف سے رسولؐ خدا نے فرمایا ''خدا نے میرے پاس کتاب مبین (قرآن) بھیجی ہے اور حکم دیا کہ لوگوں کو سنا دوں بجز علیؑ بن ابی طالب کے کیوں کہ وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ ان کی فصاحت وبلاغت میرے مثل ہے اور ان کا علم وفہم وکمال مثل میرے ہے۔(۲)

(۳۰)

علیؑ عالم بالکتاب ہیں

قرآن مجید میں ہے ''قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ'' رسولؐ خدا نے فرمایا کتاب کا علم علیؑ کو ہے۔(۳) حقیقت ومجاز، ناسخ منسوخ ومتشابہ ومترادف الفاظ ہر زبان میں ہوتے ہیں جس سے تعبیرات میں اختلاف ہوتا ہے قرآن مجید کی تفاسیر وتعبیرات میں اختلاف اسی لئے ہے لہٰذا ''حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ'' صحیح نہیں ہے جب تک متکلم ومصنف خود اپنے منشاء

---

(۱) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء (۲) مودۃ القربیٰ (۳) تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء

کو کسی پر واضح نہ کر دے۔ اعلم امت علیؑ تھے، لہٰذا عالم بالقرآن حقیقۃً وہی تھے جن کو خدا نے اپنے منشاء ومراد سے بذریعہ رسولؐ تعلیم دے دی ہے، اس لئے قرآن کو علیؑ ہی کی توضیح وتفسیر سے سمجھنا چاہئے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا، بعد میرے علیؑ تمام امت سے اعلم تر ہے۔''(۱)

(۳۱)

ہزار باب علم کی تعلیم

علیؑ کو رسولؐ خدا نے ہزار باب علم کی تعلیم فرمائی اور ہر باب سے ہزار ہزار باب علم علیؑ پر کشادہ ہو گئے۔(۲) معلم اصول کی تعلیم سے ایک بافہم وذکی وقابل وعالم کو ایسا بنا دیتا ہے کہ شاگرد خود ہزاروں اصول وفروع بنا لیتے ہیں۔

(۳۲)

علمِ رسولؐ کا وارث

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو علم مجھ کو خدا سے ملا، وہ سب کا سب میں نے علیؑ کو دے دیا۔(۳)

(۳۳)

معلّم اسلام

علیؑ منبر پر بار بار پکار پکار کر فرماتے تھے جو پوچھنا ہو، پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھ کو کھو بیٹھو۔(۴) پوچھنے والے غوامض علوم کو نہ پوچھیں، تو معلم کا کیا قصور؟ اس پر بھی ہر علم میں علیؑ نے دریا بہا دئے۔

---

(۱) مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، صحیح ترمذی
(۲) فرائد السمطین، صحیح ترمذی، شرح فتح المبین (۳) مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی
(۴) مسند احمد بن حنبل، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید

(۳۴)

قاضی امت

رسولؐ خدا نے فرمایا میری امت میں سب سے بڑا قاضی علیؑ ہے۔(۱)

(۳۵)

بین الاقوامی عدالت قائم کرنے کی خواہش

علیؑ بقسم فرماتے تھے کہ اگر میرے لئے مسند قضا بچھائی جائے تو اہل توریت کو توریت سے، اہل زبور کو زبور سے، اہل انجیل کو انجیل سے، قرآن والوں کے لئے قرآن سے فیصلہ کروں۔(۲)

علیؑ ہر قوم کو بین الاقوامی عدالت قائم کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

(۳۶)

حکیم حکمتِ الٰہی

حکمائے عالم کو دیکھو، ان کی تاریخ پر تنقیدی نظر کرو، بیشک انھوں نے اپنی دماغ سوزیوں، کاوشوں سے علوم وفنون کی ایجادیں کر کے وحشی انسان کو متمدن انسان بنا دیا، وہ محسنین عالم کی صف اول میں جگہ پانے کے مستحق ہیں۔ لیکن تاریخ عالم میں ہم کو کوئی ایسا حکیم وفلاسفر نہیں ملتا جس نے انسان کے ہر شعبہ زندگی میں روحانی ہو یا مادی، حکمت عملی ہو یا نظری، ہر ایک میں پوری رہبری کی ہو۔'' برو دیکر سغطی طبابت وشاعری کا بادشاہ تھا لیکن کہاں اس کی شاعری اور کہاں علیؑ کی خطابت وشاعری۔ شعراء وقصہ گو واہمہ وتخیل کو پوٹ باندھتے ہیں، جہلا کے دماغ واوہام کو خرافات سے گندہ وخراب کرتے ہیں۔ علیؑ کی شاعری خطابت کی جان، فصاحت کی کان، موعظہ ونصیحت وحقائق ورموز سے مالا مال ہے۔

---

(۱) مناقب خوارزمی، مسند احمد بن حنبل، فضائل صحابہ سمعانی، صحیح مسلم، صحیح بخاری (۲) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، تفسیر ثعلبی، تذکرہ خواص

روایات تمثیلیہ کے مؤلفین میں ''اسکیلس''، ''سرفوکلیس''، یورولیدیس''، ''اوستوفارنس'' کے تمثیلات کو دیکھو اور علیؑ کے تمثیلات کو نہج البلاغہ میں پڑھو، تو معلوم ہوگا کہ کس کا پایہ بلند ہے۔

تاریخ کے مشہور حکماء ''ارہیرموٹ'' ٹیوریس''، ''زینونون'' کے تاریخی واقعات پر نظر کرو اور علیؑ کی سچی اور صحیح تاریخ دانی کا گزشتہ زمانے کے کتب میں مطالعہ کرو تو معلوم ہوگا بلکہ اس ملہم مورخ کی آیندہ کی تاریخ نویسی کو دیکھو تو وہ بھی مکمل ثابت ہوگی۔

''فیثاغورث''، ''انا کساجوراس''، ''سوفسطائی''، ''بطلیموس''، ''انکسفورس''، ''ارخیلیوس''، ''اقلیدس'' کے فلسفہ طبعی وریاضی کو دیکھو اور علیؑ کے فلسفہ طبعی کی نکتہ رسی کو دیکھو جس نے فلسفۂ قیاسی کی تنقید کر کے حقائق موجودات پر کس طرح شرح وبسط سے بحث کی ہے اور فلاسفہ قدیم کی غلطیوں پر کس طرح سے عالم کو متوجہ کیا ہے۔

''سقراط''، ''افلاطون''، ''ارسطاطالیس'' کے الٰہیاتی مباحث کو دیکھو اور اس حکیم حکمت الٰہی کے الٰہیات میں متلاطم سمندروں کو دیکھو۔

''بقراط''، ''جالینوس'' کے طبّی حقائق اور طب الٰہی کے طبیب علیؑ کی فن طب کی موشگافیاں دیکھو، تو معلوم ہوگا کہ علیؑ کا صف حکماء میں کیسا بلند پایہ تھا۔ یہ غلو نہیں ہے، علیؑ پرستی نہیں ہے، شاعری نہیں ہے، زندہ رہے اور وقت نے مدد کی، تو علوم الائمہ میں ہر علم کے ہر شعبہ میں علیؑ وآل علیؑ کے ذخائر علمیہ کو پیش کریں گے۔ اور سر دست ہماری کتاب فلسفۃ الاسلام کی بارہ مکمل جلدیں بارہ علوم کی موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔ علیؑ حکمت نظریہ اور حکمت عملیہ دونوں میں سرتاج حکماء وفلاسفہ تھے۔ اسی لئے رسولؐ خدا نے فرمایا تھا: ''میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔'' ''میں شہر حکمت ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔''(۱)

---

(۱) مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، فردوس، مناقب سمعانی، شرح ابن ابی الحدید

(۳۷)

علیؑ مثیل حضرت آدمؑ ہیں

قرآن مجید میں ہے: ''حضرت آدمؑ کو خدا نے جملہ اسماء کی تعلیم دی'' اور علیؑ کی نسبت قرآن مجید نے کہا ہے ''ہر وہ شئے کا احصا امام مبین میں ہے'' رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ وہ امام مبین ہے جس میں خدا نے ہر شئے کا علم جمع کر دیا تھا۔''(۱)

اور اسی لئے رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو آدمؑ کے علم کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھ لے۔''(۲)

(۳۸)

علیؑ مثیل خلیلؑ تھے

حلم جناب خلیلؑ کا کیا کہنا جن کو نمرود نے آتش سوزاں میں ڈال کر جلا دینا چاہا۔ لیکن جناب خلیلؑ کا اس آگ سے زندہ نکلنا نمرودی تمام اسکیموں کے لئے خود ایک کاری ضرب تھا۔ باوجود اس کے خلیلؑ اللہ نے کوئی قصاص نہیں لیا۔ حلم علوی کو دیکھو، گھر پر یورش ہوتی ہے۔ جناب زبیر شمشیر بکف نکل آتے ہیں، علیؑ کا گھر جلانے کی دھمکی دی جاتی ہے، گلے میں رسن ڈال کر گھسیٹے جاتے ہیں، لیکن خلیلی صبر وحلم کا مظاہرہ کرتے، اور خیبر شکن تلوار کو نیام سے نہیں نکالتے۔

حکمت خلیلی کی یہ حالت تھی کہ سورج و چاند کے غروب وطلوع سے ستارہ پرستوں کو یہ کہہ کر چپ کرا دیا کہ یہ خدا نہیں ہو سکتے جو طلوع وغروب ہوں۔ حرکت وزوال دلیل حدوث وفنا ہے، جب کہ قرآن مجید میں یہ قصہ موجود ہے۔ (فلسفۃ الاسلام، علم کون وفساد میں اس دلیل پر ہم نے کافی بحث کی ہے)۔

لیکن علوی شان کو دیکھو، جناب خلیل نے صرف طلوع وغروب سے نقصان دکھا کر ان کی

---

(۱) امالی صدوق، تفسیر ابن ماہیار (۲) مسند احمد، صحیح بیہقی، شرح ابن ابی الحدید، مناقب خوارزمی

الوہیت کا ابطال فرمایا، علیؑ نے عملی طور پر دنیا کو دکھایا کہ چاند، سورج، تارے اس لئے قابل پرستش نہیں ہیں کہ وہ ایک حکیم حکمت الٰہی کے لئے مسخر ومطیع ہیں پھر وہ خالق کب ہو سکتے ہیں۔

سورج کا علیؑ کے لئے پلٹنا(۱) ثبوت عقلی اس کا ہمارے رسالہ رجعت شمس میں دیکھو، تین مرتبہ سورج کا علیؑ سے باتیں کرنا(۲) علیؑ کے گھر میں تارے کا گرنا۔(۳)

یہ وہ واقعات ہیں جو خلیلؑ اللہ کی علمی تحقیق کا عملی ثبوت ہے۔ اس لئے رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو شخص ابراہیم علیہ السلام کے حلم وحکمت کو دیکھنا چاہئے وہ علیؑ کو دیکھ لے۔''(۴) فلسفی نقطۂ نظر سے ان واقعات کا ثبوت ہماری کتاب فلسفۃ الاسلام میں موجود ہے۔

(۳۹)

علیؑ مثیل نوحؑ نبی ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو شخص فہم نوحؑ نبی کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھ لے۔''(۵) علیؑ کی علم وحکمت کو ان کے خطب وتعلیمات میں دیکھو۔

(۴۰)

علیؑ مثیل جناب موسیٰؑ ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو شخص موسیٰ بن عمران کی (امر الٰہی میں) سختی کو دیکھنا چاہے، وہ علیؑ کو دیکھ لے۔''(۶) جناب موسیٰؑ کی سختی کی یہ حالت تھی کہ اپنے بھائی ہارون کو بھی نہ چھوڑا اور کوئی رعایت نہ کی۔ بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی دیکھ کر بے چین ہو گئے۔ ہارون کی داڑھی پکڑ کر کھینچی جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

---

(۱) مناقب مغازلی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، تذکرہ خواص (۲) مناقب خوارزمی (۳) مناقب ابن مغازلی
(۴) مسند احمد، شرح ابن ابی الحدید، صحیح بیہقی، مناقب خوارزمی (۵) مناقب خوارزمی، صحیح بیہقی، شرح ابن ابی الحدید
(۶) صحیح بیہقی، مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید

علیؑ کی دین میں سختی کی یہی حالت تھی۔ عقیل اپنے بھائی کو انتہائی مصیبت وفقر میں مبتلا ہوکر چند سیر گیہوں حصہ فقراء سے زاید مانگنے پر آگ میں لوہا گرم کر کے داغنے پر تیار ہو گئے۔ یا ابن عباس کے بصرے سے مال کثیر مدینہ میں بھیجنے پر علیؑ نے قتل کی تہدید کی۔

(۴۱)

علیؑ زہد میں مثیل جناب یحییٰؑ وجناب عیسیٰؑ ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ ''جو شخص زہد یحییٰ وزہد عیسیٰؑ کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کے زہد کو دیکھے۔''[۱] اب زہد علیؑ کو تاریخوں میں دیکھو۔

(۱) جو کا بھوسی ملا ہوا آٹا سوکھا پھانکتے تھے۔[۲]

(۲) علیؑ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا جو رسولؐ نے نہیں کھایا، میں بھی نہ کھاؤں گا۔[۳]

(۳) علی بن ربیعہ نے حضرت علیؑ کو ایسا چھوٹا زیر جامہ پہنے دیکھا جیسے ملاح زانو تک پہنتے ہیں۔[۴]

(۴) علیؑ کے پاس چار درہم نہ تھے کہ جامہ خریدتے۔ اپنی تلوار بازار میں بیچی تب جامہ خریدا۔[۵]

(۵) علیؑ خرمہ کی چھال کے پیوندوں کی قبا پہنتے تھے اور فرماتے تھے اب تو اتنے پیوند لگ گئے ہیں کہ خیاط سے شرم آتی ہے۔

(۶) صحرائی عربوں کی طرح لانبا کرتا پہنے، ہاتھ میں کوڑا لیے، بازاروں میں پھرتے اور بیع وشرع کا معائنہ کرتے اور تاجروں کو نصیحتیں کرتے۔[۶]

---

(۱) شرح ابن ابی الحدید، مناقب خوارزمی، صحیح بیہقی (۲) مناقب خوارزمی، تذکرہ خواص

(۳) تذکرہ خواص، مناقب خوارزمی (۴) مناقب خوارزمی، حلیۃ الاولیاء، مسند احمد

(۵) تذکرہ خواص، مناقب خوارزمی (۶) مناقب خوارزمی، مسند احمد، تذکرہ خواص

(۷) علیؑ نے دو پیراہن خریدے، جو کم قیمت تھا خود لیا، جو اس سے بہتر تھا غلام قنبر کو پہنایا۔

(۸) عبیداللہ بن ابی رافع نے دیکھا بروز عید علیؑ نے ایک تھیلی سے سوکھی جو کی روٹی نکال کر نوش کی۔[۱]

(۹) علیؑ درخت کی چھال کی جوتی پہنتے تھے۔[۲]

(۱۰) علیؑ کبھی کبھی سرکہ اور نمک سے روٹی نوش کرتے، اور کبھی زمین کی کسی گھاس سے۔[۳]

(۱۱) کبھی ترش بودار مٹھے سے جو کی روٹی نوش کرتے تھے۔[۴]

(۱۲) ایک روز اہل کوفہ سے فرمایا کہ اگر میں تمہارے ملک سے کوئی سواری کا جانور یا غلام یا زادراہ اپنے لئے لے کر نکلوں تو مجھ کو خائن سمجھنا۔[۵]

(۱۳) صالح ناقل ہیں کہ کوفہ میں علیؑ خرمہ کا بوجھ لادے گھر لے جا رہے تھے، صالح کی دادی نے عرض کی: ''مجھ کو دے دیجیے، میں پہنچا دوں۔'' علیؑ نے فرمایا کہ عیال دار کو خود اپنا بار اٹھانا چاہئے۔ وہ خرمے گھر پہنچا کر مسجد واپس آئے اور نماز جمعہ پڑھائی۔ خرمے کے چھلکے لباس میں بھرے تھے۔[۶]

(۱۴) سوید بن غفلہ نے امیر المومنینؑ سے عرض کی، دارالحکومت کوفہ میں بوریے پر آپ بیٹھے تھے: ''مولا! آپ سلطانِ اسلام ہو کر خزانۂ اسلامی کے مالک ہیں۔ آپ کے پاس غیر ملکوں کے وفد آتے ہیں، یہ کیا حالت بنائی ہے؟'' فرمایا اے سوید! اثاث البیت میرا میرے گھر جا چکا۔ (آخرت)، جہاں عنقریب مجھ کو جانا ہے۔ یہ سن کر سوید رونے لگے۔[۷]

(۱۵) آپ کے گھر میں ایک کھال تھی جس پر دن میں اونٹ دانہ کھاتا اور شب کو اسی پر آپ آرام فرماتے۔

---

(۱) شرح ابن ابی الحدید (۲) شرح ابن ابی الحدید (۳) شرح ابن ابی الحدید (۴) شرح ابن ابی الحدید

(۵) شرح ابن ابی الحدید (۶) مسند احمد، شرح ابن ابی الحدید (۷) تذکرہ خواص

(۱۶) ایک روز علیؑ اپنی جوتی سی رہے تھے، ابن عباس نے عرض کی: ''ایسی بے حقیقت جوتی کو آپ کس لئے سی رہے ہیں؟'' فرمایا: ''میری یہ جوتی تمہاری دنیا سے بہتر ہے۔''

(۱۷) ابونعجہ نے ایک روز ان کے موٹے اور کم حقیقت لباس پر ٹوکا۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا لباس انسان کو تکبر سے روکتا ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسا ہی لباس پہنیں۔''[۱]

(۱۸) کسی نے ایک ترنج خدمت علیؑ میں پیش کیا۔ امام حسینؑ نے لے لیا، علیؑ نے چھین کر لوگوں پر تقسیم کر دیا۔[۲]

(۱۹) علیؑ جاڑے کی شدت سے کوفہ میں کانپ رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کی: ''بیت المال سے کپڑا آپ کیوں نہیں لیتے؟'' فرمایا: ''قسم بخدا مدینہ سے جو چادر لایا تھا وہی میرے پاس ہے۔''[۳]

(۲۰) بیت المال میں جب روپیہ جمع ہوتا، علیؑ فقراء کوفہ کو جمع کر کے سب تقسیم کر دیتے اور اپنے ہاتھ سے بیت المال میں جھاڑو دے کر دو رکعت نماز بجالاتے۔[۴]

(۴۲)

علیؑ مثیل مسیحؑ ہیں عبادت میں

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو شخص چاہے عیسیٰ نبی کی عبادت وطاعت کو دیکھے، وہ علیؑ کو دیکھ لے۔''[۵] مسلمان رسولؐ کی تصدیق کر سکتا ہے۔ لیکن ایک عیسائی کو کیا غرض جو بغیر تطبیق واقعات مان لے۔ لیکن انصاف سے نظر کرو، مسیحؑ کی طاعت الٰہی ایسی تھی جس میں ماسوی اللہ کا گذر نہ تھا۔ اسی لئے اصطلاح نصاریٰ میں وہ خدا کے بیٹے کہے گئے، اور یہی مسیحؑ کی تعلیم تھی کہ ہر ایک اپنے کو خدا کا فرزند تسلیم کرے۔ جس کی یہ تعلیم ہو، اس کی نظر میں سرمایہ کا فرزند ملعون ہے، حکومت کا فرزند ملعون ہے، فوج کا فرزند ملعون ہے، قوت و مادیت کا فرزند ملعون ہے۔

---

(۱) مسند احمد، تذکرہ خواص (۲) ربیع الابرار، تذکرہ خواص (۳) مسند احمد (۴) تذکرہ خواص

(۵) مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید

علیؑ کے زہد، عبادت، طاعت الٰہی کو تاریخ وسیر کی کتابوں میں پڑھو، جو ٹڈی کے منہ سے سنبر پتّی چھیننے کو ظلم بتا دے اور اپنے کو درگارہ خدا میں جواب دہ سمجھے، جو ظلم کے بارے میں فرمائے کہ ظلم بستیوں کو اجاڑ دیتا ہے، جو حکومت کے نشہ کو شراب کے نشہ سے تعبیر فرمائے، جو قناعت کی زندگی کو شاہی زندگی پر ترجیح دے، جو مال وحکومت کو علم کا محکوم بتائے، جو ظلم سے غلبہ حاصل کرنے والے کو مغلوب بتائے، ان کھُلے فتووں کے مقابل میں سرمایہ داری لعنت ہے، حکومت لعنت ہے، فوج لعنت ہے، قوت و مادّیت لعنت ہے، الفاظ کا الٹ پھیر ہے، طرزِ ادا مختلف ہے، لیکن مسیحؑ و علیؑ کا ایک مشن ہے۔ ایک کو عبادت وطاعت کر کے خدا کا فرزند بننے پر فخر اور دوسرے کو خدا کا بندہ بننے پر فخر اور دوسروں کو بندۂ خدا بنانے پر فخر ہے۔ لوگوں کی پسند پر موقوف ہے، فرزندی اور غلامی دونوں میں کون سی چیز اطاعت وفرمابرداری کے لئے زائد موزوں ہے۔ خدا کا بندہ حکومت کا بندہ نہیں ہوسکتا، خدا کا بندہ سرمایہ کا بندہ نہیں ہوسکتا، خدا کا بندہ مادیت وعسکریت وقوت کا بندہ نہیں ہوسکتا۔ علیؑ کو اپنی زندگی پر ناز ہے، جس کو وہ اپنے عمل سے، اپنے اقوال سے ثابت کرتے ہیں۔

(۴۳)

علیؑ اور مسیحؑ کی ایک اور مماثلت

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''میری امت میں علیؑ حضرت عیسیٰ کی نظیر ہیں۔ محبت علیؑ میں افراط کرنے والے (غالی ونصیری وغیرہ) جہنم میں جائیں گے اور دشمنی میں بھی۔ (قبیلے) عیسیٰ کے دشمن یہودی اور دوستوں میں عیسیٰؑ کو شریک خدا بنانے والے نصاریٰ جہنمی ہیں۔''[۱]

(۴۴)

علیؑ وحواری مسیحؑ

دیکھو عیسیٰؑ کے حواریوں نے مسیحؑ کو پکڑوا دیا اور گرفتاری کے بعد سب نے مسیحؑ کا انکار

---

(۱) نزول (القرآن) ابونعیم

کر دیا۔ لیکن محمد مصطفیؐ کا سچا حواری اور شاگرد رشید کسی لڑائی میں رسولؐ کو چھوڑ کر نہیں بھاگا۔ شبِ ہجرت رسولؐ کے بستر خواب پر سوئے اور رسول کی جان کفار سے بچائی۔ رسولؐ جب مکہ کی گلیوں سے گذرتے، کفار قریش کے بچے ڈھیلے مارتے، علیؑ باوجود صغر سنی جھولی میں اپنی پتھر بھرے ہوئے رسولؐ کے ساتھ رہتے اور کفار قریش کے پتھروں کا جواب پتھروں سے دیتے تھے، اسی لئے علیؑ کا نام ''قشم'' ہوگیا تھا۔

(۴۵)

منزلت ہارونی

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو موسیٰؑ نبی سے ہارونؑ کو تھی، لیکن میرے بعد نبی نہ ہوگا۔''[۱] ہارونؑ وصی و وزیر وقوت بازو و شریک نبوت جناب موسیٰؑ تھے۔ دیکھو قرآن کو۔ علیؑ کو بھی رسولؐ سے وہی نسبت ہے۔

(۴۶)

علیؑ و رسولؐ

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔''[۲] رسولؐ اور علیؑ کی موت و حیات خدا کے لئے ہے۔ لہٰذا مطلب یہ ہے کہ رسولؐ رسالت الٰہی کے لئے ہیں اور علیؑ ولایت الٰہی کے لئے ہیں اور ہر ایک ان میں کا ایک دوسرے کے لئے ہے۔

(۴۷)

علیؑ و رسولؐ میں فرق نہیں ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جس نے مجھ میں اور علیؑ میں فرق کیا، اس نے خدا سے فرق کیا۔''[۳]

---

(۱) مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، سنن ابوداؤد، جمع بین الصحاح الستہ، مناقب ابن مغازلی، فردوس، مناقب خوارزمی، مناقب فاخرہ، فضائل سمعانی، فرائد السمطین، فصول المہمہ، مطالب السئول، شرح ابن ابی الحدید

(۲) مسند احمد، صحیح بخاری، مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، فردوس، جمع بین الصحاح الستہ (۳) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین

تعلیم و تربیت و ہدایت و تبلیغ علیؑ و رسولؐ کی جب ایک ہے، تو فرق نہ رہا۔

(۴۸)

اذیتِ علیؑ اذیتِ رسولؐ ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔[۱]

(۴۹)

شریک رسولؐ

محققین یورپ نے طے کر دیا ہے کہ دنیا کی تمام مذہبی شخصیتیں جتنی بھی ہیں ان میں سب سے زائد کامیاب محمدؐ ہیں۔[۲] حضرت محمدؐ سے پہلے عرب کی فضا مذہبی اصلاح کے لئے ایسی ناموزوں تھی جیسے کہ کسی سیاسی اتحاد یا قومی احیاء کے لئے مخالف تھی۔ عرب کے مذہب کی بنیاد گہری بُت پرستی پر تھی جس میں زوال پذیر ہونے کا شائبہ بھی نہ تھا۔[۳] محمدؐ تین چیزوں کے بانی ہیں:- ایک قوم، دوسرے مملکت، تیسرے مذہب۔[۴]

ایک چیز کا بانی ہونا اور کامیاب رہنا بڑا کام ہوتا ہے، نہ کہ تعمیر قومی، تعمیر ملکی، تعمیر مذہبی، جو تینوں عمرانیات کی سنگ بنیاد ہیں۔ تینوں تعمیروں میں رسولؐ کا شریک کار ابتداء سے اور اُس قائد اعظم کا اگر کوئی جنرل تھا، تو علیؑ ہی تھے، خود رسولؐ فرماتے ہیں: ''دین اسلام کی نشوونما خدیجہؑ کے مال اور علیؑ کی تلوار سے ہوئی۔''

(۵۰)

علیؑ مثیل رسولؐ ہیں

تمام عالم کے مصلحوں کے دیکھو دنیا کے مذاہب کے موحدوں کو دیکھو، تمام عظیم المرتبت

---

(۱) مسند احمد، تذکرہ خواص (۲) انسائکلو پیڈیا (پرنس/ برٹینکا) (۳) (سر ولیم) میور (۴) لورسوتھ السمتہ

ہستیاں بلا جد وجہد اس بات میں کامیاب نہیں ہوئیں کہ اپنی زندگی کو اپنے مقلدین کے لئے کامیاب نمونہ بنائیں، بخلاف رسول اکرمؐ کے جو پیدائش سے بعثت تک اور بعثت سے وفات تک اپنی خانگی زندگی اور اپنے مصلح عالم بننے کے وقت کی زندگی میں یکساں حیثیت رکھتے تھے۔ ان کو اپنے مقلدین کے لئے اپنی زندگی کو کامیاب زندگی کے قالب میں ڈھالنا نہ پڑا تھا، ان کے ماحول میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے آپ کی روحانی تعلیم کو تقویت پہنچتی۔ نہ فضا ایسی، نہ معاشرت ایسی، نہ مجلسی زندگی ایسی تھی بلکہ خود آپ کی زندگی صداقت اور ایمان سے معمور تھی اور کسی بات میں ماحول سے استفادہ نہ تھا۔ اسی لئے آپ امی لقب ہوئے اور ناچار کہنا پڑے گا کہ خدا کے لکھائے پڑھائے علم لدنی سے معمور تھے۔ بجنسہ یہی حالت ان کے اوصیاء کی، حضرت علیؑ سے لے کر تا امام محمد مہدی عجل اللہ فرجہ کی تھی۔ جو پیدائش سے لے کر وفات تک یکساں ومتوازن زندگی کے مالک رہے، جس میں کسی تنقید ونکتہ چینی کی گنجائش نہ تھی، اس لئے یہ ہستیاں پیدائش سے معصوم، روحانیت وایمان میں کامل اور بارہویں امامؑ رسولی صفات کا آئینہ ومظہر ہیں۔ اسی کو رسولؐ نے فرمایا تھا: ''ہمارا پہلا محمد اور آخری ہمارا محمد اور وسطی ہمارا محمد اور کل ہمارے محمد ہیں۔'' اور جناب امیرؑ سے فرمایا: ''تمہاری لڑائی میری لڑائی ہے اور تم سے صلح مجھ سے صلح ہے اور تمہارا بھید میرا بھید ہے۔ تمہارا اعلان میرا اعلان ہے۔ جو تیرے در سے دور ہے وہ میرے در سے دور ہے۔ تو میرے در کا دروازہ ہے۔ تیرا خون میرا خون، تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ تیرے بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ سچ تیرے ساتھ اور تو سچ کے ساتھ ہے اور سچ تیری زبان پر ہے۔''[۱]

(۵۱)

اسلام کا ہیرو

آفرینش عالم سے اب تک ادوار تاریخی میں ہم ہیروز کی طولانی فہرست پاتے ہیں اور

(۱) ارجح المطالب

قابل احترام سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارا ہیرو عجب شان کا ہے۔

ہیروز میں ہم فہرست ان ہیروز کی دیکھتے ہیں جنہوں نے معاشرتی جکڑ بندیوں سے خود کو چھڑایا اور پہاڑیوں کی چوٹیوں، تنگ وتاریک گھاٹیوں وحشتناک صحراؤں میں بسر کیا۔ ان کے دامن حقوق الناس کی پامالی، خودغرضی اور افادیت وقطع رحم کے بدنما داغوں سے بچ نہیں سکتے۔ انھوں نے نفسانی کمالات، ریاضت رہبانیت سے کچھ بھی حاصل کئے ہوں، خلق اللہ ان کے فیوض سے محروم رہی۔ اسلام کو یہ طریقہ پھوٹی آنکھوں نہ بھایا اور ''لَا رُهْبَانِيَّةَ فِي الدِّينِ'' سے زجر وتوبیخ کی گئی۔

ایک گروہ ہیروز کا ایسا ہے جو روحانیت سے بیگانہ، خالق ومخلوق کے رشتہ سے بے خبر، اپنی دماغ سوزیوں اور جانکاہیوں سے جس نے حقائق فطرت واسرار عالم میں موشگافیاں کیں اور فلسفۂ کائنات کی بنیاد ڈالی، بیشک وہ بھی محسن قوم تھے۔ لیکن ان کی ذہانتیں، جدتیں زمانے کی کہنگی کے ساتھ کہنہ اور فرسودہ ہوگئیں۔ آنے والی نسلوں نے ان کی تحقیقات کی غلطیوں کا مضحکہ اُڑایا، ان کی تمام کاوشیں یک رُخی روحانیت سے بے بہرہ، مادیت پرستی کے سوا خالق سے بے بہرہ وناآشنا تھے۔

ایک گروہ ایسا بھی ملتا ہے جس نے اپنی تلوار کے کرتب دکھا کر عالم میں شہرت حاصل کی، ملکی فتوحات اور جوع الارض میں چاردانگ عالم میں مشہور ہوئے۔ ان کی خوں آشامی ان کا طرۂ امتیاز ہو کر ہوا وہوس کا دیوتا بن گیا۔

ہمارا ہیرو علیؑ وہ ہے جو صدق وعدل کی کان، جس کا حسنِ عمل کے ساتھ علم دائمی اتصال رکھنے والا، حقوق الٰہی کا عارف، حقوق عباد کا نگہبان، جس کا دامن خودغرضیوں اور گناہوں کے داغ سے پاک۔ ریاضت الٰہی وطاعت خداوندی میں فنافی اللہ، جس کے پیکر نورانی کا ایک رخ دنیا والوں کی طرف تھا، دوسرا رخ خالق کی طرف۔ ایک طرف پیشوائے قوم وحاکم ملک ملکی، مالی، تمدنی، معاشی، معاشرتی، اقتصادی زندگی کی رہبری کرتا تھا، دوسری طرف عشق الٰہی سے چور، محبت خدا سے بھرپور، الٰہیات کا حکیم، توحید کا نقیب، رسالت کا مبلغ، یاد الٰہی میں ہر آن مشغول، تمام دن دادخواہی

میں مخلوق کی بسر کرتا، حقوق ناس کی حفاظت کرتا، محتاجوں، تباہ حالوں کی دست گیری کرتا، بیت المال میں جو پیسہ جمع ہوتا فقیروں پر لٹا دیتا، ملکی انتظامات کے دستور العمل، صوبوں کے گورنروں کو پہنچاتا، روم وشام کے وفدوں کو باریاب کرتا، حکام مملکت کی خبر رکھتا، رعایا کی دادرسی کرتا، یتیموں، بیواؤں کو کاندھے پر لاد کر کھانا پہنچاتا، یہود و نصاریٰ و مجوس و دہریوں کے سوالوں کا جواب دیتا، مجمع اصحاب میں علوم حکمیہ وفلسفہ کے دریا بہاتا، منبروں، مسجدوں، راہوں میں کھڑے ہو کر اخلاق واحکام الٰہی کی تبلیغ کرتا، راتوں کو محراب عبادت اور میدانوں میں تڑپ تڑپ کر اپنے معبود کی درگاہ میں تضرع وزاری کرتا، خود بھوکا رہتا، پیٹ پر پتھر باندھتا اور جب بھوک زائد ستاتی تو یہ کہہ کر تسکین دیتا: ''کیونکر سیر ہو جاؤں جب کہ میرے گرد لوگ بھوک سے تلملا رہے ہیں۔'' میدان جنگ میں جب پیر دھرتا تو موت کا نقشہ کھینچ دیتا۔ علیؑ کی زندگی کی تاریخ کو جانچو۔ غلو اور علیؑ پرستی نہیں ہے۔ تم کو معلوم ہوگا کہ علیؑ تخت حکومت پر عادل وحق شناس بادشاہ ہے۔ مسند قضا پر بے لاگ جج، میدان جنگ میں صف شکن وغازی۔ بزم سیاست میں موسس اساس سیاست، تمدن ومعاشرت کا مصلح۔ لیگ آف نیشنس کا پریسیڈنٹ، بوریہ پر فقیر، محراب عبادت میں شب زندہ دار، یہودیوں کے باغ میں مزدور، حلقۂ اصحاب میں حکیم وفلاسفر، مسند خلافت پر نبیؐ کی تصویر، مریضوں کے حلقہ میں تیماردار، فیلسوفان عالم کی جان، حقائق الٰہی کا رازدان، ایمان کے قلمرو میں مفتی بھی مجاہد بھی، اور ان میں سے ہر فن میں مانی ہوئی یکتائی۔ وہ کون سا شعبہ زندگی ہے جس میں علیؑ نے علوم کے دریا نہیں بہائے۔ غرض کہ ہیرو آف اسلام سرتاج ہیروز ہے۔

(۵۲)

رام چندر جی اور علیؑ

بیشک رام چندر جی کی بے مثال قناعت، اطاعت والدین ومستقل مزاجی تاریخ میں یادگار ہے۔ باوجود اس کے ہزاروں بندگان خدا کو نذر آتش کرا دیا، وہ بھی ایک جانور کے ہاتھوں۔

علاوہ اس کے ''سروپ نکھا (راون کی بہن) کے معاملے میں غصہ میں آکر لچھمن جی کی ناک کٹوالی۔[۱] لیکن علیؑ کی سوانح عمری میں ایک واقعہ بھی ایسا نظر نہیں آتا، بلکہ ان کا تحمل نفس ایسا قوی ہے کہ دشمن قوی کو زیر کر کے سینہ پر چڑھتے ہیں اور وہ علیؑ کے منھ پر تھوک دیتا ہے، آپ سینہ سے ہٹ جاتے اور فرماتے ہیں کہ تیرا قتل حکم خدا کے مطابق کرنا چاہتا تھا اور اپنے نفس کی شرکت منظور نہیں ہے۔ بقول مولانا روم؎

اوخیو انداخت بر روئے علیؑ — افتخار ہر نبی وہر وصی علیؑ

(۵۳)

سری کرشن مہاراج اور علیؑ

سری کرشن مہاراج کا صادق الوعد ہونا زبان زد خلایق ہے۔ لیکن ''جیدرتھ'' کے قتل میں ''دریودھن'' اور دوسرے سرداروں کو دھوکا دے کر ''ارجن'' کے ہاتھوں قتل کرا دیا۔[۲] مگر علیؑ نے سیکڑوں معرکے بہ نفس نفیس سر کیے۔ کوئی تاریخ نہیں بتا سکتی کہ کسی کو دھوکے سے قتل کیا ہو۔ انتہا یہ ہے کہ کسی دشمن پر کبھی پشت سے حملہ نہیں کیا۔ بھاگنے والوں کا کبھی پیچھا نہیں کیا۔

(۵۴)

مہاتما بدھ اور علیؑ

مہاتما جی نے ترک دنیا کے بعد نیک کام کرنے کی تعلیم دی اور رحم وکرم کا سبق دیا۔ لیکن ان کا یہ فلسفہ عملی دنیا کے لئے ایسا مشکل ہو گیا کہ ''بھکشک بھکشکی'' گداگری کی صورت میں نمودار ہوا۔ لیکن علیؑ کی ترک دنیا نے خلقت خدا کے لئے دین ودنیا کے برابر سے دروازے کھول دیئے اور یہ سبق دیا کہ خود تکلیف اُٹھاؤ لیکن دوسروں کے لئے ہر قسم کی ترقی کے اسباب مہیا کرو۔ تجارت، فلاحت، زراعت اور ہر قسم کی پیشہ وری وکسب وکاسبی کی ترغیب دی۔ رہبانیت وگداگری کی بدعت

---

(۱) رامائن مہاپن کانڈ ۸، (۲) مہابھارت یدھ پرپ ادھیای ۳۰۲

کو حسب شریعت روکا۔

(۵۵)

علیؑ امانِ اہل زمین ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''میرے اہلبیتؑ امان ہیں اہل زمین کے لئے۔''[۱] بیشک حاملان وحی الٰہی وواقفان قوانین بقاءِ صالح کی ہر زمانے میں ضرورت ہے تاکہ مخلوق کی کشمکش حیات میں حفاظت کے صحیح اصول بتائے، الٰہی مرضی پر قوم کو چلا سکے، جیسا کہ گیتا کا مشہور قول ہے: ''جب کبھی مذہب اور قانون خطرے میں ہوتے ہیں، تو خدا دنیا میں کوئی راہبر بھیجتا ہے۔'' خدا نے انسانیت کی قدرتی مقصد کی تکمیل کے لئے نبیؐ کریم کو پیدا کیا اور باطل کے مقابل میں حق کی آواز بلند رکھنے کے لئے اور حفاظت دین کے لئے علیؑ اور ان کی اولاد کو منتخب کیا جو موجب امان اہل زمین ہیں۔

(۵۶)

علیؑ نفس رسولؐ ہیں

خدا نے بنی نجران کے مباہلہ میں علیؑ کو نفس رسولؐ قرار دے کر بھیجا اور قرآن نے ''انفسنا وانفسکم'' کہہ کر اس کا ذکر کیا۔[۲] اور رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ میرا نفس ہے اور بمنزلہ میرے سر کے ہے۔''[۳]

(۵۷)

خدا و ملائکہ کا علیؑ پر درود

قرآن مجید میں ہے ''اِنَّ اللّٰہَ وَ ملاۤئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَاۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

---

(۱) مسند احمد، فرائد السمطین (۲) صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، حلیۃ الاولیا، فصول المہمہ، صحیح ترمذی

(۳) مسند احمد، مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فضائل صحابہ سمعانی، شرح ابن ابی الحدید

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' خدا اور ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں، مومنوں کو بھی درود بھیجنا چاہئے۔ رسولؐ کا درود کا طریقہ بتایا ہے، جس میں اپنی آل کو بھی شامل کیا ہے اور جس کے بغیر نماز جیسا رُکنِ دین صحیح نہیں ہوسکتا۔[۱] رسولؐ کے مرض میں امامت والی روایت اگر صحیح بھی ہو اور امامت سے معزولی کی روایت کو پس انداز بھی کر دیا جائے، تو یہ امامت خلافت کی دلیل بن جائے اور جس درود کے بغیر نہ مقتدی کی نماز صحیح ہو، نہ مقتدیوں کی، وہ آل خلافت سے محروم رہے۔

(۵۸)

علیؑ خیر البریہ ہیں

قرآن مجید میں ہے ''اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ۔'' جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کرتے ہیں وہ خیر البریہ ہیں۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: خیر البریہ علیؑ ہیں۔[۲]

(۵۹)

علیؑ کا مرتبہ رسولؐ کے نزدیک

مکرر رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ میرے بعد خیر البشر ہے، علیؑ خیر العرب ہے، خیر الامت ہے، خیر الناس ہے، خیر البریہ ہے، علیؑ تمام بنی ہاشم میں بہتر ہیں، علیؑ سید المومنین ہے، علیؑ قائد الغر المحجلین ہے، علیؑ سید الوصیین ہے، علیؑ سید العرب ہیں، علیؑ سید الاوصیاء ہیں، علیؑ خاتم الوصیین ہیں، علیؑ سید دنیا وآخرت کے ہیں، علیؑ سید الخلائق ہیں، میرے بعد۔''[۳]

---

(۱) تفسیر ثعلبی، فرائد السمطین، صحیح بخاری، صحیح مسلم، تفسیر کبیر، مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء، فردوس، مناقب سمعانی

(۲) فیما نزل فی القران فی علی علیہ السلام۔ نزول القران ابوبکر، مناقب خوارزمی، شواہد التنزیل، مقاتل ابن سلیمان، حلیۃ الاولیا، اربعین

(۳) مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید، حلیۃ الاولیاء، مسند احمد، معجم طبرانی، تاریخ خطیب، فردوس

(۶۰)

علیؑ کی خیرات پر مدح

علیؑ کے پاس چار درہم کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ نے ایک صبح کو خیرات کیا، ایک شب کو، ایک پوشیدہ خیرات کیا، ایک علانیہ، خدا نے قرآن مجید میں اس کی مدح کی: "اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔"(۱)

(۶۱)

رسولؐ کے مشورے کے لئے صدقہ

ایمان صحابہ کی جانچ کے لئے خدائی حکم ہوا۔ "یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اِذَا نَاجَیۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰکُمۡ صَدَقَۃً" جب رسول سے مشورہ کیا کرو تو ایک درہم پہلے صدقہ دیا کرو، بجز علیؑ کے کسی نے اس پر عمل نہ کیا۔(۲)

رسولؐ کے مشورے کی قیمت ایک درہم بھی نہ سمجھی گئی۔ حکم خدا اور رسولؐ پر ایمان صحابہ کا امتحان تھا۔

(۶۲)

علیؑ شاہد رسولؐ ہیں

قرآن مجید میں ہے۔ "فَمَنۡ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ وَیَتۡلُوۡہُ شَاھِدٌ مِّنۡہُ" رسولؐ خدا نے فرمایا: "علیؑ شاہد ہیں۔"(۳)

---

(۱) مناقب خوارزمی، تفسیر ثعلبی، فرائد السمطین، فصول المہمہ، حلیۃ الاولیاء، مناقب ابن مغازلی، شرح ابن ابی الحدید، تذکرہ خواص

(۲) مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، تفسیر ثعلبی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء، شرح ابن ابی الحدید

(۳) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، تفسیر ثعلبی، تفسیر واحدی، تفسیر طبری، حلیۃ الاولیاء، خصائص نظیری، مناقب ابن مغازلی

(۶۳)

علیؑ کو طلحہ و عباس پر فضیلت

طلحہ کلید داریٔ کعبہ اور عباس سقایۂ حاج پر باہم مفاخرت کر رہے تھے۔ اس مادی مفاخرت کو دیکھ کر علیؑ نے روحانی مفاخرت کی، اپنی نمازگذاری و ایمان باللہ اور ایمان روز جزاء اور جہاد فی سبیل اللہ پر فخر کیا، خدا نے افتخار علیؑ پر تصدیق کی مہر لگائی اور فرمایا: "أَجَعَلۡتُمۡ سِقَایَۃَ الۡحَاجِّ وَعِمَارَۃَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ کَمَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَا یَسۡتَوٗنَ عِنۡدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ۔"(۱)

(۶۴)

علیؑ کو ازواج نبی کے طلاق کا اختیار

رسولؐ خدا نے فرمایا: "یا علیؑ! میں نے تم کو اختیار دیا ہے اور وکیل کیا ہے میری جس عورت کو چاہو طلاق دے دو میں اس کا نام دفتر ازواج سے خارج کر دوں گا۔" ام المومنین عائشہ کہتی ہیں میں ہمیشہ علیؑ سے ڈرتی تھی کہ کہیں مجھ کو طلاق نہ دے دیں۔(۲)

(۶۵)

تبلیغ سورۂ براءت

رسولؐ خدا نے جناب ابوبکر کو سورۂ براءت کی تبلیغ کے لئے اہل مکہ کے پاس بھیجا۔ پھر بحکم خدا ان کو معزول کر کے راستہ سے پلٹایا اور علیؑ کو مامور کیا، جنہوں نے کفار قریش کو جا کر سورہ سنایا۔(۳)

---

(۱) تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح نسائی، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء فصول المہمہ (۲) روضۃ الاولیاء

(۳) مناقب خوارزمی، صحیح بخاری، مسند احمد، تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحاح الستہ، خصائص نسائی، صحیح ترمذی، سنن ابوداؤد، فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء، فضائل الصحابہ، تفسیر دُر منثور، عمدۃ القاری، نزلل الابرار، تاریخ طبری، مستدرک، جمع الجوامع، تاریخ کامل

(۶۶)

علیؑ کے کان حقائق کے سننے والے ہیں

قرآن مجید میں ہے: "وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ" رسولؐ خدا نے دعا فرمائی خداوندا علیؑ کے کانوں کو سننے والا قرار دے۔ جو سنے وہ یاد رہے اور اشتباہ نہ ہو۔[۱]

(۶۷)

صالح المومنین

قرآن مجید نے علیؑ کو صالح المومنین قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: "فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ"[۲]

(۶۸)

ایفائے نذر پر خدائی تعریف

حسنین علیہما السلام بیمار ہوئے۔ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ نے نذر کی کہ صحیح ہونے پر ہر ایک تین تین روزے رکھیں گے۔ سب نے روزے رکھے بلکہ روزہ پر روزے رکھے۔ تین روز تک سب نے فاقہ کیا اور روٹی سب نے اپنی اپنی سائل و یتیم و مسکین کو اُٹھا دی۔ خدا نے اس نذر کی مدح میں "و یوفون بالنذر" کا آیہ نازل کیا۔[۳] لا آف نیچر (قانون فطرت) یہ ہے کہ ہر ذی روح کو بھوک لگے، علیؑ و آل علیؑ نفس کشی کرتے اور قانون الٰہی کا لحاظ کرتے ہوئے ہر بھوکے اور پیاسے کو سیراب کرتے ہیں، خواہ وہ دشمن ہی ہو جیسے ابن ملجم قاتل کو بھی شیر سے سیراب کیا۔

---

(۱) مناقب خوارزمی، تفسیر ثعلبی، حلیۃ الاولیاء، شرح ابن ابی الحدید، فصول المہمہ (۲) تفسیر ثعلبی، حلیۃ الاولیاء

(۳) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید

(۶۹)

علیؑ کے گھر میں تارے کا نزول

عہد رسولؐ میں ایک تارہ ٹوٹا رسولؐ خدا نے فرمایا: "جس گھر میں یہ تارہ گرے گا، میرے بعد وہ میرا خلیفہ ہے۔" سب نے دیکھا کہ وہ تارہ علیؑ کے گھر میں گرا۔ خدا نے قرآن مجید میں اس کی خبر دی۔ "وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى"[۱] کسی شہاب ثاقب کا گرنا کب محال ہے جب کہ کشش ارضی (Gravitation) سے ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اور رسولؐ کا پہلے سے خبردار ہونا اور اس کو اپنے وصی کی خلافت کا نشان قرار دینا معجزہ ہے۔

(۷۰)

علیؑ کے جہاد کی تعریف

خدا نے علیؑ جہاد کو میدان جنگ میں اور ان کے ثبات قدم کو سیسہ کی دیوار سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن میں ہے: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔"

(۷۱)

علیؑ و فاطمہؑ دریائے رحمت ہیں

قرآن مجید میں ہے: "مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ۔" رسولؐ خدا نے فرمایا: "علیؑ و فاطمہؑ دو دریا ہیں جس کا قرآن میں ذکر ہے۔"[۲]

(۷۲)

بے شمار فضائل علیؑ

رسولؐ خدا نے فرمایا: "علیؑ کو خدا نے بے شمار فضائل عطا کئے ہیں۔"[۳]

---

(۱) مناقب ابن مغازلی (۲) فصول المہمہ، تفسیر ثعلبی، مناقب فاخرہ (۳) مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید

(۷۳)

علیؑ کا حق امت پر

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ کا حق امت پر ایسا ہے جیسے باپ کا اولاد پر حق ہوتا ہے۔[۱]
پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: ''میں اور علیؑ دونوں اس امت کے باپ ہیں۔[۲]

(۷۴)

اصحابِ کہف سے باتیں

اصحاب کہف نے علیؑ پر سلام کیا اور باتیں کیں۔[۳]

(۷۵)

مسجد کے دروازے علیؑ کے لئے کھلے رہے

رسولؐ خدا نے تمام اصحاب کو مسجد سے نکلوا دیا اور سب کو گھر کے دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا اور فرمایا حکم خدا یہی ہے کہ بجز علیؑ سب کے دروازے بند کر دیے جائیں، یہاں تک کہ روشن دان تک رکھنے کی ممانعت کر دی جناب عمر نے سوراخ رکھنے کی اجازت مانگی وہ بھی نہ ملی۔ جب زائد قیل وقال ہوئی تو رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مدینہ میں رہو یا شام چلے جاؤ۔ (شام عیسائیوں کا مرکز تھا، ایمان صحابہ پر بلیغ اشارہ) بجز علیؑ کسی کو اجازت نہ ملے گی۔[۴]

(۷۶)

بُت شکنی

فتح مکہ کے بعد رسولؐ خدا نے علیؑ کو اپنے کاندھوں پر چڑھا کر خانۂ کعبہ سے بُت گرائے۔[۵]

---

(۱) مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین، فردوس (۲) مناقب ابن شاذان (۳) مناقب ابن مغازلی، تفسیر ثعلبی
(۴) مسند احمد، مناقب ابن مغازلی، فضائل الصحابہ، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، خصائص نسائی، مناقب فاخرہ، صحیح ترمذی، تذکرہ خواص، معجم، اوسط، فتح الباری، وفاء الوفاء، طبقات، حلیۃ الاولیاء، توضیح الدلائل، جذب القلوب
(۵) مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، مناقب فاخرہ، تذکرہ خواص

(۷۷)

علیؑ پر ملائکہ کا سلام

جنگ بدر میں ملائکہ نے علیؑ پر سلام کیا۔[۱]

(۷۸)

مشہورِ افلاک

رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ کی معرفت آسمان والوں کو اہل زمین سے زاید ہے۔[۲]

(۷۹)

رسولؐ کا قرضہ ادا کرنے والا

رسولؐ خدا نے فرمایا ہر نبی کا وارث و وصی ہوتا ہے۔ میرا وصی و وارث علیؑ ہے اور وہ میرے قرضوں کو ادا کرے گا۔[۳]

(۸۰)

قیامت میں علیؑ کوندا

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''قیامت میں علیؑ کو پکارا جائے گا۔ اے صدیق، اے دال، اے عابد، اے ہادی، اے مہدی، اے فتی، اے علیؑ، تم اور تمہارے شیعہ بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔''[۴]

(۸۱)

قیامت میں سواری

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''قیامت میں صرف چار آدمی سوار محشور ہوں گے۔ میں اور صالح نبیؑ

---

(۱) مسند احمد (۲) مسند احمد، فتح المبین (۳) فتح المبین، مسند احمد، مناقب خوارزمی
(۴) مناقب خوارزمی

اور چچا حمزہ اور علیؑ بن ابی طالبؑ۔[۱] پھر رسولؐ نے فرمایا قیامت میں علیؑ ناقۂ جنت پر سوار ہوگا۔[۲]

(۸۲)

رسولؐ کی نظر میں خانۂ علیؑ کی عظمت

قرآن مجید میں ہے کہ "فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ تُرۡفَعَ" رسولؐ خدا نے فرمایا: اس آیت میں نبیوں کے گھروں کا ذکر ہے۔ حضرت ابوبکر نے پوچھا کہ کیا علیؑ وفاطمہؑ کا گھر بھی اس میں شامل ہے۔ رسولؐ نے جواب دیا: "علیؑ کا گھر سب گھروں سے بہتر ہے۔"[۳]

(۸۳)

حامل لوائے حمد و ساقیٔ کوثر

رسولؐ خدا نے فرمایا: "قیامت کے روز علیؑ کے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگی اور حوض کوثر پر پیاسوں کو سیراب کریں گے۔"[۴]

(۸۴)

دیدار علیؑ کا اشتیاق

رسولؐ خدا نے علیؑ کو افسر فوج کر کے ایک لڑائی پر بھیجا اور دعا کی خداوند جب تک علیؑ کو صحیح وسالم نہ دیکھ لوں اس وقت تک مجھ کو موت نہ آئے۔[۵]

(۸۵)

رسولؐ کی طرف سے قربانی کرنے والا

رسولؐ خدا نے علیؑ کو حکم دیا کہ عیدالاضحیٰ میں میری طرف سے قربانی کرتے رہنا۔ علیؑ نے

---

(۱) مناقب خوارزمی، فرائدالسمطین (۲) صحیح حمیدی، صحیح مسلم، تذکرہ خواص (۳) تفسیر درمنثور، مسند ابن مردویہ، النص الجلی
(۴) مناقب خوارزمی، مناقب ابن مغازلی، فرائدالسمطین (۵) صحیح ترمذی، تذکرۂ خواص

اپنی آخری عمر تک دو مینڈھے رسولؐ کی طرف سے ہمیشہ قربانی کئے اور کسی نے بجز علیؑ قربانی نہیں کی۔[۱]

(۸۶)

ردِّ شمس

علیؑ نے نماز نہ پڑھی تھی، زانو پر رسولؐ کا سر تھا اور رسولؐ سو رہے تھے۔ بعد بیداری رسولؐ نے دعا کی اور علیؑ کی نماز کے لئے غروب کیا ہوا سورج پلٹا۔[۲] ردشمس کے فلسفہ کو ہماری کتاب "رجعت شمس" میں دیکھو۔

(۸۷)

علیؑ کو سورج سے آواز

علیؑ کی مدح میں تین مرتبہ سورج سے آواز آئی جس کو سب نے سنا۔[۳] تکلم وشعور آثار حیات سے ہیں، اور ایٹم وسالمات (Molecules) کے برقیہ (Electron) ذی روح ہیں، دیکھو ہماری کتاب "عالم زر" اور آفتاب معدن الکٹری سٹی (برقیات) ہے، اس کی برقی لہروں کا ذی روح وذی شعور و متکلم ہونا اور آواز پیدا ہونا محال نہیں ہے۔ قوت برقیہ نے اس راز کو کھول کر بے سیمی تار برقی سے دور ونزدیک کا سوال بھی حل کر دیا ہے۔

(۸۸)

دامادیٔ رسولؐ کا شرف

سیدۃ النساء کی شادی بحکم خدا علیؑ کے ساتھ ہوئی انھیں کی اولاد اولادِ رسولؐ کہلائی۔

---

(۱) مسند احمد و تذکرہ خواص (۲) مناقب ابن شہرآشوب، من لایحضرہ الفقیہ، ثاقب المناقب، اعلام الوری، ارشاد مفید، مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، تذکرہ خواص، فرائدالسمطین
(۳) عیون المعجزات، ثاقب المناقب، مناقب ابن شہرآشوب، مناقب خوارزمی

(۸۹)

علیؑ اور ان کے گیارہ فرزند وصیِ رسولؐ ہیں

رسولؐ خدا نے بارہا فرمایا کہ علیؑ اور ان کے گیارہ فرزند میرے بعد میرے وصی ہوں گے۔(۱)

(۹۰)

علیؑ و اولادِ علیؑ خلیفۂ رسولؐ ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ اور ان کے بعد ان کے گیارہ فرزند میرے خلیفہ ہیں۔''(۲)

(۹۱)

انگشتری دینے پر ولایت

سائل نے مسجد میں سوال کیا، علیؑ نماز میں مشغول تھے، حالتِ رکوع میں انگوٹھی دے دی، خدا نے بعد رسولؐ علیؑ کو ولی مومنین قرار دیا اور فرمایا ''اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ۔''(۳)

(۹۲)

علیؑ اور ان کی اولاد امام ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میرے بعد علیؑ اور ان کی اولاد امام ہو گی۔(۴)

---

(۱) مناقب ابن مغازلی، مسند احمد، مناقب خوارزمی، تاریخ خطیب، شرح ابن ابی الحدید، فرائد السمطین، فصول المہمہ

(۲) مسند احمد، تفسیر ثعلبی، مناقب ابن مغازلی، فردوس، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، تاریخ طبری، شرح ابن ابی الحدید، ینابیع المودة

(۳) تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحاح الستہ، مناقب ابن مغازلی، صحیح نسائی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، نزول القرآن ابونعیم، تذکرہ خواص، تفسیر کشاف، تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، معالم التنزیل (۴) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین

(۹۳)

علیؑ مقتدائے امت ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ اور میری اولاد کو مقتداء سمجھو۔(۱)

(۹۴)

انبیاء نے ولایت علیؑ کا اقرار کیا

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''شبِ معراج میں نے انبیاء سے پوچھا تو سب نے کہا ہم تمہاری نبوت اور علیؑ کی ولایت پر مبعوث ہوئے ہیں۔''(۲) بیشک ہر نبی کل انبیاء اور ان کے اوصیا کا عالم ہے۔ اس لئے ایک دوسرے کی اپنے بعد پیشین گوئی کرتا ہے۔ انبیاء نبیٔ آخر الزماں اور ان کے اوصیاء کو بھی جانتے تھے۔

(۹۵)

ولایت علیؑ کا سوال

قیامت کے روز خدا ولایت علیؑ کی لوگوں سے پرسش کرے گا۔(۳)

(۹۶)

علیؑ سے جنگ کی نوعیت

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''یا علیؑ تم میرے وصی ہو، تم سے لڑائی مجھ سے لڑائی ہے اور تم سے آشتی مجھ سے آشتی ہے۔''(۴) دوسری روایت میں ہے رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو شخص علیؑ کی خلافت کے بارے میں لڑے، اس کو قتل کرو، کوئی بھی ہو۔''(۵)

---

(۱) فرائد السمطین، مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید (۲) فرائد السمطین، حلیۃ الاولیاء

(۳) فردوس، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین (۴) مناقب خوارزمی، ینابیع المودة (۵) ینابیع المودة

(۹۷)

خلافت رسول کا حق دار

رسولؐ خدا نے فرمایا: ’’میری امت میں سب سے پہلا ایمان لانے والا، سب سے زائد علم رکھنے والا، سب سے زائد سچے دل سے دین پر قائم رہنے والا اور میری نبوت کا سب سے زائد یقین رکھنے والا اور تمام امت سے افضل، اور علم میں کامل تر اور سخی تر اور شجاع تر، علیؑ ہے اور وہ امام میری امت کا ہے۔‘‘(۱) خصوصیات خلافتی کا حامل، رسول کی زبانی صرف علیؑ تھے، اسی لئے امام امت ہونے کے حق دار ہیں۔

(۹۸)

رسولؐ کا معاہدہ

رسول کو خدا کا حکم ہوتا ہے پہلے اپنے کنبہ والوں کو بلا کر تبلیغ کریں، ’’وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنْ تَبِعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ‘‘ رسولؐ خدا نے دعوت دے کر عزیزوں کو جمع کیا اور اسلام کی دعوت دی اور تین مرتبہ فرمایا جس نے میرا ساتھ دیا اور جو میرا قرض ادا کرے اور میرے وعدوں کو پورا کرے اور تبلیغ اسلام میں میرا ساتھ دے، وہی میرا وصی و وزیر وخلیفہ ہے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ تینوں مرتبہ علیؑ نے کھڑے ہو کر مجمع قریش میں رسولؐ سے وعدہ کیا۔(۲) اگر بعد اس معاہدہ وقول وقرار کے رسول علیؑ کو خلیفہ نہ کرتے تو عہد شکن کہلاتے۔ رسولؐ کو اسی معاہدے کی بنا پر دوسرے کو خلیفہ بنانے کا حق ہی نہ تھا اور وفائے عہد لازم تھا اور حکم خدا کی مخالفت تھی۔ خدا نے صاف کہہ دیا تھا کہ مجمع قریش میں جو بھی تم سے وعدہ کرے مومنین سے، تم اس کے سامنے جھک جانا۔ نہ کوئی ایمان لایا نہ کسی نے رسولی معاہدے کو پورا کیا مگر علیؑ اور آخر تک اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا اور عہد پر وفا کی بحکم خدا رسولؐ کو وصایت وخلافت کے لئے جھکنا واجب

---

(۱) ینابیع المودۃ (۲) مسند احمد، تفسیر ثعلبی، شرح ابن ابی الحدید، تاریخ خمیس، اسد الغابہ، احیاء العلوم

ہو گیا اور اسی روز سے جملہ خلافتی منصب علیؑ کو حاصل رہے۔

(۹۹)

علیؑ وزیر و وارث رسولؐ ہیں

رسولؐ خدا نے فرمایا: ’’علیؑ میرا وزیر اور وارث اور میرا بھائی ہے۔‘‘(۱)

(۱۰۰)

ولایت علیؑ اصول اسلام ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا: ’’علیؑ کی ولایت اصول اسلام سے ہے اور بارہ امام ارکان ایمان سے ہیں۔‘‘(۲)

(۱۰۱)

علیؑ کی کفش دوزی

علیؑ رسولؐ کی پاپوش سی رہے تھے، رسولؐ نے فرمایا: ’’جو میری پاپوش سی رہا ہے وہ تمہاری گردنیں کاٹے گا ایمان کی راہ میں اور تم سے مقاتلہ کرے گا تاویل قرآن پر، جس طرح میں تنزیل قرآن کے لئے مقاتلہ کرتا ہوں۔‘‘(۳)

(۱۰۲)

امینِ رسولؐ

شب ہجرت رسولؐ خدا نے جملہ امانات علیؑ کے سپرد فرما کر حکم دیا کہ میری امانتوں کو سب کو

---

(۱) مسند احمد، مناقب ابن مغازلی، فصول المہمہ، حلیۃ الاولیاء، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید (۲) فرائد السمطین۔ تفسیر واحدی

(۳) مسند احمد، جمع بین الصحاح الستہ، سنن ابوداؤد، صحیح ترمذی، تاریخ خطیب، فضائل الصحابہ سمعانی، حلیۃ الاولیاء، شرح ابن ابی الحدید، صواعق محرقہ، خصائص نسائی

پہنچا دینا اور غارِ ثور میں کھانا بھیجتے رہنا اور ایک راہ نما اجیر کرنا جو مدینہ کا راستہ بتائے اور ایک ناقہ سواری کے لئے لینا۔ امیر المومنینؑ نے حسبِ ہدایت رسولؐ سب پورا کیا۔[1] رسولؐ کی بھی یہی وہ سب سے پہلی اور بڑی صنعت تھی، کفارِ قریش تک آپ کو امین کہتے تھے، رسولؐ کی نظر میں اپنے بعد علیؑ کے سوا کوئی امین قرار نہ پایا۔

(۱۰۳)

فداکاروں کا سردار

دنیا کے تمام مظلوم وغیر متشدد صابر و فداکار ہستیاں اپنے اصول کی حمایت میں طرح طرح کے مصائب جھیل چکیں۔ زہر کے جام پیئے خوشی خوشی گردنیں کٹائیں، لیکن ہمارا سردار نرالی شان کا ہے۔ سردارانِ قریش رسولؐ کے قتل کے لئے گھر کو گھیر لیتے ہیں۔ علیؑ کو سولہ یا سترہ سال کی عمر میں رسولؐ کا حکم ہوتا ہے، چادرِ رسولؐ اوڑھ کر فرشِ رسولؐ پر تلواروں کی چھاؤں میں سو رہتے ہیں اور دشمنوں کے اسلحہ کو بیکار کر دیتے ہیں جس کی قرآن میں مدح ہوتی ہے۔ **"ومن یشری نفسه ابتغاء لمرضات الله۔"**[2] کرشن مہاراج شراب کی ترنگ میں عزیزوں، دوستوں کا قتلِ عام کر کے، ایک درخت کے نیچے ٹھنڈی ہوا کھاتے سو رہتے ہیں اور شکاری کے تیر سے دنیا کو وداع کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا ہیرو نہ انتقامی تلوار کھینچتا ہے، نہ کسی کو قتل کرتا ہے، نہ بھاگ کر جان بچاتا ہے، نہ دشمنوں سے بحث و گفتگو کر کے رسولی راز فاش کرتا ہے۔ سوتے میں اپنے کو شہادت کے لئے پیش کرتا ہے۔ یہی تو رسول کا حکم ہے۔ سرمو حکمِ رسولؐ کی مخالفت نہیں کرتا۔

---

(۱) تاریخ طبری، تفسیر در منثور، تفسیر ثعلبی، سیرت ابن ہشام، مستدرک، مطالب السؤل، کفایت الطالب، مسند احمد، سنن نسائی، تاریخ خمیس، تذکرہ خواص

(۲) مناقب خوارزمی، تفسیر ثعلبی، حلیۃ الاولیاء، فضائل الصحابہ سمعانی، فصول المہمہ، مسند احمد، معالم التنزیل، عمدۃ القاری

(۱۰۴)

مکہ سے ہجرت

رسولؐ کی ہجرت سے تین روز بعد علیؑ مکہ سے مدینہ روانہ ہوتے ہیں۔ راتوں کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے ہیں، اور پیادہ روی سے پیر زخمی ہو گئے۔ جب خدمتِ رسولؐ میں پہنچے رسولؐ نے گلے سے لپٹا لیا اور لعابِ دہن پیروں میں لگایا، سب زخم اچھے ہو گئے۔[1] واقعۂ ہجرت میں علیؑ کے کارنامے نہ بھولنے والے تاریخی واقعات ہیں۔ علیؑ کی رازداری، سچی جاں نثاری، تعمیلِ حکمِ خدا میں فداکاری، امانت داری، محبتِ رسولؐ، فرشِ رسولؐ پر سونے کی فضیلت، حفاظتِ رسولؐ، امورِ ضروریہ، ہجرت کا انتظام، سیکڑوں میل کا پیادہ سفر، استقلال، شجاعت، خدائی اکرام، رسولؐ کی عزت افزائی، سچی ہمدردی، یہ ایسے سبق ہیں جو بجز ذاتِ علیؑ جملہ اصحاب میں ڈھونڈھنے سے نہ ملیں گے۔

(۱۰۵)

رسولؐ کو حکمِ خدا

رسولِ خدا کو حکم ہوا کہ علیؑ کو مجمعِ عام میں خلیفہ کریں **"یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ"** رسولِ خدا نے بحکمِ خدا غدیرِ خم میں مجمعِ اصحاب میں علیؑ کا ہاتھ تھام کر فرمایا: "جس کا میں مولا ہوں، علیؑ اس کے مولا ہیں۔"[2]

(۱۰۶)

ولایتِ علیؑ تکمیلِ دین و اتمامِ نعمت ہے

بعد غدیرِ خم اور علیؑ کو ولی مومنین بنانے کے بعد یہ آیہ نازل ہوا۔ **"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا"**[3]

---

(۱) اسد الغابہ (۲) تفسیر ثعلبی، فرائد السمطین، مناقب فاخرہ، مناقب ابن شاذان، حلیۃ الاولیاء، فصول المہمہ

(۳) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، نزول القرآن ابونعیم، مناقب فاخرہ

(۱۰۷)

ووٹ آف سنسر (اظہار نفرت و بے اعتمادی)

۱۸/ذی الحجہ ۱۰ھ کو بمقام غدیر خم ایک لاکھ چودہ ہزار اصحاب و تابعین کے مجمع میں علیؑ کے دشمنوں پر رسولؐ خدا نے یہ کہہ کر بایں الفاظ ووٹ آف سنسر پاس کرایا: ''جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ بھی مولا ہے۔ خداوندا جو علیؑ کو دوست رکھے، تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو علیؑ کو دشمن رکھے، تو اس سے دشمنی فرما، جو علیؑ کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما، جو علی کو ذلیل کرے تو اس کو ذلیل فرما۔ [۱]

رسولؐ کے علانیہ دوستوں پر تولا اور دشمنوں پر تبرّا اور بد دعا پر اصحاب میں مبارکباد کا شور مچ گیا، جناب عمر و جناب ابوبکر نے حضرت علیؑ کو ولی مومنین ہونے پر مبارکباد دی، حسان شاعر رسولؐ نے مدحیہ قصیدہ پیش کیا۔ تولا و تبرّا کی بس اتنی حقیقت ہے کہ مخالف ولایت علیؑ سے نفرت و بیزاری اور موافق و معتقد خلافت و ولایت سے موالات و محبت ہو۔ قرآن و حدیثیں بھری پڑی ہیں۔ یہ اخلاق و مذہبی بایکاٹ ہے جو تمام متمدن اقوام میں ہمیشہ رائج رہا ہے۔ اب بھی وزارتوں جمہوریتوں کے پرسیڈینٹ پر کھلے اجلاس میں بے اعتمادی کے ووٹ پاس ہوتے ہیں۔ شیعوں کا تولا و تبرّا بس اتنی ہی حقیقت رکھتا ہے جو رسولؐ خدا نے علیؑ کی ولایت کے ساتھ خود تولا و تبرّا فرمایا۔

(۱۰۸)

علیؑ اور قرآن

قریب وفات رسولؐ خدا نے فرمایا: ''میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کتاب خدا اور میری عترت، جب تک دونوں سے تمسک رکھو گے، گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں آپس

---

(۱) مسند احمد، صحیح مسلم، تفسیر ثعلبی، جمع بین الصحیحین، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح ترمذی، سنن ابوداؤد، مناقب ابن مغازلی، مناقب خوارزمی، حلیۃ الاولیاء، فضائل الصحابہ، فرائد السمطین، فصول المہمہ، شرح ابن ابی الحدید، تذکرہ خواص

میں جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئیں۔ [۱] اور ایک موقع پر فرمایا: ''علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔'' [۲]

(۱۰۹)

علیؑ کی مرضی پر چلنے کا حکم

رسولؐ خدا نے وفات سے چند روز پہلے مجمع اصحاب میں فرمایا، ابوبکر کو مخاطب کر کے: ''یہ علیؑ بن ابی طالب جو میرے پاس کھڑے ہیں، زمین و آسمانوں میں میرے وزیر ہیں۔ میری رضامندی اسی میں ہے کہ علیؑ کی مرضی پر چلنا۔'' [۳]

(۱۱۰)

سنت رسولؐ کا زندہ رکھنے والا

ام سلمہؓ سے رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ میری سنت کا زندہ رکھنے والا ہے۔'' [۴]

(۱۱۱)

مسجد نبیؐ کی تعمیر میں علیؑ کا حصہ

رسولؐ خدا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے، لیکن شہر میں قدم نہیں رکھا، جب تک علیؑ مکہ سے نہ آئے۔ پھر رسولؐ نے اپنا ناقہ اصحاب کو دیا کہ اس ناقہ پر بیٹھ کر مدینہ جاؤ اور جتنے حلقہ میں یہ اونٹ گردش کرے، اُسی حلقہ میں میری مسجد تعمیر کرو۔ جناب ابوبکر و جناب عمر و جناب عثمان باری باری اونٹ پر بیٹھے اور ہانکا۔ اونٹ نے قدم نہ بڑھایا۔ پھر علیؑ اُٹھے، ناقہ پر سوار ہوئے، فوری ناقہ چل پڑا اور اس نے مسجد کی حد مقرر کی جس پر مسجد نبی تعمیر ہوئی۔ [۵] مسجد نبیؐ کی بنیاد علیؑ ہی کے دم سے

---

(۱) مسند احمد، صحیح مسلم، مناقب ابن مغازلی، جمع بین الصحاح الستہ، فضائل الصحابہ سمعانی، مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، شرح ابن ابی الحدید

(۲) امالی صدوق، امالی طوسی (۳) مودۃ القربیٰ، سیرۃ الصغریٰ ابن اسحق، ترجمۃ النبوۃ (۴) مناقب خوارزمی

(۵) وفاء الوفا

قائم ہوئی اور علیؑ اسی طرح سے مسجد کے لئے اینٹ گارا ڈھوتے تھے جس طرح سے رسولؐ۔

(۱۱۲)

اسلام کا سپہ سالار اعظم

علیؑ کی زرہ صرف جسم کے اگلے حصہ پر تھی، پشت پر زرہ نہ تھی، کسی نے پوچھا اگر دشمن پشت سے حملہ کرے تو کیا کیجیے گا۔ فرمایا خدا مجھ کو اُس وقت کے لئے نہ رکھے کہ میرے دشمن کو اس کا موقع ملے کہ پشت سے حملہ کرے۔ (مستطرف) یہ تھی قابلیت جنگ کہ دشمن کو اتنا موقع نہ دیتے تھے کہ پشت سے حملہ آور ہو۔ نپولین (Napoleon Bonaporte) نے اگر ''برسٹن''، ''اسٹرلیز''، ''این برگ''، ''اسنگ'' وغیرہ کی داد شجاعت دی اور اپنا سکہ شجاعت جمایا۔ ''ہمنی بال'' اگر تاریخ میں بہترین جنرل ہوا۔ ''سیزر'' کاملیس''، ''اسپیو کے''، ''ہنڈ مبرگ''، ''قیصر ولیم'' (William IInd Kaiser Withelm) سبھی بڑے بڑے جنرل ہوئے جو تاریخ عالم میں اپنی شجاعت کے خراج حاصل کرتے رہے گے۔ لیکن تاریخ انکار نہیں کرسکتی کہ ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو ذاتی منفعت کے لئے داد شجاعت نہ دے رہا ہو۔ ''سیزر'' کا مقصد روم کا ڈکٹیٹر بننا تھا۔ ''نپولین'' فرانس کا جگمگاتا تاج اپنے سر پر دیکھنا چاہتا تھا۔ ''ہمنی بال'' روم کی عداوت کے شعلہ کو بجھانا چاہتا تھا۔ ''ہنڈ برگ ولیم'' فرانس کی رقابت میں دیوانہ تھا اور نوآبادیات حاصل کرنے کے لئے بیتاب تھا۔ علاوہ اس کے ملک کی تائید حاصل تھی، قواعد داں فوج تھی، اسلحہ کی فراوانی تھی، خزانے سیم وزر سے پٹے پڑے تھے اور سب جنرل توپ گولے، کثیر فوج اور سامان اسلحہ کی مدد سے لڑے۔ دست بدست جس طرح تنہا علیؑ تلوار لے کر کثیر فوجوں سے لڑ گئے۔ یہ مثال تاریخ عالم میں یادگار رہے اور حقیقتاً یہ شجاعت ہے۔ پر دنیا بھر کے جنرلوں کا سرتاج علیؑ صرف ایک تلوار اور ایک گھوڑے کے سوا کچھ نہ رکھتا تھا، گرسنگی سے شکم پر پتھر باندھتا، فاقوں سے نڈھال، نہ فوج، نہ لشکر، نہ خزانہ، نہ ملک کی تائید، بلکہ سخت ترین مخالفت، نہ خودغرضی کا شائبہ، فقط حکم خدا اور رسول کا سہارا۔ ایسے وقت میں شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ ہر

میدان جنگ علیؑ کے ہاتھ رہا۔ ایسی کوئی لڑائی نہیں لڑے جس میں شکست کھائی ہو، یہ وہ شجاعت تھی جس نے عالم میں ''**لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی عَلَیْہِ السَّلَامْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوْ الفِقَارِ**'' کی آواز بدر کے میدان میں گونجتے ہوئے نہ سن لی ہو۔[1]

دنیا بھر کے جنرلس ابتدا میں ایک معمولی سپاہی تھے۔ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ماتحت سپاہیوں کی طرح فنون جنگ سیکھ کر آگے بڑھے۔ علیؑ کے لئے تاریخ نہیں بتا سکتی کہ کسی سے فن سپہ گری سیکھا ہو۔ کسی افسر کی کبھی ماتحتی کی ہو سوائے اپنے چچا حمزہ کے۔ اسی لئے رسولؐ خدا نے علیؑ کو کسی دنیاوی سپہ سالار سے تشبیہ نہیں دی۔ کیوں کہ ہر جنرلس کی شجاعت تعلیم وتربیت سے ہوتی ہے اور مادی ترقیوں کی غرض سے بخلاف علیؑ کی شجاعت کے جو دنیا کے حقیقی امن وامان کے لئے تھی۔ تہذیب واخلاق وتمدن کی اصلاح کے لئے تھی، سرمایہ داری مٹانے کے لئے تھی، حفاظت خود اختیاری کے لئے تھی۔ دفاع کے لئے تھی، دنیاوی جنگوں سے تعلق ہی کیا تھا، وہ قاضی کی تادیبی تلوار اور استاد ومعلم کی تادیبی قمچی تھی۔ اسی لئے رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ جو شخص ہیبت موسیٰ بن عمران کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھ لے۔[2] دونوں کے فتوحات کی یک رنگی کو دیکھو۔ جناب موسیٰؑ فرعون سے لڑنے نہ آئے تھے، قوم بنی اسرائیل کو ظلم سے نجات دلانے آئے تھے۔ علیؑ نے بھی دنیاداروں، سرمایہ پرستوں سے مزدوروں، فقیروں کو دنیا فریبی سے نجات دلائی اور سیاست الٰہیہ کا پرچم لہرایا، اسلام کی ہر جنگ اسی لئے تھی جو علیؑ ہی کے ہاتھوں سر ہوئی۔ اور ہر صلح کی تکمیل بھی علیؑ ہی کے ہاتھوں ہوئی۔ ہر اسلامی لشکر کے سپہ سالار علیؑ ہی تھے۔ علیؑ پر کبھی کوئی افسر نہیں کیا گیا۔ قرب وفات رسولؐ نے علیؑ کو اپنے پاس رکھا اور تمام چھوٹے بڑے اصحاب کو زیر قیادت اسامہ مدینہ سے ہٹانا چاہا۔ اور مخالفت حکم رسولؐ پر لعنت فرمائی۔ سب نے رسولی لعنت گوارا کر لی، رسولؐ کا بلا استثنا صحابہ پر آخر وقت لعنت کرنا اگر حکم خدا اور بوحی نہ ہوتا تو نعوذ باللہ آخر وقت کی یہ لعنت بازی رسولؐ کے لئے کہاں تک

---

(۱) مناقب ابن مغازلی، فضائل الصحابہ سمعانی (۲) مودۃ القربی، ینابیع المودۃ

جائز تھی۔ سب نے حکم اور خدا رسولؑ کی مخالفت کی اور اپنے مصالح خلافتی کی وجہ سے اسامہ کا ساتھ چھوڑا اور مدینہ واپس آئے۔[۱] رسول کو چھوڑ کر یہ اصحاب لڑائیوں سے بھی بھاگتے تھے۔ خیبر، احد وصفین اور سریہ بنی نملہ میں بھی سبھی بھاگے۔[۲]

(۱۱۳)

ضربت علیؑ کی خصوصیت

رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ ''علیؑ کی ایک ضربت جنگ خندق میں افضل ہے عبادت ثقلین سے'' دنیا کی عبادتیں جو خدا کے تقرب واخلاص سے ہوں افضل ترین اعمال سے ہیں۔ لیکن سب عبادتیں اپنی ذات کے لئے ہیں، دوسروں کو ان سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان میں کوئی ملکی، مذہبی، قومی افادیت نہیں ہے۔ اپنا تکمیل نفس ہے۔ تقرب الٰہی کے لئے جو ہر مکلف انسان کا فریضہ ہے۔ حفظ اسلام وقوانین وآئین اسلام کے تحفظ کے لئے جو تلوار اُٹھے بیشک وہ تمام عالم کی عبادت سے از روئے افادیت بہتر ہے۔ تارک الدنیا راہب اور عبادت میں زندگی بسر کر دینے والوں کے لئے یہ سبق ہے کہ وہ اپنی زندگی کو افادی بنائیں۔ عابد بن کر زندگی کا ماحصل صرف ایسی عبادت کو نہ بنائیں جس میں افادیت نہ ہو۔ اسی لئے رسولؐ نے فرمایا تھا: ''عالم کی دو رکعت نماز افضل ہے عابد کی ہزار رکعت نماز سے''، اس لئے کہ عالم کی مشغولیتیں افادی ہیں اور عابد کی عبادت استفادی ہے۔

علیؑ کی جنگ خندق حفظ اسلام کے لئے تھی۔ جس وقت عمر بن عبدود خندق پھاند کر مسلمانوں کے سر پر آ گیا تھا اور جملہ مسلمان مقابلے سے جان چرائے بیٹھے تھے اور اسلام کا خاتمہ ہو رہا تھا، لہٰذا علیؑ کی جنگ کی افادیت کا کیا کہنا جس نے عمر کو قتل کر کے اسلام کو بچا لیا۔

---

(۱) فتح الباری، قسطلانی، تہذیب التہنیب ذہبی، شرح المواقف، ابکار الافکار، ملل ونحل، کتاب المغازی، تاریخ واقدی، تاریخ بلاذری

(۲) کتاب المغازی، تذکرہ خواص، فتح الباری، مشکوۃ، سیرۃ ابن ہشام، تاریخ ابوالفداء، تاریخ خمیس، صحیح مسلم، صحیح بخاری، استیعاب، معارف

(۱۱۴)

کامیاب تبلیغ

رسولؐ خدا نے خالد بن ولید کو مع مسلمانوں کے یمن بغرض تبلیغ روانہ کیا لیکن کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ رسولؐ خدا نے علیؑ کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ خالد اور ان کے ساتھیوں کو معزول کر کے واپس کریں۔ علیؑ نے یمن سے خالد کو معزول کر کے واپس کیا اور رسولؐ کا خط یمن والوں کو سنایا۔ علیؑ کی تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ یمن والے ایمان لائے اور تمام قبیلہ بنی نجران مسلمان ہوا۔[۱]

(۱۱۵)

انسان کامل

حدیث قدسی میں ہے: ''خدا نے انسان کو اپنی شکل پر بنایا'' اور انجیل میں یہی مفہوم ہے: God has created man in his own image. دوسری حدیث میں ہے: ''اے فرزند آدم! میری اطاعت کرتا کہ میں تجھکو اپنے مثل بنا دوں۔'' کیا خدا ظالم وخونخوار ہے؟ نعوذ باللہ۔ خدا کیا ہلاکو وچنگیز کی تمثال ہے؟ استغفر اللہ۔ خدا کیا قیصر وکسریٰ کی سج دھج کا ہے؟ معاذ اللہ۔ خدا کیا رنگ رلیوں میں تانا شاہ ومحمد شاہ رنگیلے کا سا ہے؟ العیاذ باللہ۔ خدا کیا غارت گر وستم گر ہے؟ کیا خدا بیواؤں، یتیموں، مظلوموں کی آہ وزاری نہیں سنتا؟ کیا خدا دنیا کو امن وامان وراحت سے دیکھنا نہیں چاہتا؟ العیاذ باللہ! وہ تو رحیم، کریم، رؤف، ودود، ارحم الراحمین، رب العالمین ہے۔ انسان کو اپنے صفات کمالیہ سے متعلق دیکھنا چاہتا ہے۔ خدا کی اطاعت بھی یہی ہے کہ انسان خدا کے صفات کمالیہ وجمالیہ کا مظہر ہو۔ ظلم، ناانصافی، بدکاری، شرارت، فتنہ وفساد، غصب اموال سے پرہیز کرے۔ وہ متخلق باخلاق الٰہیہ ہو کر صفات الٰہیہ کا منظر پیش کرے۔ عیسائی مذہب عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنا کر پیش کرتا ہے۔ لیکن اسلام ہر انسان مثیل خدا اور متصف بصفات الٰہیہ ومتخلق باخلاق خداوندی

---

(۱) تاریخ طبری

دیکھنا چاہتا ہے۔رسولؐ خدا اُن صفات کا مظہر علیؑ کی ذات کو پیش فرماتے ہیں۔حق بات سننے میں اذن اللہ، حق بینی وحق شناسی میں عَیۡنُ اللہ، حق رسی وسخاوت بامحل میں اسراف وتبذیر سے بچے ہوئے ہاتھوں کو یَدُاللہ، حق گوئی واسرار علم وحکمت کے لئے وقف زبان کو لِسانُ اللہ اور عبادت خدا میں جھکی ہوئی پیشانی کو وَجۡہُ اللہ، عبادت خدا میں شب بیداری اور فرش خواب سے نہ مس ہونے والے پہلوؤں کو جَنۡبُ اللہ اور ہمیشہ سے محبت خدا سے معمور علم وحکمت کے خزانوں سے مملو دل کو عَرۡشُ اللہ اور ہر سانس کی آمد وشد کو خدائی امور میں منہمک نفس اللہ قرار دیتے ہیں۔

علیؑ وہ انسان کامل تھا کہ مثیل خدا بنا دیا گیا اور علیؑ کا ہر ہر عضو خدا کی ملک بن گیا، جو ''اَنَا عَبۡدٌ مِنۡ عَبِیۡدِ مُحَمَّد'' کہہ کر رسولؐ کی عظمت حقیقیہ کا اعلان کرتا اور عظمت وجبروت وبے مثالی ویکتائی ووحدت حقیقیہ الٰہیہ کا مفاد تھا۔

(۱۱۶)

اسلام اور ہیرو ورشپ

ابتداء دور تمدن سے آج تک اخلاق سدھارنے کے لئے حکماء وفلاسفر ومدبرین نے طرح طرح سے ہیرو ورشپ قائم کئے ہیں یعنی یاد اسلاف نے نوجوانوں میں روح تہذیب واخلاق پھونکی ہے۔ وہ زمانہ جب حروف کے آلات اور کتابیں نہ تھیں۔مختلف طریقوں سے آنے والی نسلوں کو یاد اسلاف دلائی جاتی تھی۔روما، چین، ایران، ہندوستان، عرب غرض کہ ہر مقام پر ہم کو آج تک پتھروں پر ایسی تصویریں ملتی ہیں جو قوم کے کسی سورما کی یاد تازہ کرتی ہوں۔مصر کے دخمہ (تہہ خانہ جس میں ممی لاش رکھی جاتی ہے) اپنے سلاطین کے جسموں کو ممی کر کے ہزاروں سال رکھ کر یاد اسلاف تازہ کرتے تھے۔قصہ کہانیاں بزرگوں رشیوں کی قوم کی مائیں سنا کر گودیوں میں بچوں کو اسلاف کے کارناموں سے زندہ رکھتی تھیں۔ اسلام نے بھی ہیرو ورشپ قرآن کو زینت دی۔نصف سے زائد قرآن قصص انبیاء وبزرگان سلف پر مشتمل ہے، تاکہ متبعین اور آنے والی نسلیں

ان سے سبق لیں اور تہذیب واخلاق وتمدن کو درست رکھیں۔

رسولؐ خدا نے بھی یہ کہہ کر ہیرو ورشپ قائم کیا ہے: ''علیؑ کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے۔''(۱) یعنی علیؑ کے کارنامۂ زندگی کو ہمیشہ ہمیشہ بطور عبادت یاد رکھو مجمعے، محفلوں، گھروں میں ان کے ہر شعبہ زندگی کو اپنا معیار زندگی قرار دو، تو ہمیشہ کامیاب وصحیح زندگی کے مالک رہو گے۔

(۱۱۷)

فَنَافِی الۡعِبَادَتۡ

جنگ احد میں علیؑ کے پیر میں ایک ایسا تیر پیوست ہوا تھا جو نکل نہ سکتا تھا، رسولؐ خدا نے جراح سے فرمایا: ''جب علیؑ مشغول نماز ہوں اس وقت تیر نکال لینا۔'' حالت نماز میں وہ تیر نکالا گیا اور علیؑ کو مطلق خبر نہ ہوئی۔

جنگ صفین میں شدت کی جنگ ہو رہی ہے، علیؑ کا مصلیٰ فوج کے درمیان تیروں کی بارش میں بچھا ہے، لوگوں کے تعرض پر فرماتے ہیں کہ ہم تو اسی نماز کو قائم رکھنے کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔

(۱۱۸)

علیؑ بارگاہِ خدا میں

اندھیری شب ہے تغیر خواب سے مخلوق کی فضا گونج رہی ہے۔علیؑ مدینہ کے باہر جنگل میں زیر آسمان کھڑے، بارگاہِ خدا میں رو رو کر کہہ رہے ہیں: ''میرے معبود! نہ معلوم کتنے ہلاک کرنے والی خوفناک چیزیں میرے قریب آئیں اور تو نے ان سے مجھ کو بچا لیا اور ان کے بدلے میں مجھ کو بہتر سے بہتر نعمتیں دیں۔ میں نے تیری بہت سی نافرمانیاں کیں، لیکن تو نے اپنے کرم سے انھیں معاف کر دیا۔ پالنے والے! اگر اپنی عمر کا میں پورا حصہ تیری نافرمانی میں گذار دوں اور میرے

---

(۱) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، فردوس، مناقب فاخرہ، مسند احمد

نامہ اعمال میں میرے گناہوں کی عظمت بڑھ جائے پھر بھی میں تیری ہی رضا حاصل کروں گا۔خدایا! میں کبھی تیرے عفو پر غور کرتا ہوں تو مجھے اپنی خطائیں معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن جب تیرے عذاب کو دیکھتا ہوں تو میری لغزشیں مجھ پر بار ہو جاتی ہیں۔آہ آہ! اگر میں نے اپنے نامۂ عمل میں کوئی ایسا گناہ دیکھا جسے میں بھولا ہوا تھا اور تو اسے جانتا ہے، جو تو اس کی مجھے سزا دے گا تو کوئی میرا مددگار نہ ہوگا۔ تیرے عذاب میں گرفتار ہونے والے کو نہ اس کا قبیلہ چھڑا سکے گا اور نہ اس کے خاندان والے بچا سکتے ہیں۔ وہ ہوگا اور اس کے اعمال ہوں گے۔ کس قدر شدید ہے وہ آگ جو جگر اور گردوں کو پکا دیتی ہے اور کتنے تیز شعلے ہوں گے جو صرف جلانے کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔'' یہ کہتے کہتے علیؑ غش کر گئے۔[۱]

نماز کی یہ حالت تھی کہ جب محراب عبادت میں کھڑے ہوتے تھے تو چہرے کا رنگ اڑ جاتا تھا، گویا جنت و دوزخ کے درمیان کھڑے ہوئے ہیں۔[۲] جناب امیرؑ داڑھی ہاتھ میں لے کر اس قدر روتے تھے کہ لوگ گھبرا جاتے تھے۔ جب معاویہ سے یہ حالت بیان کی گئی تو باوجود عداوت کہنے لگے: ''قسم بخدا علیؑ ایسے ہی تھے۔''[۳]

(۱۱۹)

فصاحت وخطابت

فصاحت وخطابت انسان کا اعلیٰ جوہر ہے، جس ملکۂ زبان پر عرب کو ناز تھا کہ اپنے قصائد دیوار کعبہ پر لٹکا جاتے تھے اور دنیا بھر کو اپنے نطق کے مقابل گونگا (عجم) کہتے تھے۔ خدا نے رسولؐ کے نطق کو اپنا نطق (مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى) کہہ کر زبانیں بند کر دیں اور اشرف الناطقین قرار دیا۔ رسولؐ خدا نے علیؑ لسان اللّٰہ الناطق فرما کر لوگوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ علیؑ کے خطب وکلمات آج دنیا میں اپنی فصاحت و بلاغت و حکم ومواعظ کے ڈنکے بجا رہے

(۱) مناقب ابن شہر آشوب (۲) شرح ابن ابی الحدید (۳) شرح ابن ابی الحدید، کتاب الصفوۃ، استیعاب

ہیں۔ اقوال وخطبات علیؑ سے علیؑ کی اعلیٰ درجہ کی فصاحت وخطابت ثابت ہے۔ ایک نہج البلاغہ ہی ایسی کتاب ہے جس میں حضرت علیؑ کے چند خطبوں کا مجموعہ ہے، اس سے معتبر لٹریچر شاید دنیا کے کسی پیشوا کا مقابلۃً پیش نہیں کیا جا سکتا۔ علیؑ کے اور علوم ومسائل علمی اور حکمت دہشت کے اعلیٰ مسائل کا ذکر ایک علاحدہ عدیم المثال چیز ہے جس کا جواب دنیا پیش نہ کر سکی۔ اسلام اس ایک جامع الکمالات ذات پر جتنا ناز کرے کم ہے۔

(۱۲۰)

دنیا علیؑ کی نظر میں

علیؑ کا دنیا کے بارے میں جو خیال تھا وہ یہ تھا کہ:

(۱) فرماتے تھے: ''دنیا میری نظر میں اُس پتہ کے برابر ہے جو ٹڈی کے منہ میں ہو۔ علیؑ کو دنیائے فانی کی نعمتوں سے کیا سروکار''[۱]

(۲) کبھی فرماتے: ''آہ آہ! کمی زاد کی اور بُعد سفر اور وحشت راہ کی۔''[۲]

(۳) دنیا سے خطاب فرماتے تھے: ''اے دنیا! اے دنیا! مجھ کو بھلا کیا دھوکا دے گی اور کب مجھ کو اپنی طرف راغب کر سکتی ہے؟ ہر گز نہیں، ہر گز نہیں۔ میرے سوا کسی دوسرے کو دھوکا دے۔ میں تجھ کو ایسا طلاق دیتا ہوں جس کے بعد رجوع نہ ہو سکے۔ تیری عمر بہت کم ہے اور تیرا عیش بہت تھوڑا ہے اور خطرہ تیرا بہت زائد ہے۔''[۳]

(۳) کبھی فرماتے: ''دنیا سانپ کی مانند نرم ہے، لیکن پیٹ میں اس کے زہر ہلاہل ہے۔ جاہل اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ عاقل اس سے پرہیز کرتا ہے۔''[۴]

(۵) نوف بکالی سے فرماتے ہیں: ''خوشا حال اُن زاہدوں کا جو دنیا میں آخرت سے محبت کرتے ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جس کی مسند زمین ہے اور فرش خاک ہے، پانی ان کے لئے عطر

(۱) نہج البلاغہ (۲) کتاب الصفوۃ، استیعاب، شرح ابن ابی الحدید (۳) کتاب الصفوۃ، استیعاب، شرح ابن ابی الحدید (۴) نہج البلاغہ

ہے اور قرآن ان کا شعار ہے، دعا ان کی عادت ہے اور دنیا کو بقدر ضرورت و حاجت اختیار کرتے ہیں، جو طریقہ جناب مسیحؑ کا تھا۔(۱)

(۶) دنیا و آخرت دونوں باہم دشمنی رکھتے ہیں۔ ایک کا دوسرے سے جدا راستہ ہے جس نے دنیا سے دوستی کی اس نے آخرت سے دشمنی کی۔ دین و دنیا میں مشرق و مغرب کا فرق ہے جس سمت انسان چلے گا، ایک سے نزدیک اور دوسرے سے دور ہوتا جائے گا۔(۲)

(۷) فرماتے ہیں: ''دنیا کی ابتدا میں عنا ہے اور آخر میں فنا ہے، حلال دنیا میں حساب ہے اور حرام دنیا میں عقاب ہے۔''(۳)

(۱۲۱)

روحانی زندگی

مادہ اور مادیات سے جو جدا ہو وہی اصلی روحانی زندگی ہے۔ تمام فلاسفہ اور ماہر روحانیات اپنے اپنے طریقے سے اصول مقررہ پر روح کی تقویت کے لئے جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ مادی زندگی میں بجز تقویت روح اور روحانی تفوق کے اور کیا دھرا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ اس مادی دنیا میں مرنے سے پہلے مادیات سے کلیتاً بے تعلق ہوجائے، جو کچھ ہوسکتا ہے صرف اتنا کہ مادیات سے انتہائی بے تعلقی پیدا کی جائے اور کم سے کم مادیات سے تعلق ہو۔ تمام ریاضتیں اور تمام جذبات و خواہشات نفسانی کی مار صرف روحانیت حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ علیؑ کا زہد و ترک دنیا عبادات و ریاضات ان کی روحانی زندگی کا آئینہ ہیں۔ ان کے فوق العادۃ اعمال و افعال قوت روحانی کے مظاہر ہیں۔ آہنی خیبر کا در اُکھاڑ کر خود پکار کر کہا کہ قوت بشری سے میں نے در نہیں اُکھاڑا بلکہ قوت ربانیہ سے اُکھاڑا ہے۔

پہاڑوں کے غاروں میں جا بیٹھنا کسی کے لئے روحانی کمال کا سبب ہو، یہ تو اس خودکشی

(۱) نہج البلاغہ (۲) نہج البلاغہ (۳) نہج البلاغہ

کے مرادف ہے جو روحانیات میں مل جانے کی طمع سے زندگی کا خاتمہ کردے۔ اصلی روحانیت تو یہ ہے کہ مادی زنجیروں میں جکڑے رہنے کے باوجود ہر ہر کڑی کو بیکار کرکے روحانی جذبات کو درخشندہ کردے۔ دست و پا کو خشک کردینا، ایک ٹانگ سے کھڑا رہنا اور اس کو روحانی ریاضت قرار دینا کسی فسلسفہ میں صحیح ہو، اسلامی فلسفہ تو یہ ہے کہ دست و پا اور اعضا کی سیوا دوسروں کی خدمت کے لئے کی جائے اور اعضا کو خشک و بیکار کردینے کے عوض، اس سے حیوانی و شہوانی قوتیں فنا کردی جائیں۔ ہاتھ صحیح و تندرست رہے، لیکن خواہشات نفسانی، خودغرضی و ناحق کوشی کے لئے کبھی حرکت نہ کرے۔ پیر صحیح سالم رہیں، لیکن باطل کی تائید میں ایک انچ نہ سرکیں وغیرہ وغیرہ۔ علوی فلسفۂ روحانی یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''کمینے جسمانی اذیت پر زائد صبر کرتے ہیں اور شرفاء روحانی تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔'' ان باتوں کو علیؑ نے عمل کرکے دکھادیا۔(۱)

جناب امیرؑ نے بتایا ہے کہ جسمانی تکالیف برداشت کرنے سے روحانی شرافت نہیں ملتی۔ روحانی شرافت تو روحانی ریاضت و تکالیف ہی سے ہوتی ہے۔ اصلی روحانی زندگی کا راز تو اسی میں ہے کہ روحانی تکالیف پر صبر و جبر اختیار کرکے روحانیات سے مل جائے۔ ملائکہ اور مردوں کی روح سے میل جول پیدا کرے۔ بیشک جسمانی تکالیف جو روحانی تکالیف کا ذریعہ بن سکتے ہیں، وہ روحانی تقویت کا موجب ہوتے ہیں لیکن اصل وہاں بھی روحانی تکلیف ہے۔ علیؑ کے اس روحانی تعلق کو روحانیات سے فلسفہ اسلامی پر تاریخ اسلامی کا گہری نظر سے مطالعہ کرو اور فلاسفہ روحانیات کی تحقیقات کو دیکھو۔

(۱۲۲)

مزدور تاجدار

علیؑ اپنے عیال کی پرورش کے لئے یہودیوں کے باغ سینچتے، دو دو دن کے فاقوں پر سیدۂ عالمؑ

(۱) نہج البلاغہ

کی چادر یہودی کے یہاں گرو ہوتی۔ سیدۂ عالمؑ اور علیؑ چکّی پیستے، محنت، مزدوری سے جو ہاتھ آتا اس سے اپنی اور رسولؐ کی فاقہ شکنی ہوتی۔ مزدوری کر کے، روٹی خرمہ پشت پر لاد کر، بیواؤں اور یتیموں تک پہنچاتے۔ راہ کے بھولے بھٹکوں کو راستہ بتاتے تھے۔ جو بوجھ مزدوروں سے نہ اُٹھ سکتے، اس کے بوجھے اُٹھواتے تھے۔[۱] یہ سب اس لئے تھا تا کہ مزدوری کی اہمیت لوگوں پر واضح ہو اور سمجھ لیں کہ مزدوری سے عزت میں فرق نہیں آتا۔ بادشاہ اسلام خود مزدور رہے۔ علیؑ بار بار فرماتے تھے: ''میں ایسا اس لئے کرتا ہوں کہ فقیروں کو شرم نہ آئے، بے کار مزدوری وتجارت سیکھیں۔'' علیؑ کا کھدر لباس اور سیدہؑ کی پیوند دار چادر غریبوں کے دل کا پھایا ہو۔ علیؑ کا زندگی کا معیار یہ تھا کہ محنت ومزدوری کا وقار قائم ہو۔

(۱۲۳)

پیشہ وروں کو ہدایت

علیؑ بازاروں میں پھر کر فرماتے تھے کہ معاملہ میں نیکی برتو، تول ناپ میں کمی نہ کرو۔ گوشت میں ہوا بھر کر خریدار کو دھوکا نہ دو۔ درزی کی دوکانوں پر جا کر فرماتے ہیں: ''دیکھو ہمیشہ مضبوط سیون ہو، باریک سیون ہو، کترن اور چھٹن جو بیونت سے بچے وہ مالک کو واپس کیا کرو۔''[۲]

(۱۲۴)

علیؑ کو صبر کی ہدایت

رسولؐ خدا نے اپنے بعد کے لئے بار بار علیؑ کو وصیت کی۔

(۱) اے علیؑ تم بمنزلہ کعبہ ہو جس میں سب آتے ہیں اور وہ کسی کے پاس نہیں جاتا، اگر لوگ تمھارے پاس آئیں اور بیعت کریں تو قبول کرنا، تم کسی کے پاس نہ جانا یہاں تک کہ لوگ تمھارے پاس خود آئیں۔[۳]

---

(۱) مسند احمد، تذکرہ خواص، شرح ابن ابی الحدید (۲) تذکرہ خواص، شرح ابن ابی الحدید (۳) اسد الغابہ

(۲) اے علیؑ! تم سب سے پہلے حوض کوثر پر ملوگے۔ میرے بعد تم کو بہت صدمات پہونچیں گے، تم صبر کرنا اور جب لوگ دنیا کو اختیار کریں تم آخرت کو اختیار کرنا۔[۱]

(۳) رسولؐ خدا نے فرمایا: ''میرے بعد فتنہ وفساد برپا ہوں گے، لوگ میراث کھا جائیں گے۔'' علیؑ نے رسولؐ سے صبر کا وعدہ کیا۔[۲]

(۴) رسولؐ خدا نے رو رو کر علیؑ سے فرمایا: ''میرے بعد لوگ تم سے بہت برا سلوک کریں گے۔''[۳]

(۱۲۵)

خلافتِ علیؑ کا یقین

تمام مہاجرین وانصار کو یقین تھا کہ بعد رسولؐ خدا علیؑ ان کے خلیفہ وجانشین ہوں گے۔[۴]

(۱۲۶)

شیعزم یعنی تشیع

شنکر اچاریہ جنھوں نے بودیت (بودھ مت/Buddhism) کو ہندوستان سے نکالا اور جو فلسفۂ ویدانت (ہانبنین تہزم) یا وحدت وجود کے پُجاری تھے، اپنے فلسفۂ تعلیم کا خلاصہ یہ فرماتے ہیں ''سب باطل، صرف خدا حق ہے۔'' ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس مختصر تشریح کو فلسفۂ ویدانت سے کہاں تک مطابقت ہے اور وحدت وجود کے اثبات میں یہ کہاں تک معین ہے۔ لیکن شیعزم کی تعلیم کا رسولؐ کی زبانی خلاصہ یہ ہے کہ ''علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے'' جس طرف علیؑ ہوتے ہیں حق اُسی طرف ہوتا ہے لہٰذا اُمت کو انھیں کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔[۵] علیؑ کی عصمت

---

(۱) مدارج النبوہ (۲) کنز العمال (۳) غنیۃ الطالبین (۴) شرح ابن ابی الحدید، صحیح ترمذی

(۵) مناقب خوارزمی، فرائد السمطین، جمع بین الصحاح الستہ، صحیح بخاری، فضائل الصحابہ سمعانی، فردوس، زہر الربیع

کے لئے یہ کافی ثبوت ہے جو کچھ بھولے سے باطل کو اختیار نہ کرے، جو ہمیشہ حق کے ساتھ ہو وہ لازماً معصوم ہوگا۔ فلسفۂ مذہب شیعہ کے تمام جزئیات مذہبی، اقتصادی، معاشرتی، تمدنی وغیرہ وغیرہ ہر شعبہ زندگی کو یہ حاوی ہے۔ علیؑ کی تعلیم کے جو خلاف ہے وہ باطل ہے اور جو تعلیم علوی کے مطابق ہے بس وہی حق ہے اس لئے کہ حقیقتاً وہی الہٰی اور رسولی تعلیم ہے۔ مذہب شیعہ کی بس یہی حقیقت ہے۔ علیؑ وہی تعلیم دیتے ہیں جو رسولؐ نے ان کو تعلیم کیا ہے، علیؑ وآل علیؑ وشاگردان علیؑ کے سوا شیعہ کسی اور صحابی سے اقوال رسولؐ کو نہیں لیتے۔

شیعزم یہ نہیں ہے کہ وہ روم وشام وفارس کے تخت اُلٹنے، رومۃ الکبریٰ میں فتح مندی کے پرچم لہرانے، سنگ مرمر کے محلات، غارت گر وہوش ربا کنیزوں کے جمگھٹوں، غلاموں اور خواجہ سراؤں کی صفوں، ٹڈی دل فوجوں، سیم وزر سے اراراتے خزانوں پر فخر کرنے کو حق نہیں سمجھتا۔ گرو شنکراچاریہ کی طرح شیعوں کا بھی یہی نظریہ ہے کہ دنیا کا سب ''سبھاؤ'' باطل ہے۔ ''میکاولی'' اور ''جانکیہ'' کی طرح خون کی ندیاں بہانا دوسروں کو مبارک، ''میکیا'' کے اصول ونمونے کے مجسمے کا پوجا دوسروں کو مبارک ''نیری'' اور ''کیلی گولا'' کے سے لوگوں کو ظل اللہ خلیفۃ اللہ کہنا دوسروں کو مبارک۔

شیعزم تو یہ ہے کہ رسولؐ اپنے فقر پر فخر کرتا ہے۔ وہ خلقت خدا کو عیال خدا سے تشبیہ دیتا ہے۔ وہ صاف فرماتا ہے کہ خدا اس پر رحم نہیں فرماتا جو انسانوں پر رحم نہ کرے۔ اور جو ''لَاتُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ'' کے ڈنکے بجاتا ہے۔

جو لوگ کرۂ ارض کے مشرق ومغرب کے طول وعرض میں فتوحات کے جھنڈے گاڑنے پر فخر کر کے قیصر وکسریٰ بننا چاہتے ہیں ان کو مبارک ہو۔ نہ رسولؐ کی یہ تعلیم تھی، نہ ان کے خلیفہ برحق کی یہ تعلیم تھی۔ رسولؐ بھی اس لئے آئے کہ دنیا کو سرمایہ داری کی لعنت سے نجات دلادیں۔ علیؑ کا کارنامہ زندگی بھی یہی ہے۔ وہی حق کے ساتھ اور اسی کے ساتھ حق ہے اور اُسی کو خدا نے قائم کیا ہے۔ ''وَيُحِقُّ الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ'' اُسی کا آنا حق کا آنا ہے۔ ''جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

الْبَاطِلُ'' شنکراچاریہ گرو کے نظریہ سے قریب تر اور ان کے نظریہ کی تائید وہی مذہب حاصل کرسکتا ہے جو مادی ترقیوں کو باطل اور اُلوہیت کو حق سمجھے اور جس کا زور وقوت روحانیت پر ہو۔

(۱۲۷)

رسولؐ کی وفات علیؑ کے زانو پر

رسولؐ خدا نے قریب وفات اسامہ کو تمام اصحاب پر افسر کر کے مدینہ سے ہٹ جانے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا: ''خدا لعنت کرے اس شخص پر جو لشکر اسامہ سے روگردانی کرے۔'' بستر بیماری پر خدا کا نبیؐ نبی نہ رہا تھا جس کا حکم مانا جاتا، اسامہ کو چھوڑ کر سب مدینہ چلے آئے۔ رسولؐ کی حالت خراب دیکھ کر واپسی کا بہانا صحیح ہوتا تو رسولؐ کے کفن دفن میں شریک ہوتے۔ رسولؐ کی لاش دھوم دھام سے اُٹھاتے لاش کو بھی تنہا چھوڑ دیا گیا۔

اہل دنیا کار دنیا ساختند ☆ مصطفی را بے کفن بگذاشتند

مولانائے رومؒ

رسولؐ کے حکم کی صریح مخالفت دیکھ کر رسولؐ نے کاغذ قلم دوات طلب کیا تاکہ آخری وصیت لکھیں۔ اصحاب نے شور وغل مچایا اور کہا رسولؐ ہذیان بک رہے ہیں۔ رسولؐ نے ناراض ہوکر گھر سے نکلوادیا۔ کوئی رسولؐ کے سرہانے نہ رہا۔ علیؑ کے زانو پر رسولؐ کی وفات ہوئی۔ (۱)

(۱۲۸)

رسولؐ کا کفن دفن علیؑ کے ہاتھوں

رسولؐ کی نعش (لاش) چھوڑ کر سب صحابی خلافت سازی کے لئے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوگئے۔ علیؑ نے رسولؐ کو غسل وکفن دیا۔ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا۔ (۲)

---

(۱) سیرۃ الصحابہ، طبقات، شرح ابن ابی الحدید (۲) نہایۃ العقول، استیعاب جلد۔ ۲، کنزالعمال جلد۔ ۳، صحیح بخاری، شرح کرمانی، قسطلانی، برمادی، عینی (عمدۃ القاری)، انسان العیون، فتح الباری، مستدرک

(۱۲۹)

نا گہانی بیعت

علیؑ اور بنی ہاشم کفن دفن میں رسولؐ کے مشغول رہے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جناب ابوبکر کے ہاتھ پر جناب عمر نے بیعت کر لی اور خلیفۂ رسولؐ بنا دیا۔ جس خلافت کے متعلق خود جناب عمر کا فتویٰ تھا کہ ابوبکر کی نا گہانی بیعت ہوگئی، خدا اس بیعت کے شر سے بچاوے۔ اگر آیندہ ایسی بیعت ہو تو بیعت لینے والے کو قتل کر دینا۔(۱)

(۱۳۰)

تبلیغ حق امامت

جناب امیرؑ ہمیشہ اعلان فرماتے رہے ہیں کہ میں ابوبکر وعمر وعثمان سے زائد حق دار خلافت ہوں۔(۲)

(۱۳۱)

علیؑ کا بے مثال صبر

وہ تلوار جو خیبر وخندق وبدر وحنین میں اپنے جوہر عالم بھر کو دکھا چکی تھی، رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی زنگ آلود نہ ہوئی تھی بعد رسولؐ بھی صفین وجمل ونہروان کے معرکوں میں بھی اپنا لوہا منوا کر رہی۔ پھر کیا ہوا تھا کہ اپنے جائز مطالبہ کو بعد رسولؐ نہ منوا سکے۔ کیا علیؑ کو فوجی بھرتی کے لئے کوئی نہ ملتا تھا؟ ایسا بھی نہ تھا ابوسفیان ایسے با اثر و با اقتدار شخص نے استدعا کی تھی کہ اگر آپ تلوار کھینچیں تو میں مکہ کے پیدل وسواروں سے مدینہ کی گلیاں بھر دوں۔ لیکن علیؑ نے تلوار نہ کھینچی۔ گردن میں رسن بندھوا کر کشاں کشاں دربار خلافت میں حاضر کئے گئے۔ قتل سے ڈرائے گئے، گھر جلانے

---

(۱) تاریخ طبری، شرح ابن ابی الحدید (۲) مناقب خوارزمی، شرح ابن ابی الحدید، تاریخ بلاذری

کے لئے لکڑیاں لانے کی دھمکیاں دی گئیں۔(۱) علیؑ باوجود ان تمام مصائب کے فرماتے تھے: ''اگر میں جہاد کروں تو لوگ مرتد ہو جائیں گے، رسول خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں صبر کروں اور ظلم سہوں، خاموش رہوں۔''(۲) بیشک اسلام تلوار کا مذہب نہیں ہے۔ حصول خلافت کے لئے جنگ ہوتی، تو اس کی نوعیت بالکل ویسی ہی ہوتی جیسے حصول رسالت ونبوت منوانے کے لئے رسولؐ لڑتے اور بیشک یہ جنگ حکومت ودولت کے لئے ہوتی۔ اس وقت کھلّم کھلاّ لوگ مرتد ہو جاتے اور اسلام کی آڑ بھی نہ رہتی اور حکومت وسلطنت کے نام پر لڑائی شروع ہو جاتی، جو علیؑ کے اصول کے خلاف تھا۔ اسلام ظاہری کو کفر ظاہری پر علیؑ نے ترجیح دی۔

چنانچہ دربار علوی میں جب معاویہ کی چالوں کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا: ''**لَوْ لَا التُّقیٰ لَکُنْتُ اَدْھَی الْعَرَبِ**'' (اگر تقویٰ و پرہیزگاری اور خوف خدا نہ ہوتا تو میں عرب میں چالاک ترین انسان ہوتا۔) علیؑ نے تلوار ہی کو استعمال نہیں کیا بلکہ سیاسی چالیں اور تدبیریں بھی نہیں کیں، بلکہ دنیا کے سیاسئین (سیاست دانوں) کو سمجھا یا کہ چالاکی، مکاری، حیلہ سازی، احکام الٰہی سے بے اعتنائی کا نام اگر سیاست ہے تو وہ شخص قوم کا مجرم خدا کا مجرم ہے، آج عالم کے سیاسئین کے متعلق دنیا کے کھلے فتوے موجود ہیں، خود اُسی مشین کے کل پُرزے اپنی تقریروں، تحریروں میں ان لعنتی کارگزاریوں کی خود پردہ دری کرتے رہتے ہیں۔ کیا کہنا اس علوی سیاست کا جس نے تلوار ہی نیام میں نہیں رکھ لی بلکہ کوئی سیاسی چال بھی نہیں چلی اور تقوے کو ہر سیاست کا سنگ بنیاد بنایا۔

(۱۳۲)

سب سے پہلا جامع قرآن

جس وقت خلافت اولیٰ کی نیو کھودی جا رہی تھی، وفات رسولؐ کے بعد ہی علیؑ کا پہلا کام یہ

---

(۱) الامامۃ والسیاسۃ، تاریخ طبری، تاریخ ابوالفداء، تاریخ ابن عبدالبر، عقد الفرید، مختصر الدول، تاریخ واقدی، تاریخ بلاذری، السقیفہ، (تاریخ جان ڈیونپورٹ، تاریخ ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر جلد۔ ۳، (تاریخ) گبن، (تاریخ) اروِنگ، جارج سیل اینڈ سنز، لندن

(۲) شرح ابن ابی الحدید

تھا کہ قرآن مجید جمع کر کے دربار خلافت میں پیش کیا جس کو جناب ابوبکر وعمر نے لینے سے انکار کر دیا، ہر چند علیؑ نے کہا میں سب سے زائد عالم بالقرآن ہوں لیکن ایک نہ سنی۔[1]

علیؑ ہی کی وہ ذات تھی جس نے مذہبی علم کا تحفظ کیا اور کتابت کے ذریعہ اشاعت علم کی بنیاد ڈالی۔

(۱۳۳)

اموال علیؑ کی ضبطی

باغ فدک جس کی آمدنی ایک لاکھ بیس ہزار درہم تھی، دربار خلافت نے ضبط کر لیا۔ خمس حق سادات جو رسولؐ نے معین کیا تھا علیؑ وفاطمہؑ پر بند کر دیا گیا۔[2] یہ باغ فدک خلیفہ عبدالعزیز نے بحق سادات واگذار کیا۔

(۱۳۴)

واک آؤٹ

کسی جلسہ کی کاروائی میں خلاف ضمیر شرکت نہ کرنا اور اُٹھ کر چلے آنا جہاں مجارٹی (majority) اپنے خلاف بے جا کاروائی کر رہی ہو، اپنے مقصد کی صحت اور اپنی ناراضی کا اظہار ہوتا ہے اور کسی رائے کا کثرت واتفاق سے پاس ہوجانا ہی اپنی ذمہ داری کو ہٹا لیتا ہے۔ جناب امیرؑ کا دربار خلافتی سے بار بار واک آؤٹ اور خلافتوں کا اصرار کہ سب نے اتفاق کر لیا ہے یا علیؑ! آپ بھی خلافت پر اتفاق کر لیجئے اور علیؑ کا منظور نہ کرنا اور خلافت ابوبکر وخلافت عثمان پر احتجاج کرتے ہوئے اُٹھ جانا واک آؤٹ تھا۔

---

(۱) استیعاب، صواعق محرقہ، تاریخ واقدی، سیرۃ مصطفوی، طبقات، مفتاح اجزح بدخشانی، تحفۃ المومنین

(۲) صحیح بخاری پارہ۔ ۶، صحیح مسلم جلد۔ ۳، تفسیر درمنثور جلد۔ ۴، مسند احمد، تاریخ خمیس جلد۔ ۲، سنن ابوداؤد جلد۔ ۳، شرح المواقف، صواعق محرقہ، ملل ونحل، معجم البلدان، تفسیر کبیر، السقیفہ، الامامۃ والسیاستہ، انسان العیون، تذکرۂ خواص

(۱۳۵)

علیؑ کا حُسنِ تدبیر

حجاز کے جنگجو جاہل عرب اور خودغرض وطماع حریص وکنگال کینہ ور بے امنی کی زندگی بسر کرنے والے ایسے نہ تھے جو چندروزہ تعلیم رسولؐ سے متمدن ومہذب ہوجاتے۔ یہ صفات عرب کو بطور توارث عمرانی (Social Heredity) ملے تھے جس کے دور ہونے کے لئے بہت بڑے زمانے کی مہلت درکار تھی، اسی لئے تو رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی اس قوم کی فطری ذہنیت عود کر آئی تھی۔ رسولؐ کی اعلیٰ تعلیم کا اثر اگر کچھ ان میں ہوتا تو لاشہ رسولؐ کا بے گور وکفن نہ پڑا رہتا۔ کم از کم مدینہ کے قرب وجوار کے لوگ رسولؐ کے جنازے کے ساتھ ہوتے، دھوم سے رسولؐ اسلام کا جنازہ اٹھتا۔ طرہ تو یہ ہے کہ خود اصحاب رسولؐ شریک دفن نہ تھے۔ خلافت سازی کی دھن میں لگے ہوئے تھے۔ دفن رسولؐ سے خلافت اگر اہم تر تھی تو علیؑ وبنی ہاشم نے اسی اہمیت کو کیوں نظر انداز کیا۔ اصحاب رسول نے علیؑ وبنی ہاشم کو کیوں نہ مجبور کیا کہ پہلے مسئلہ خلافت کی اہمیت کو مل جل کر طے کریں، پھر دفن رسولؐ مل جل کر ہو۔ یہی تو تیسرے خلیفہ کے ساتھ سب نے کیا، نہ کسی نے غسل دیا، نہ کفن، نہ نماز جنازہ پڑھی، نہ دفن کیا۔ تاریخ بتادے کس دھوم سے تیسرے خلیفہ کا جنازہ اٹھایا؟ اس وقت بلوائیان مصر کا بہانہ تھا۔ ایک ہزار بلوائیوں کے مقابلے میں ہزاروں مدینہ کے بسنے والے چوڑیاں پہنے گھروں میں بیٹھے رہے اور تین روز تک خلیفہ عثمان کی لاش پڑی رہنے دی۔ اگر خلافت کو اتنی اہمیت تھی کہ رسولؐ بے گور وکفن پڑا رہے اور خلافت سازی پہلے ہوجاوے، تو یہ اہمیت خلیفہ عثمان کے وقت کیوں جاتی رہی؟ سات روز تک امت بے خلیفہ رہی۔ ساری ہائے واویلا خلافت علیؑ کے بعد ہوئی۔ لاش عثمان پر کون رونے آیا؟ یہ سب تاریخ کے کھلے واقعات ہیں دھاندلی جو چاہے کرو۔ کتاب خدا جلائی گئی، صحبت رسولؐ کی یہی عزت تھی کہ آپس میں جوتی پیزار، ردوقدح، مار پیٹ کے مظاہرے شروع ہوگئے، کسی صحابی کی زدوکوب سے پسلیاں توڑ دی گئیں۔ کسی صحابی کو

اتنا پیٹا کہ مرض فتق ہو گیا، کوئی شہر بدر کیا گیا اور کسی صحابی کی مونچھیں اُکھیڑی گئیں، کسی کو دھوکے سے شب کو قبیلہ والوں نے بے خبری میں قتل کیا، اور اسی شب اس کی بی بی سے اس کے شوہر کی پھڑکتی ہوئی لاش کے سامنے بجبر زنا کیا گیا۔ عترت رسولؐ کا یہ پاس کیا کہ سیدہؑ کے گھر جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کی گئیں، دروازہ رسول زادی پر اس طرح سے ڈھکیلا کہ شکم میں جناب محسن کی شہادت ہوئی۔ علیؑ کی گردن میں رسن ڈالی گئی خمس حق اولا درسولؐ بند کیا گیا، باغ فدک چھین کر اولا درسولؐ کو فاقہ کشی میں مبتلا کر دیا۔ تاریخیں ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ اس آپادھاپی اور ہڑبونگ میں جب کہ ملک میں مارشل لا جاری ہو، رسولؐ کے پروگرام کا پورا کرنے والا، رسولی مشن کا چلانے والا رسہ کشی و جنگ میں مبتلا ہوتا تو خود کو قتل کراتا اور منافقت کے سیلاب میں بے مزاحمت وروک ٹوک ارتداد کا باعث ہوتا اور آواز حق بلند کرنے والا بھی نہ رہتا۔

علیؑ نے وہی کیا جو غار حرا کے بیٹھنے والے نے کیا۔ خاموش مقابلہ ترک موالات کے ساتھ دین حق کی خاموش تبلیغ۔ ابتدائے رسالت میں جیسے رسولؐ کے لئے شعب ابی طالب کی قید تھی ایسی ہی علیؑ گھر میں مقید دین حق کی تبلیغ کرتے رہے۔

(۱۳۶)

اسلامی رواداری

علیؑ نے تینوں خلافتوں میں اپنے دشمنوں سے ان کی بھلائی کے موقع پر شرکت واعانت میں دریغ نہیں کی اور عملی اسلامی رواداری کا ثبوت دیا، ان کی مخالفانہ رفتار سے الگ رہے۔ یہ اس بات کی تعلیم تھی کہ جب دشمنوں میں گھِر جاؤ، مقاصد واصول کی تبلیغ دشوار ہو، اس وقت بہترین طریقہ تبلیغ یہی ہے کہ اچھائیوں میں تائید وشرکت کرو اور برائی میں عدم تعاون کرو۔

(۱۳۷)

جمہوریت واسلام

جمہوریت کو اسلام سے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے۔ کیا کوئی نبی جمہور کے ووٹ سے منتخب ہوا۔ خود رسولؐ کیا جمہور کے ووٹ سے منتخب ہوئے، دعوت ذوالعشیرہ میں رسولؐ کا کس نے ساتھ دیا بجز جناب خدیجہ اور علیؑ مرتضیٰ؟ کس نے سب سے پہلے نماز پڑھی، رسولؐ نے کس قول وفعل سے جمہوریت کی تائید کی۔ منسوب کردہ احادیث وآیات کا جواب ہماری کتاب ''جمہوریت واسلام'' میں دیکھو۔ رسول تو جمہوریت مٹانے آئے تھے۔ ''قصیٰ'' نے قریشی کانگریس کی بنیاد ڈالی اور اسی سے اُن کو شہرت ہوئی، کیوں کہ وہ امن وامان کے ضامن تھے۔ اس وقت سردار ورئیس ووٹ اور عرب کی کثرت رائے سے منتخب ہوتا تھا۔[۱]

رسولؐ نے اس جمہوریت کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اپنی ذات کو رائے عامہ کے خلاف پیش کیا۔ جمہوریت ایسی خطرناک شئے تھی جس سے ارسطو جیسی ہستی نے کانوں پر ہاتھ دھرے اور کہا: ''میرے خیال میں شخصی حکومت جمہوری حکومت سے بہتر ہے۔ بشرطیکہ بادشاہ عادل ہو، نیک منش، بردبار اور نفسانی خواہشات سے پاک ہو۔'' خود ''خضری'' نے اعتراف کیا ہے کہ سب سے اچھا طریقہ یہی تھا کہ خلیفہ اپنے مرنے سے پہلے ولی عہد مقرر کرے، کیوں کہ یہ اس اختلاف کو دور کرے گا جو منتخب شدہ امام کی خودروی سے امت کے لئے تباہ کن ہوگا۔

سقیفہ میں اصحاب کا اجتماع ہو کر ووٹنگ ہوتی ہے، علیؑ اور اتباع علیؑ خاموش گھر میں بیٹھتے ہیں اور علانیہ دربار خلافت میں جمہوریت کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔ ہر سہ خلافتوں میں ان کے احتجاجات تاریخوں میں دیکھو۔ عہد قبل از اسلام کی مردہ تاریخ کی پیروی کرنے والوں سے ہمیشہ مقاطعہ کیا، گردن میں رسی بندھوائی، قتل کی اور گھر جلنے کی دھمکیاں سہیں، اموال کی ضبطی ہوئی، لیکن

---

(۱) تاریخ خضری

اس جمہوریت کی تائید نہ کی۔ یہی حال ان کی اولاد کا رہا۔ تاریخ کے نہ بھولنے والے مظالم سب جھیلے، لیکن جمہوریت سے تعاون نہ کرنا تھا، نہ کیا۔

(۱۳۸)

جمہوریت کے نقائص

ہماری کتاب ''جمہوریت واسلام'' میں مفصل بحث موجود ہے لیکن اجمالاً یہ ہے کہ ''ووٹنگ میں ہمیشہ دیکھا جاتا ہے کہ روز تمام عالم کی جمہوریتوں میں تجربہ اور مشاہدہ گواہ ہے کہ ووٹ انھیں لوگوں کو ملتے ہیں جو رائے عامہ کو زر پاشی، مکاری، دھوکہ دہی، حلقۂ احباب کی وسعت، چالبازی، چرب زبانی، پرزور و پروپگنڈے سے مسخر کرسکے۔ آج یوروپ وامریکہ بلکہ دنیا بھر کا گوشہ گوشہ کھلی ہوئی مثالیں ہیں جو تفرق وانتشار و پارٹی بازی اور اکثر جرائم کی بنیاد ہیں۔ جذبات انتقامی کو کہیں بھڑکاتے، کہیں غلط الزامات واتہامات لگا کر طرف مقابل کی ہر دل عزیزی کو مٹاتے ہیں۔ ایسی جمہوریت کو استحقاق وقابلیت وحق پرستی سے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہوتا ہے۔ اسلام جو حق پرستی، تبلیغ حق وصداقت ورواداری، محبت واخلاص کے لئے آیا تھا اس میں ایسی گندہ چیز کی کہاں گنجائش تھی۔ جمہوریت بھی شہنشاہیت واقتدار کا نام ہے جو شخصیت سے بدرجہا زائد مکار اور خودغرضوں، اقتدار پرستوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اسلام تو شہنشاہیت وغلط مادی اقتدار کا دشمن ہے، پھر جمہوریت کی کب تائید کرسکتا ہے؟

خلافت رسول میں کیا ہوا؟ تیم وعدی، بنی امیہ کی بنی ہاشم سے دیرینہ عداوتیں اور باہمی اتحاد نے بنی ہاشم کو ہمیشہ کے لئے شکست دی۔ سقیفہ ہی میں بنی ہاشم کو دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکا۔ کوئی بتادے سقیفہ میں جو جمہوریت قائم کی جارہی تھی اس میں کتنے بنی ہاشم تھے، بنی عباس کا کون نمائندہ تھا، بنی امیہ کا سب سے بڑا نمائندہ ابوسفیان کب شریک تھا، بیرونجات کے عرب کا کون نمائندہ تھا۔ زیاد بن لبید حاکم حضرموت کے دربار کی گفتگو تاریخوں میں پڑھو۔ حارث بن

سراقہ، اشعث بن قیس کندی، حارث بن معاویہ، عرفجہ بن عبداللہ کی بحثیں خلافت سے انکار پر دیکھو، کندہ پارٹی کی سول نافرمانی کو دیکھو۔ کیا اس کا نام جمہوریت ہے؟

جناب ابوبکر وعمر سے حضرت علیؑ کا فرمانا کہ تم نے خلافت حاصل کرنے میں بڑی جلدی کی۔(۱) اس کا کھلا ہوا کیا مطلب تھا؟ اس ووٹنگ میں دوادوش و پروپگنڈہ کتنا ہوا تھا؟ بعد وفات جناب عمر مجلس شوریٰ کی ہیئت ترکیبی کن ممبروں سے ہوئی تھی اور ان ممبروں کو بجز شخصی انتخاب کے رائے عامہ سے کب منتخب کیا تھا؟ سب ممبر نامزدگی حکومت سے معین ہوئے تھے۔ علیؑ کا نام مصلحت سے رکھا تھا تاکہ کثرت رائے سے شکست ہونا تو لازمی ہے، پھر ایک مخالف جمہوریت کو کیوں موقع احتجاج کا دیں۔ علیؑ کو اپنے نام سے اختلاف کا چارہ نہ تھا۔ متفقہ طور پر شہرت دی جاتی کہ علیؑ اپنی خلافت سے دست بردار ہوچکے، وہ کوئی حق خلافت نہیں رکھتے، نہ دعوے دار ہیں، وہ باوجود انتخاب خلیفہ ثانی انکار کررہے ہیں۔ تاریخوں میں دیکھو۔ عبدالرحمن بن عوف صدر کمیٹی شوریٰ مدینہ میں لشکری سرداروں اور اپنے رفیقوں سے ملاقات کرکے پروپگنڈا کرتے رہے کہ جناب عثمان کو ووٹ دیا جاوے۔ کیا علیؑ مدینہ میں رہتے ہوئے، اس پروپگنڈے سے بے خبر تھے۔ عبدالرحمن نے ابن زبیر سے کہا کہ عبدمناف کے گھرانے میں خلافت نہ جانے پاوے، انھوں نے کہا کہ میرا ووٹ علیؑ کے لئے ہوگا۔ سعد سے کہا کہ ہم تم عزیز ہیں اس لئے ووٹ ہم کو دینا، انھوں نے منظور کرلیا۔(۲) اسی سازش سے اس وقت بھی علیؑ محروم رہے۔

(۱۳۹)

علیؑ پر خلافتی پہرے

امام شعبی ناقل ہیں کہ جناب عمر نے قریش کو مدینہ میں نظر بند کردیا تھا جس سے قریش کی جان پر آبنی تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے امت کے لئے سب سے زائد جس خطرے کا اندیشہ ہے،

---

(۱) الامامة والسیاسة (۲) تاریخ خضری

وہ تم لوگوں کا دوسرے شہروں میں منتشر ہونا ہے۔ایک شخص قریش میں کا (غالباً حضرت علیؑ) نے کسی جنگ میں شرکت کی اجازت چاہی تو جناب عمر نے فرمایا: ''رسولؐ اللہ کی ہمراہی میں تم نے جو جنگیں کی ہیں وہ بہت کافی ہیں، اس میں بہتری ہے کہ نہ تم دنیا کو دیکھو، نہ دنیا تم کو دیکھے۔ یہ پالیسی حضرت عمر کی صرف قریشی مہاجروں کے ساتھ تھی، اہل مکہ وغیرہ اس سے مستثنیٰ تھے۔ (۱)

(۱۴۰)

علیؑ کے قتل کی سازش

خالد بن ولید کو دربار خلافت سے قتل علیؑ پر مامور کیا جاتا ہے، لیکن وہ ناکام رہتے ہیں۔ (۲)
معاویہ عمر عاص کو مصر کی لالچ دلا کر قتل علیؑ کی سازش کرتے ہیں۔ (۳)

(۱۴۱)

سیرت خلفاء پر عمل کرنے سے انکار

رسولؐ خدا نے وقت وفات قلم دوات کاغذ وصیت لکھنے کے لئے مانگا، جناب عمر نے یہ کہہ کر کہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے، رسول شدت مرض سے ہذیان بک رہے ہیں، کاغذ قلم دوات نہ دی۔لیکن تھوڑی مدت گذرنے پر وہ قرآن بوسیدہ ہوگیا۔ جناب عمر کی وفات کے بعد مجلس شوریٰ میں خلافت کا ہدیہ علیؑ کو پیش ہوتا ہے، اس شرط سے کہ سیرت خلفاء سابق پر عمل کیا جائے۔علیؑ صاف انکار کر دیتے ہیں اور قرآن وسنت نبوی پر عمل کرنے کے سوا کوئی اقرار نہ کیا۔اس وقت سیرت رسولؐ وقرآن پر سیرت خلفاء کو ترجیح دی گئی اور ''حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ'' کو بھلا دیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ سیرت خلفاء خلاف سیرت رسول اور قرآن تھی ورنہ اس شرط لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ پھر بھی شرط خلافت جناب عثمان کے بعد پیش ہوئی۔اس وقت بھی علیؑ نے صاف انکار کر دیا۔ (۴)

---

(۱) شرح ابن ابی الحدید، تاریخ کامل جلد۔ ۷ (۲) مناقب فاخرہ، مناقب ابن شہر آشوب، شرح ابن ابی الحدید (۳) عقد الفرید، تذکرہ خواص
(۴) تاریخ الخلفاء صواعق محرقہ، مسند احمد

(۱۴۲)

وفات سیدہؑ کی مصیبت

وفات رسولؐ کے بعد سیدۂ عالم پر دروازہ ڈھکیلا گیا جس سے جناب محسن شکم سیدہؑ میں شہید ہوگئے۔ (۱) پچھتر روز بعد رسولؐ کے سیدہؑ کی بھی وفات ہوئی۔رسول زادی کو نہایت خاموشی سے شب کی تاریکی میں علیؑ اور بنی ہاشم نے سپرد خاک کیا اور حسب وصیت سیدہؑ خلافت میں اطلاع نہیں کی۔ (۲)

(۱۴۳)

مُحسنِ اعظم

جس وقت رسولؐ کے بعد یہ حالت ہو رہی تھی کہ جناب عمر کو حضرت ابوبکر کا صاف حکم مل چکا تھا کہ علیؑ بیعت نہ کریں تو قتل کر دو، ان کا گھر جلا دو۔ (۳) مالک بن نویر صحابی رسول خالد بن ولید کے ہاتھوں قتل کئے جا چکے تھے۔ابن مسعود صحابی کی پسلیاں توڑی جا چکی تھیں (۴) ابوذر غفاری صحابی جلیل القدر شہر بدر کئے گئے تھے۔ (۵)

شراب میں پانی ملا کر اصحاب کو پلایا جا رہا تھا۔ (۶)

جناب عثمان کے لئے بی بی عائشہ کا فتویٰ قتل ہو چکا تھا۔ (۷)

قرآن مجید بحکم جناب عثمان جلائے جا رہے تھے۔ (۸) بیت المال عزیز واقارب پر جناب عثمان لٹا رہے تھے۔تمام حکومتیں صوبوں کی عزیزوں پر تقسیم ہو رہی تھیں، جس کی وجہ سے جناب عثمان

---

(۱) ملل ونحل (۲) صحیح مسلم (۳) عقد الفرید (۴) معارف، استیعاب، نہایہ
(۵) تاریخ خمیس، تاریخ ابن خلکان، شرح مشکوٰۃ طیبی (۶) فتح الباری ص۔ ۲۲ ۳ و ۲۴ ۱ ۲، مسند ابوحنیفہ، مستطرف جلد۔ ۲ ص ۶۱۸
(۷) استیعاب، تاریخ واقدی، انسان العیون، تذکرہ خواص
(۸) صحیح بخاری جلد۔ ۶ تاریخ خمیس جلد۔ ۲، صواعق محرقہ، تفسیر اتقان، مشکوٰۃ (شریف)، فتح الباری، نہایۃ العقول، استیعاب، معارف

سے بغاوت ہوئی اور قتل ہوئے، اس دور فتنہ وفساد میں اور علیؑ و بنی ہاشم کی پر خطر زندگی میں علیؑ ہی وہ محسن اعظم ہے جس نے اپنے دشمنوں پر بھی ہمیشہ احسان کیا، خلافتوں کی ہر بھلائی میں شریک رہے، جب ان سے مشورہ لیا گیا کبھی سچے مشورہ دینے سے دریغ نہیں کیا۔ جناب عثمان پر جب یورش ہوئی علیؑ ہی کی وہ ذات تھی جو ایک طرف جناب عثمان کو مشورے دیتے اور دوسری طرف باغیوں کو سمجھاتے، یورش روکتے۔ جب جناب عثمان کا گھر محصور ہوا علیؑ ہی نے اپنے دونوں فرزندوں امام حسنؑ وامام حسینؑ کو حفاظت کے لئے مقرر کیا، آب وطعام پہنچایا۔ تاریخیں گواہ ہیں، علیؑ نے کبھی انتقامی جذبہ سے کام نہیں لیا، دشمنوں پر بھی احسان کیا۔

(۱۴۴)

معلّم اخلاقیات

جناب ابوذرؓ صحابیِ رسولؐ شام میں معاویہ کی سرمایہ داری اور عیش پرستی پر ٹوکتے رہتے تھے۔ معاویہ نے ان کی شکایت جناب عثمان کو لکھی۔ بوڑھا صحابی نظر خلافت میں مجرم ثابت ہوا، شام سے بلا کر مقام ربذہ میں جو ویران وریگستان تھا، شہر بدر کئے گئے۔ حکومت کی طرف سے عام اعلان ہوا: ''کوئی ابوذر کو رخصت کرنے نہ جائے، ابوذر ربذہ روانہ کئے گئے۔ وزیر اعظم مروان ساتھ ہیں تا کہ کوئی ابوذر سے ملنے نہ پاوے۔ علیؑ اور ابن عباس، امام حسنؑ، امام حسینؑ، مقداد، عمار یاسر، حکومت کی نافرمانی کرتے ہوئے رخصت کرنے آئے۔ مروان وزیر اعظم نے کہا تم لوگ خلیفہ کے حکم سے سرتابی کرنے آئے ہو۔ علیؑ نے مروان کے اونٹ کو کوڑا مارا اور بے اعتنائی سے آگے بڑھ گئے۔ یہ مختصر گروہ صحابی رسول کو رو رو کر رخصت کر رہا تھا۔ علیؑ ابوذر کو سمجھا رہے تھے: ''اے ابوذر! تو ان لوگوں سے خوشنودیٔ خدا کے لئے بیزار تھا، خدا ہی سے اس کے معاوضہ کی امید رکھ۔ یہ لوگ تجھ سے اس لئے ڈرتے تھے کہ کہیں تیری کھری باتوں سے دنیا ان کے ہاتھوں سے نہ نکل جائے اور تو ان سے اس لئے خائف تھا کہ تیرا دین محفوظ رہے۔ جس چیز سے تو خائف تھا، وہ

انھیں کے ہاتھوں میں (یعنی دنیا کو) چھوڑ دے اور اُس چیز کے لے کر بھاگ جا (یعنی دین کو)، اگر تو ان کی دنیا کو قبول کر لیتا تو وہ تیرے دوست بن جاتے اور اگر دنیا داری پر ان کو قبول کر لیتا تو وہ سب تجھ کو اپنی پناہ میں لے لیتے۔''

علیؑ نے کس خوبی سے سول نافرمانی اور فلسفۂ ترک موالات کا سبق دیا ہے۔

(۱۴۵)

علیؑ سے بیعت

ذی الحجہ ۳۵ھ میں بعد قتل عثمان علیؑ سے بیعت کی گئی تمام اصحاب نے بیعت کی تھی کہ طلحہ وزبیر بھی شامل بیعت تھے۔ علیؑ اپنی بیعت پر راضی نہ تھے، مجبور کر کے اور قتل کی دھمکی دے کر مہاجرین وانصار نے بیعت کی۔ (۱)

(۱۴۶)

بیعت شکنی

۳۶ھ میں طلحہ وزبیر نے بیعت علیؑ کے بعد مکہ کا سفر کیا اور علیؑ کو قتل جناب عثمان کا سازشی قرار دے کر بیعت شکنی کی اور ام المومنین عائشہ کو قصاص خون عثمان کے لئے ابھارا، بصرے میں فوج کشی کی، جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے۔ اٹھارہ ہزار عائشہ کی طرف سے اور ایک ہزار لشکر علیؑ سے قتل ہوئے، طلحہ وزبیر بھی مارے گئے۔ نو سو صحابی رسول علیؑ کے لشکر میں تھے۔ (۲)

(۱۴۷)

جَملیوں کو نصیحت

علیؑ نے عائشہ وطلحہ وزبیر کو خط لکھا: ''اے طلحہ وزبیر تم جانتے ہو مجھ کو بیعت پر مجبور کیا گیا۔

---

(۱) تاریخ طبری، تاریخ واقدی، تاریخ ابن ہشام، مناقب خوارزمی (۲) تذکرہ خواص، تاریخ کامل، تاریخ طبری، تاریخ ابوالفدا

بیعت لینے پر تم دونوں نے بخوشی میری بیعت کی۔ اب خدا سے توبہ کرو اور بیعت پر واپس آؤ۔ اگر تم نے بکراہت بیعت کی تھی، تو ظاہری اطاعت اور باطنی نفاق معصیت ہے۔''

عائشہ کو لکھا تھا: ''تمھارا گھر سے نکلنا معصیت خدا و رسولؐ ہے۔ عورت کو مرد پر چڑھائی کرنا جائز نہیں ہے۔ ابھی چند روز پیشتر مجمع اصحاب میں تم کہتی پھرتی تھیں عثمان کی نسبت کہ اس نعثل کو قتل کرو، یہ کافر ہے۔ آج عثمان کے خون کا مطالبہ کرنے کھڑی ہوئی ہو۔ خوف خدا کرو اور گھر پلٹ جاؤ۔''[۱]

(۱۴۸)

زبیرؓ کو زبانی نصیحت

بصرہ میں پہونچ کر علیؑ نے زبانی زبیر سے کہا: ''کیا تم نے رسولؐ خدا سے نہیں سنا تھا وہ تم سے فرماتے تھے کہ تو علیؑ سے لڑے گا اور اس وقت تو ظالم ہوگا۔'' زبیر نے قسم کھا کر کہا: ''بے شک رسولؐ نے فرمایا تھا، لیکن میں کیا کروں اب فوج سے نکلنا میرے لئے عار ہے۔'' علیؑ نے کہا: ''پلٹ جا باوجود عار ہونے کے عار اور جہنم کی آگ کو جمع نہ کر۔''[۲] بدترین ذلت اس بڑی سی عزت سے علیؑ کی نظر میں بہتر ہے جو جہنم کا مستحق بنادے۔

(۱۴۹)

احسان مرتضوی کا بہترین مظاہرہ

جب بی بی عائشہ کا ہودج گرا، اور لڑائی علیؑ کے حق میں فتح ہوئی، تو جناب امیرؑ نے فوری ان کے بھائی محمد بن ابوبکر کو حکم دیا: ''ہودج میں سر ڈال کر دیکھو، عائشہ کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی؟'' اور بکمال عزت عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان میں ٹھہرایا اور نہایت احترام سے مدینہ پہنچایا جس کو خود عائشہ بقسم اقرار کرتی تھیں کہ علیؑ نے میری بڑی عزت کی۔[۳]

---

(۱) شرح ابن ابی الحدید، تذکرہ خواص (۲) تذکرہ خواص (۳) تذکرہ خواص، تاریخ کامل، تاریخ طبری، تاریخ ابوالفدا

(۱۵۰)

قتل عثمان کا دوسرا الزام

جنگ جمل سے سات ماہ بعد ۳۶ھ میں عمر عاص بھی بیعت شکنی کر کے شام پہونچے اور امیر معاویہ قصاص خون عثمان کے لئے کھڑے ہوئے۔ صفین کی لڑائیاں امیر المومنینؑ سے شروع ہوگئیں۔ جناب عمار یاسر صحابی مقدس رسولؐ اور سیکڑوں صحابی ان لڑائیوں میں قتل ہوئے۔ معاویہ کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج تھی اور امیر المومنینؑ کے ساتھ نوے ہزار کی فوج تھی جن میں ایک ہزار آٹھ سو صحابی شامل تھے۔ اس لڑائی میں ستر ہزار شامی مارے گئے اور ستر لڑائیاں ہوئیں۔[۱]

(۱۵۱)

خونریزی کی روک

علیؑ نے معاویہ کو بار بار خونریزی سے روکا۔ کمیل ابن زیاد کی معرفت پیغام بھیجا کہ کیوں بے گناہوں کو قتل کراتا ہے۔ میدان میں نکل، ہم اور تو آپس میں لڑ لیں۔ معاویہ نے منظور نہ کیا اور مسلمانوں کا خون پانی کی طرح سے بہہ گیا۔ عمار یاسر ایسا بزرگ صحابی شہید ہوگیا جس کے حق میں رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا۔[۲]

(۱۵۲)

کرامت نفس

عمر عاص کو معاویہ نے خط لکھ کر جب شرکت جنگ کی دعوت دی اس وقت یہ حضرت فلسطین میں تھے۔ جواب خط میں عمر عاص نے گمراہ باطل پرست کہتے ہوئے فضائل علیؑ کا دفتر کھول دیا تھا، لیکن حکومت مصر کے لالچ نے بہلا کر وزیر حرب معاویہ کا بنادیا اور آپ ہی کی چالیس معاویہ

---

(۱) تذکرہ خواص، شرح ابن ابی الحدید، تاریخ کامل، تاریخ طبری، ابوالفداء (۲) تاریخ واقدی، صحیح مسلم، صحیح بخاری، طبقات، تذکرہ خواص

شاہی کا اساس تھی۔ باوجود اس کے دھوکے میں علیؑ سے لڑنے نکل آئے۔ جب علیؑ کے نیزے کی معمولی جھڑپ سے زمین پر گرے، تو موت سامنے دیکھ کر جان بچانے کے لئے ننگے ہوگئے۔ علیؑ نے بے ستر دیکھ کر اپنی کرامت نفس سے منہ پھیر لیا اور دشمن کو جان بچا کر بھاگنے کا موقع دیا۔

(۱۵۳)

علیؑ پر پانی کی بندش

۳۷ھ میں جنگ صفین کی بنیاد پڑی۔ معاویہ نے فوجوں سے دریا کا گھاٹ روک لیا اور فوج علیؑ پر پانی بند کر دیا۔ علیؑ نے فرزند رسولؐ امام حسینؑ کو فوج دے کر بھیجا۔ اس شاہزادے کی یہ پہلی جنگ تھی جس نے لڑ کر گھاٹ چھین لیا اور فوج معاویہ کو بھی پانی پینے کی اجازت دی۔

(۱۵۴)

علیؑ کی فتح عمر عاص کی چال سے شکست

آخری لڑائی نے ایک شبانہ روز مسلسل فیصلہ کن جنگ کی صورت اختیار کی۔ معاویہ کی فوج کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ عمر عاص نے فوری یہ چال کی کہ قرآن مجید نیزوں پر بلند کئے، جیتی ہوئی لڑائی علیؑ کی روک دی۔ مالک اشتر علم دار علیؑ نے ہر چند فوج کو اپنی للکارا، عراقیوں نے لڑنے سے انکار کر دیا اور ثالثی سے فیصلہ کو منظور کر لیا۔ علیؑ کو قتل و بغاوت کی دھمکیاں دیں۔ علیؑ اس ثالثی سے انکار کرتے ہوئے واپس ہوئے۔ (۱) امیر معاویہ کو اس لئے علیؑ پر غلبہ ہو گیا کہ معاویہ ہر حیلہ سے اپنا کام نکالتے، وہ حیلہ حلال ہوتا یا حرام۔ کیوں کہ معاویہ کو نہ دین کی پرواہ تھی نہ دنیا کی، نہ خدا کا خوف تھا اور حضرت علیؑ کسی ناجائز حیلہ کو کبھی کام میں نہ لاتے تھے۔ (۲)

---

(۱) تاریخ واقدی، تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ ابوالفداء، تذکرہ خواص (۲) محاضرات

(۱۵۵)

معاویہ کی جان بچی، علیؑ کے مصائب میں اضافہ ہوا

۳۷ھ میں بارہ ہزار خوارج شیث ابن ربعی اور عبداللہ بن کوا کی سرکردگی میں اس صلح کے خلاف جو جنگ صفین میں ہوئی تھی، علیؑ سے جنگ کرنے نہروان میں نکلے، ابن عباس نے ہر چند سمجھایا، خود امیر المومنینؑ نے سمجھایا، کسی طرح سے انھوں نے نہ مانا، یہ گروہ اشتراکیت کا حامی تھا۔ آخر میدان جنگ گرم ہوا اور سب نہروانی قتل ہوئے علیؑ کی فتح ہوئی۔ (۱)

(۱۵۶)

معاویہ کا گورنرانِ علیؑ سے برتاؤ

معاویہ مستقل و بے مزاحم حاکم شام ہو گئے۔ ۳۸ھ میں مالک اشتر گورنر مصر کو زہر دے کر شہید کیا۔ پھر مصر میں معاویہ بن خدیج کی سپہ سالاری میں فوج لے کر چڑھائی کی، جس نے جناب محمد بن ابوبکر گورنر مصر کو گرفتار کیا، وہ جناب روزے سے تھے، پیاس کی شدت سے پانی طلب کیا، معاویہ نے پانی نہ دیا اور پیاسا شہید کیا اور گدھے کی کھال میں سی کر آگ میں جلا دیا اس وقت (سے) ام المومنین عائشہ ہمیشہ معاویہ پر لعنت کرتیں اور بھنا ہوا گوشت کھانا ترک کر دیا تھا۔ (۲)

(۱۵۷)

معلّم الٰہی

جس وقت رسول کی پیشین گوئی پورے طور پر کارفرما تھی، دنیا کا امن و امان فتنہ و غارتی سے برباد ہو چکا تھا۔ ہمسایہ قوتیں لٹیرے عربوں سے خوف و ہراس میں تھیں۔ قیصریت و کسرویت جوش پر تھی۔ حجاز ہو یا شام اسلام ایک ہی رنگ میں رنگ گیا تھا۔ اس وقت علیؑ کی سرپرستی میں علماء کا

---

(۱) تاریخ واقدی، تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ ابوالفداء (۲) تاریخ واقدی، تاریخ طبری، تذکرہ خواص

ایک گروہ تیار ہو رہا تھا جو سارے عرب میں علم کی روشنی پھیلا رہا تھا۔ دور دراز ملکوں سے لوگ مسائل پوچھنے آرہے تھے اور جواب حاصل کر کے تسکین حاصل کر رہے تھے۔ یہود، نصاریٰ، مجوس، دہریہ، شنویہ، ہر مذہب وملت کے علماء آتے اور مشکل ترین مسائل حل کراتے۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے مملو ہے۔ خود اصحاب رسولؐ اور دربار خلافت سے حلال مشکلات کی طرف مشکل رجوع ہوتی۔ جناب عمر تو علی الاعلان فرماتے تھے کہ ''اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا'' اور کبھی فرماتے: ''اگر علیؑ تم نہ ہوتے تو عمر رسوا ہو جاتا''، کبھی فرماتے: ''خداوندا مجھ کو ایسے مشکل کے وقت باقی نہ رکھنا جس کے حل کے لئے علیؑ نہ ہوں۔'' کبھی فرماتے: ''یا علیؑ! خدا مجھ کو تمہارے بعد باقی نہ رکھے۔'' اور کبھی فرماتے: ''خداوندا ایسی مشکل میں مجھ کو گرفتار نہ کرنا جس میں علیؑ میرے پہلو میں نہ ہوں۔'' کبھی فرماتے: ''میں ایسی قوم میں زندگی سے پناہ مانگتا ہوں جس میں ابوالحسن نہ ہوں۔''[1]

معاویہ ایسے دشمن سے بھی جب مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے بھی کہا کہ علیؑ سے جا کر پوچھو جن کو رسولؐ نے اچھی طرح پڑھایا ہے اور وہ نسبت دی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ خود عمر بن خطاب بھی مشکلوں کو علیؑ سے حل کراتے تھے۔[2]

(۱۵۸)

کوفہ کو دارالخلافہ بنانے میں علیؑ کی سیاست دانی

رسول کا سچا پیرو مدینہ کو اُسی طرح سے چھوڑتا ہے اور کوفہ کو بساتا ہے جس طرح سے رسولؐ نے مکہ چھوڑ کر مدینہ بسایا جس کے حسب ذیل مصالح تھے:

(۱) علیؑ مکہ اور مدینہ کو دارالحرب اور سیاسی مرکز نہ بنانا چاہتے تھے۔ اس کی روحانی مرکزیت کو باقی رکھنا چاہتے تھے۔ مدینہ منورہ عہد خلافت میں سیاسی مرکزیت حاصل کر چکا تھا، لہٰذا

---

(۱) ریاض النضرہ، تفسیر کبیر، استیعاب، مختلف الحدیث، مناقب خوارزمی، فصول المہمہ، ذخیرۃ المال، مطالب السؤل، تاریخ الخلفاء، ربیع الابرار، صواعق محرقہ، اسعاف الراغبین، تہذیب التہذیب، اصابۃ، شرح تقریب، دارقطنی، اسدالغابہ

(۲) ریاض النضرہ، مسند احمد

علیؑ نے وہاں سے ہجرت کی۔

(۲) کوفہ کی مناسب آب و ہوا، موقع کی عمدگی، بری وبحری آسانیاں، حدود ایران سے قرب، ممالک خارجہ کی آمد ورفت، تجارتی منڈی ہونے کی وجہ سے مرکزیت، اکثر صوبجات پر بسہولت نظر ہو سکتی تھی۔ فوجی نقل وحرکت کے لئے فرات ودجلہ کی قربت تھی۔ مسیحؑ سے قبل یونانی سیاح ہیرودوش عراق کی زرخیزی دیکھ کر حیرت زدہ ہو کر اپنے سفرنامہ میں بے حد تعریف لکھ چکا ہے۔

(۳) کوفہ میں ابوموسیٰ اشعری ایسا مخالف موجود تھا۔ بصرہ بی بی عائشہ کے زیر اثر تھا۔ شام میں ایسا قوی دشمن موجود تھا۔ کوفہ وسط شام وحجاز ویمن وبصرہ میں تھا جس سے ہر طرف کی نگرانی آسان تھی۔

(۴) کوفہ، نینوا، بابل حیرہ ووسط اقوام قدیم کا دارالسلطنت رہ چکا تھا، بابل، اشوری، مکدانی فنیقی کا مرکز سلطنت رہا۔ وہاں کی قوم تمدن وتہذیب میں دیگر ممالک عرب سے زائد متمدن تھی، تجارتی منڈی ہونے کی وجہ سے دیگر اقوام کی آمدورفت تھی، اس لئے تبلیغ دین کا بہترین موقع تھا۔

(۵) علیؑ کو معلوم تھا کہ آئندہ اسلامی حکومت کوفہ کی ان کے نصیب میں ہے، ان کی خود شہادت بھی اسی سرزمین پر ہوگی۔ ان کی اولادوں کا خون ناحق یہیں بہایا جائے گا۔ یہیں کے قیدخانے ان کی اولاد سے بھرے جائیں گے۔ پس ظلم وستم کی داستانیں اور دنیاوی جبروت وشان کے مظاہروں کے ساتھ روحانی مرکزیت، مزاروں کی وجہ سے ان بے گناہوں کے کوفہ ہی میں ہونا چاہئے۔ روحانی خوشی کی اسی طرح سے نمائش ہو جیسے مادیت وعسکریت کی نمائش ہو۔

(۶) مسجد کوفہ وہ مسجد تھی جس کے متعلق امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ ''اس میں ہزار نبیوں، ہزار انبیاء کے وصیوں نے نماز پڑھی ہے۔''[1] علیؑ نے بھی اس نبیوں کی یادگار کو

---

(۱) من لایحضرہ الفقیہ، معجم البلدان

دار الحکومت بنایا۔

(۱۵۹)

اسلام میں جبر واکراہ نہیں ہے

آج مسلمان قرون اولیٰ کے محاربات پیش کر کے کتنا ہی فخر کریں اور نومسلموں کی مردم شماری وکثرت خصوص اور فتوحات کی بہتات پر کتنا ہی افتخار کریں، ہم تو ان فتوحات کو چنگیز وہلاکو، تیمور ونپولین کے فتوحات سے مختلف نہیں سمجھتے۔ نہ اسلامی مشن فتوحات کے لئے آیا تھا، نہ رسولؐ کی فتوحات جارحانہ تھی۔ تم کسی رسولی جنگ میں نہیں بتا سکتے کہ وہ مکہ کے قرب وجوار میں ہوئی ہو، بجز فتح مکہ کی جنگ کے اور وہ بھی دفاعی تھی۔ رسول جتنی لڑائیاں لڑے قریب مدینہ کے ہوئیں، جو صاف دلیل ہیں کہ کفار مکہ جب چڑھائی کر کے آئے تو رسولؐ نے مدینہ سے نکل کر دفاع فرمایا۔ رسولی مشن ناامنی، ملک گیری، غارت گری مٹانے کے لئے تھی، لیکن رسولؐ کے بعد جو جنگیں ہوئیں وہ قیصر وکسریٰ کی دولتوں کی لوٹ کے لئے تھیں۔ اگر مذہبیت وروحانیت ہوتی تو سب سے پہلے مبلغ بھیجے جاتے اور علمی واخلاقی خوبیاں پیش کرتے۔ ہمسایہ قومیں عربی لٹیروں سے غافل بیٹھی تھیں، یکا یک بھوکے اور قلانچ وحشی وجاہل عرب ان پر ٹوٹ پڑے۔ اسلام حقیقی کے لئے بے شک یہ ایک بدنما داغ تھا، عیسائی اور آریہ آج اپنے مذاہب کی تبلیغ کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں، لیکن یہ کہہ کر مسیحی غیر مسیحیوں پر فوجی دھاوے نہیں کرتے کہ تم عیسائی نہیں، اس لئے تم کو جینے کا حق نہیں ہے۔ لیکن قرون اولیٰ سے مسلمانوں نے بے شک اقوام عالم کے امن وامان کو ہٹا دیا تھا۔ **''لا اکراہ فی الدین''** جس مذہب کی اساس ہو اس کو تلوار وغارت گری کا دین ومذہب بنا دیا تھا۔

علیؑ نے باوجود اپنے حق دار خلافت ہونے کے تلوار اسی لئے ہاتھ میں نہیں لی کہ تلوار مذہب کے حق وباطل کا فیصلہ نہیں کرتی۔ دنیاوی جنگ میں اور اس میں کیا فرق ہوگا۔ خلافت ظاہری سے دست بردار ہو گئے اور جنگ نہ کی۔ معاویہ کو بھی خط کتابت اور وفود بھیج بھیج کر سمجھایا، جب

انھوں نے شام سے صفین میں فوج کشی کر دی، اس وقت علیؑ نے بڑھ کر روکا۔ بی بی عائشہ مکہ سے جب بصرے پہونچ لیں اس وقت علیؑ دفاع کے لئے نکلے اور رسولی شان دکھا دی۔ رسولؐ خدا اور علیؑ مرتضیٰ اور ان کی اولاد کی ہر جنگ کو دیکھو، باوجود کہ اپنی فوج کے لوگ بار بار مخالفین کی فوج کی زیادتیوں کی شکایتیں کرتے اور اجازت جنگ مانگتے، لیکن یہ حضرات برابر پیش دستی سے روکتے اور اسلامی اصول بتاتے کہ جنگ میں ہرگز دشمن پر پیش دستی نہ کرنا۔

رسولؐ نے کبھی اپنے کسی قول یا فعل سے ایسے لوگوں کی ہمت افزائی نہیں کی جو تلواریں لئے ملک ملک دوڑے پھریں، نہ امیر المومنینؑ نے ایسا کیا۔ لہٰذا بانی اسلام اور اس کے سپہ سالار پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کی غلط ذہنیت کی ذمہ داری اسلام پر ہرگز عاید نہیں ہوتی۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ خونخوار مسلمان اگر طمع دنیا کے لئے جنگ نہ کرتے تھے اور محض مذہبی جذبہ کارفرما تھا تو کم از کم اولاد رسولؐ کی سی مقدس ہستیوں کو نہ ستاتے۔ بات یہ تھی کہ وہ دوسروں کو جوان کی خودغرضیوں میں شامل نہ ہوں، زندگی کا حق دار ہی نہ سمجھتے تھے۔ خود رسولؐ خدا نے قریب وفات مجمع اصحاب میں خاص خاص اصحاب کو مخاطب کر کے مثل حذیفہ یمانی، ابوذر غفاری، علیؑ مرتضیٰ سے فرما دیا تھا: ''میرے بعد اصحاب مرتد ہو جاویں گے، ان کا عمل میری سنت پر نہ ہوگا، انسان صورت شیطان سیرت ہوں گے، لیکن تم اس وقت صبر کرنا، مال لُٹتے دیکھنا، اپنی پشتوں کو زخمی کرانا، لیکن مخالفت نہ کرنا۔ [1]

بعد اس کے کہ رسولؐ خدا اصحاب کی ہیئت کو اور دنیا پرست خلافتوں سے صاف بیان کر دیں، تو اب ان کے اعمال وبدکاریوں کا اسلام حقیقی پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ قومیں اسلام تو لائیں لیکن روح اسلام سے خالی، بقول رسولؐ انسان صورت شیطان سیرت رہیں۔

---

(۱) صحیح مسلم جلد۔ ۲، غنیۃ الطالبین، کنز العمال، مشکوٰۃ، تاریخ طبری، صحیح بخاری، تیسر القاری، جمع بین الصحیحین، مسند احمد، شرح مسلم

(۱۶۰)

معلم اقتصادیات

صحیح اقتصادی زندگی یہ ہے کہ زندگی کے ادوار میں انسان کم سے کم دنیاوی مشکلات میں مبتلا ہو اور اپنی زندگی کے مالی مشکلات میں دوسروں کے بالمقابل کم مبتلا ہو، بلکہ اگرچہ دنیا والے کیسے ہی مبتلا ہوں، لیکن یہ خوش حال و بے فکر ہو۔ تمام اقتصادی مشکلوں کا حل یہ ہے کہ:

(۱) مسرفانہ زندگی نہ کریں۔

(۲) قناعت ہو۔

(۳) بے کار نہ رہے۔

اب علیؑ کی تعلیم کو دیکھو، ہر سہ اصول میں کیا سبق دیئے ہیں، فرماتے ہیں کہ "اقتصادی تھوڑی پونجی کو بڑھاتا ہے، اقتصاد آدھی پونجی ہے۔"

(الف) دریا کے کنارے کھڑے ہیں اور پانی پیتے ہیں، جو بچتا ہے ظرف میں دریا ہی میں پھینک دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ اسراف ہے کہ ضرورت سے زائد پانی ضائع کر دیا جائے۔

کم قیمت، موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں اور لانبے (لمبے) دامن کاٹ کر فقیروں کی ٹوپیاں بنوا کر تقسیم کر دیتے ہیں۔

عام طور پر فرماتے ہیں کہ: 'حلالِ دنیا میں حساب ہے اور حرام میں عقاب ہے۔'

کبھی فرماتے ہیں: "آخرت کے روز حساب سے بچنا ہو، تو کم سے کم میں زندگی کاٹو۔"[1]

آپ فرماتے ہیں: "اسراف بڑی بڑی دولتوں کو فنا کر دیتا ہے۔"

(ب) علیؑ فرماتے ہیں:

قانع ننگا بھوکا ہو تب بھی غنی ہے۔

---

(۱) نہج البلاغہ

قناعت ایسا مال ہے جو کبھی کم نہیں ہوتا۔

فقر ایمان کی زینت ہے۔

قناعت کی زندگی شاہی کی زندگی ہے۔[1]

(ج) علیؑ کا ارشاد ہے کہ 'کنجوس فقیر ہونے میں جلدی کرتا ہے، جاہل کی دولت اس باغ کی مانند ہے جو گھورے پر ہو۔'[2] صاف ارشاد ہے کہ دولت کا صحیح مصرف نہ ہو اور روپیہ بے کار پڑا رکھنا ملکی و قومی افلاس کا موجب ہے۔ تمام اقتصادیات کا حل صرف مذکور قانون میں ہے۔ جو اُن پر حاوی ہو جائے وہ اقتصادیات کو حل کر سکتا ہے۔

(۱۶۱)

سیاست علوی پر غلط الزام

کہنے والے کہتے ہیں کہ علیؑ سیاست داں نہ تھے، ان کے عہد میں نا امنی (بدامنی) رہی۔ معترض کو تاریخ کی روشنی میں اس اعتراض کی حقیقت کو دیکھنا چاہئے۔ کسی شخص کی سیاست پر بحث کرنے سے پہلے اس کے ماحول پر نظر چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ مسلمانوں میں اختلاف علیؑ کے عہد میں ہوا ہوتا، تو اس کی ذمہ داری علیؑ پر عائد ہوتی۔ خلافت علیؑ سے بہت پیشتر زوروں پر اختلاف موجود تھا۔ پھر علیؑ غیر سیاسی نہیں ہیں، بلکہ وہ ہستیاں غیر سیاسی ہیں جن کے عہد حکومت میں زمانۂ جاہلیت کے دبے ہوئے فتنے جاگے۔[3] خود جناب ابوبکر کا خلیفہ ہونا تو اتحاد کو قائم نہ رکھ سکا، خود وہ اور ان کے جانشین لوگوں میں یک جہتی پیدا نہ کر سکے۔[4] جب کہ لوگوں کے دلوں میں نبوت کی دہشت اور سچا تدین باقی تھا اُسی وقت حضرت علیؑ خلیفہ ہو جاتے، تو آپ کی حکومت و سیاست کہیں بہتر و اعلیٰ ہوتی۔[5] خلافت اولیٰ ہی کے وقت سے صوبوں کی گورنریاں ایسوں کے ہاتھوں میں پڑ گئیں جو خود غرض ناخدا ترس، عیش پسند ظالم تھے۔ رعایا نے بھی وہی رنگ اختیار کر لیا تھا۔ جناب عثمان کے عہد کی

---

(۱) نہج البلاغہ (۲) نہج البلاغہ (۳) خضراوی (۴) کارلائل (کی کتاب اینڈ اولس آف میسوپٹیمیا) (الف) (۵) تاریخ جرجی (مورخ مسیحی)

ناامنی و پرآشوبی کی تو کوئی حد ہی نہ رہی تھی جوان کے قتل کا باعث بنی۔ حضرت علیؑ کو تو وہی ماحول ملا جس میں خلافت ثالثہ کی شعلہ ور آگ داخلہ کو جلا چکی تھی۔

(۱۶۲)

تاجدار سیاست

سیاست کیا ہے، وہ حیات انسانی کے اس شعبہ کا نام ہے، جو معاشرتی تعلقات کو اس غرض سے منظم واستوار رکھنے میں مصروف کار رہتا ہے تاکہ عدل وحریت کے جملہ حقوق کی نگہداشت رہے۔[۱]

اب تاریخ عرب کو دیکھو۔ عرب کا انتقامی جذبہ جونسلاً بعدنسل رہتا ہے اور عرب کی خصوصیات کا عنصر عظیم ہے۔ بنی تیم اور بنی عدی و بنی امیہ کے سرداروں کا بنی ہاشم سے قدیمی عداوت کا برتاؤ۔ امیرالمومنینؑ کے ہاتھوں ہرسہ مذکورہ قبائل اور دیگر قبائل کے سرداروں کا اسلامی جہاد میں قتل ہونا اور بعد رسولؐ علیؑ کا سردار قوم بنی ہاشم ہونا، انتقامی اور قصاصی جذبات کا مرکز بنا ہوا تھا۔ خصوصاً بنی امیہ دشمن جان بنی ہاشم کے تھے اور ابوسفیان نے اہل مکہ کو ہمراہ لے کر حضرت محمدؐ کے خلاف جنگ بدر واحد میں صف آرائی کی۔[۲]

امیر معاویہ کی ماں ابوسفیان کی بیوی ہندہ جو حضرت حمزہ اور حضرت علیؑ کو دن رات کوسا کرتی تھی، حضرت حمزہ کی انگلیاں کاٹ کر جس سے گلے کا ہار بنایا تھا اور ان کا پیٹ چاک کر کے جگر نکال کر چبایا تھا۔[۳]

ایسے دشمن جان قبیلہ کا برسر اقتدار ہونا اور معاویہ کی اتنی دشمنی کہ شہادت علیؑ کے بعد بھی وہ تنخواہ دار خطیبوں سے منبروں پر گالیاں دلواتا تھا اور کہا کرتا تھا، قسم بخدا، علیؑ کو گالیاں دلوانا ترک نہ کروں گا جب تک لڑکے اس عادت پر جوان نہ ہوجاویں اور جوان شیخ فانی نہ ہوجائیں، تاکہ دنیا

---

(۱) پرنس (۲) ایڈورڈ سل، خلفاء راشدین کی صفحہ۔۶۶ (۳) اروِنگ، گبن

میں علیؑ کی فضیلت کا بیان کرنے والا باقی نہ رہے۔[۱]

بعد رسولؐ خدا زمام حکومت انھیں دشمن خاندانوں کے ہاتھ میں آگئی تھی اور تینوں دشمن قبائل ایک دوسرے کی تائید کرنے لگے۔ تیسری خلافت کے وقت سخاوت کے دریا بنی امیہ کے گھروں کا رخ کر کے بہنے لگے تھے، تمام دولت وثروت واقتدار بنی امیہ کے گھروں میں سمٹ کر آگئی تھی اور رسولؐ واہل بیتؑ کے دشمن بنی امیہ مسند رسولؐ پر جم بیٹھے تھے۔[۲]

اس طوفان خیز ماحول میں علیؑ ہی میدان سیاست کا وہ تاجدار تھا جس نے عدل وحریت کے حقوق کی نگہداشت میں اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور خلافت ملتے ہی غادر وظالم حکام سلطنت کو ایک دم معزولی کا حکم بھیج دیا۔ ابن عباس نے بہت سمجھایا کہ معاویہ کی معزولی میں جلدی نہ کیجئے، علیؑ نے صاف جواب دیا کہ ''قانون الٰہی مکروفریب کو جائز نہیں رکھتا'' بے شک علیؑ بقول ''وولٹن'' ڈپلومیسی سے نفرت رکھتے تھے۔''

حریت وعدالت کا خون ہوتے علیؑ دیکھتے تو سیاست حقہ کا خون ہوجاتا، علیؑ نے دنیا کی مصیبتیں جھیلنا گوارا کیں، لیکن مستبداد اور جابروں کو معزول کرنے کی ٹھان لی اور اپنے فعل سے اعلان کردیا کہ یہ لوگ اسلام سے دور کا بھی لگاؤ نہیں رکھتے، اسلام کے نام سے اسلام کو کند چھری سے ذبح کررہے ہیں یہی توعین سیاست تھی جس کو ''انسائیکلوپیڈیا آف ایتھکس'' (Encyclopeadia of Ethics) میں بتایا گیا ہے۔ علیؑ کی زندگی حریت وآزادی کے قیام وبقا میں تاریخ سے نہ مٹنے والی داستانوں سے مملو ہے۔

(۱۶۳)

علیؑ اور خوارج

رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی نواصب وخوارج کی بنیاد پڑی۔ حیات رسولؐ کے منافق جن

---

(۱) فصائح کامنہ (۲) گبن

کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور جن کی شناخت عہد رسولؐ میں محض دشمنی علیؑ بن ابی طالب سے کی جاتی تھی۔[۱] رسولؐ نے ان کا نام ناکثین، مارقین، باغین رکھا تھا۔[۲]

بیعت کر کے توڑنے والے، ناکثین اصحاب جمل تھے اور علیؑ سے بغاوت کرنے والے صفین باغین تھے۔ انھیں لوگوں نے ۳۶ھ میں جنگ جمل کی اور ۳۷ھ میں جنگ صفین کی بنیاد ڈالی اور وفات رسولؐ پر خلافتیں قائم کیں اور مارقین نہروانی تھے جنھوں نے علیؑ کو ۴۰ھ میں مسجد کوفہ میں سجدہ کی حالت میں شہید کیا۔

(۱۶۴)

بنی ہاشم کے من حیث القوم خصوصیات

اہل تاریخ جانتے ہیں کہ بنی ہاشم کا وہ زریں سلسلۂ نسب تھا جو اپنے بزرگوں کے وقت سے نسل ابوطالب تک عرب کے ہر میدان میں سب سے نمایاں رہے، جو انسانی تہذیب وتمدن کی خدمات انجام دینے کے لئے تمام عرب میں مشہور تھے اور ہمیشہ قومی اتحاد کے ضامن تھے۔ عمالقہ، جرہم، جدیس، فراعنہ، کسدی، بابلیوں وغیرہ کے مقابلہ میں انتہائی جواں مردی کے ساتھ مقابلہ کیا، ایثار وقربانی کے محیر العقول مظاہرے کئے۔ ہمیشہ سرمایہ داری، مادیت وبہیمیت کی جنگ میں خود کو پیش کیا اور مزدورں، کسانوں، غریبوں، محتاجوں کی حفاظت کی۔ شداد، نمرود، فراعنۂ مصر، بخت نصر، دارا، اخسوبرس، ابرہہ وغیرہ وغیرہ کے پرآشوب زمانوں میں تمام ملک عرب، افریقہ میں اسی نسل پاک نے اور بنی ہاشم کے بزرگوں نے قوم کی نہایت دلیری سے نمائندگی کی اور کبھی تحفظ تمدن وتہذیب ومذہب میں خواہ کتنا ہی ان کے لئے تاریک، فیصلہ کن زمانہ گذرا ہو اور کیسے ہی عظیم الشان خطرات کا سامنا کرنا پڑا ہو بنی ہاشم کی قومیت دنیا کی دیگر اقوام کے سامنے ایک درخشاں تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وہ قوم تھی جس نے عالم بھر کی تہذیب وتمدن وعلوم میں رہبری کی۔ یورپ ہو

---

(۱) صحیح ترمذی (۲) طبقات، صحیح بخاری، صحیح مسلم

یا امریکہ وافریقہ، ہند ہو یا روس وایران، ہر خطہ کو علم وتمدن وتہذیب کا انھیں نے سبق دیا۔ تمام انبیاء اسی سلسلہ نجیبہ سے اُٹھے۔ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت محمد مصطفی یہ تمام انبیاء اولوالعزم اسی مقدس سلسلہ میں ہیں۔ ان کی شریعتیں، ان کی کتابیں آج تک تمام ربع مسکوں میں قابل احترام ہیں۔ ان کے افراد قدرتاً ذہین، طباع، محنتی تھے۔ انھوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں شاہراہ عمل کھولی۔ تجارت، زراعت، صنعت وحرفت کون سی ایسی شے ہے جس میں وہ مشہور آفاق نہ تھے۔ سخت سے سخت مصائب جھیلے، لیکن اپنے ارادے کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اپنی حفاظت ہی نہیں بلکہ دوسری اقوام کی آزادی میں مدد کی۔ ہر زمانے اور ہر ملک میں جہاں کسی کمزور یا مظلوم کو محافظ کی ضرورت ہوئی اور جس جگہ بھی آزادی کا جھنڈا سرنگوں ہونے لگا، وہیں مظلوموں کی اعانت وآزادی کے احترام کے لئے اپنے خون کی ندیاں بہادیں۔ ان کی مقدس ہڈیاں عالم کے گوشہ گوشہ میں ریگستانوں، دریاؤں، پہاڑوں میں آج تک چمکتی رہی ہیں اور اپنی دلیری کے افسانے سنا رہی ہیں۔

علیؑ مرتضیٰ بھی اسی سلسلہ نجیبہ کا درخشندہ آفتاب ہے۔ اور اس کی نسل پاک انھیں تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھو کہ یہ خصوصیات ہاشمی عرب کی کس نسل میں ہزاروں سال ایک رنگ سے رہیں، جن کو توریت، زبور، انجیل، قرآن نے حالات انبیاء میں قصوں کے پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ خود رسولؐ خدا نے اپنے بزرگوں اور اسلاف وانبیاء پر ہمیشہ فخر کیا اور ان سب کی تعظیم واحترام واعتقاد کو جزو اعظم اپنی رسالت کا قرار دیا۔ قرآن نے "وَقَفَّيْنَا عَلٰى اٰثَارِهِمْ" کہہ کر اُسی توراث نسلی کو بیان کیا ہے۔ حضرت امیرؑ اور ان کی ذریت نے بھی انھیں خصوصیات کو خطبوں اور میدان جنگ میں رجزوں میں بار بار دہرا کر ہمیشہ افتخار کیا اور امامت وفطری ونسلی سرداری کو پیش کیا ہے۔ علیؑ مرتضیٰ معاویہ کو خط لکھتے ہیں کہ "اے معاویہ! تو تیزی سے دوڑنے والا اور راہ ہدایت سے زیادہ بھٹکنے والا ہے۔ میں تجھے بتاتا نہیں ہوں، لیکن نعمت الٰہی کا تذکرہ کرتا ہوں۔ مہاجرین میں سے بہتوں نے اللہ کی راہ میں شہادت کی فضیلت حاصل کی، لیکن جب بہادر آدمی

(جناب حمزہ) شہید ہوا تو اسے سید الشہداء کہا گیا اور رسولؐ نے اسے یہ خصوصیت دی کہ اس کی نماز جنازہ ستر تکبیروں سے پڑھی۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بہت لوگوں کے ہاتھ راہ خدا میں قلم ہوئے، ان میں سے ہر ایک کو فضیلت حاصل ہے، لیکن جب ہمارے ایک آدمی (حضرت جعفر بن ابی طالب) کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا، تو اسے جنت میں اُڑنے والا اور دو بازو والا کہا گیا۔۔۔اے معاویہ اپنی گمراہی سے باز آ، ہم خدا کے خاص احسان کے مورد ہیں اور بعد میں سب لوگوں پر ہمارا احسان ہے، ہماری عزت قدیم ہے اور تمہاری قوم پر ہماری برتری معلوم ہے۔ اس کے باوجود ہم نے تمہیں اپنے میں ملالیا تم سے شادی بیاہ کا رشتہ جوڑا۔ بالکل برابر والوں کا سا برتاؤ کیا، حالاں کہ تم اس برتاؤ کے مستحق نہ تھے اور کیوں کر مستحق ہو سکتے تھے جب کہ ہم میں سے نبی ہے اور تم میں جھٹلانے والا (ابوجہل) ہم میں اسد اللہ (حمزہ) ہے اور تم میں بُری قسم کا شیر (ابوسفیان)، ہم میں نوجوانان جنت کے سردار (حسنؑ وحسینؑ) اور تم میں دوزخ کے بچے (اولاد مروان)، ہم میں دنیا بھر کی بہترین خاتون (فاطمہؑ) اور تم میں حمالۃ الحطب (ابولہب کی بیوی، معاویہ کی چچی)۔(۱)

(۱۶۵)

بنی ہاشم کو من حیث القوم تباہ کرنے کے 'کارنامے'

وہ حکومت جو ایک خیال اور ایک ہی پارٹی کے لوگوں کے انتخاب سے قائم ہو وہ رائے عامہ کی نمایندہ کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی، جس حکومت میں تمام ملکی اقوام کے مفاد کا تحفظ نہ ہو، جن میں بنی ہاشم کی نمایندگی نہ ہو اور نہ ان کو کوئی طاقت واختیار حاصل ہو، جن کو آئین سازی کا خلافتوں میں کوئی حق نہ ہو، جن سے اتحاد کو بنی ہاشم نے کبھی قبول نہ کیا ہو اور نہ کبھی تعاون کیا ہو، خلافتوں کے ہر دور میں اپنے مطالبات ملکی وقومی کو آزادی سے پیش کرتے رہے ہوں اور نہایت حقارت سے

(۱) نہج البلاغہ

ٹھکرائے گئے ہوں، ان پر اس صحیح مطالبہ کی وجہ سے طرح طرح کی مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے ہوں، گلے میں رسی ڈال کر گھر سے کھینچا گیا، گھروں کو جلایا گیا، جائدادیں ضبط ہوئیں، ان کو شہر بدر کیا گیا، زبانیں کاٹی گئیں، تنگ وتاریک قید خانوں میں، کنوؤں میں، تہہ خانوں میں، درندوں کے کٹہروں میں قید کیا گیا، زہر کے جام پلائے گئے، بے رحمی سے قتل کیا گیا، زندہ دیواروں میں چنے گئے، جسم پر سے کھالیں گھسیٹی گئیں، سولیاں دی گئیں، عورتوں بچوں کو اسیر کر کے سر برہنہ شہر بہ شہر پھرایا گیا، ان پر کھانا پانی بند کیا گیا، ان کی عورتوں کی یہ حالت بنا دی گئی کہ بے ستری کی وجہ سے زمینوں میں گڑھے کھود کر زندگیاں بسر کرتیں اور ایک قمیص تھا جس کو باری باری پہن کر نکلتیں اور نماز بجالاتیں۔ بچوں کا ذبح کیا گیا، بنی امیہ وبنی عباس کی خلافتوں کے کارنامے تاریخوں میں پڑھو، یہ سب ناقابل تحمل شدائد کئے گئے تاکہ بنی ہاشم کو من حیث القوم دنیا سے فنا کر دیا جائے۔

مگر اُن باہمتوں کو دیکھو جنھوں نے مصیبتوں کے پہاڑوں کے نیچے دب کر بھی اپنے صحیح مطالبات کو ترک نہ کیا اور غاصبانہ وجابرانہ حکومتوں میں اپنی آزادی کو ہاتھ سے نہ دیا۔

حکومتوں نے بنی ہاشم پر یہ بھی جبر کیا کہ وہ حکومتوں کی حصہ دار بن جائیں اور اس طرح سے حکومتوں کے غلام بنے رہیں، لیکن اُن اصول پرستوں اور خدایان حریت نے یہ بھی قبول نہ کیا۔ امام رضا علیہ السلام نے جبریہ اس پیشکش کو قبول کیا تو اس شرط پر کہ شریعت نبوی کا اجرا ہو اور سختی سے ان احکام کا اجرا بھی کیا جس کا نتیجہ زہر خوری ہوا۔

غرض کہ دنیا جانتی ہے کہ حکومت صرف محکوم کی مرضی سے طاقت حاصل کر سکتی ہے، ۱۹۱۴ء کی عالم سوز جنگ میں امریکہ نے بھی نعرہ مارا تھا اور شریک جنگ ہوا۔ وزراء برطانیہ نے بھی آواز میں آواز ملائی۔ پھر کیا اموی وعباسی سلطنتوں کے طرز عمل میں ان کے فتوے بحق بنی ہاشم اس کے خلاف ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

کیا ایک منصف مورخ بحق قوم بنی ہاشم یہ فیصلہ نہ کرے گا کہ قوم بنی ہاشم کو من حیث القوم تباہ کر دیا گیا۔ بنی ہاشم نے اپنی مدافعت یا حفاظت کے لئے جب کوئی مکمل طریقہ نہ پایا،

تو اپنے مرنے کا طریقہ اختیار کرنے میں ذرا بھی بخل نہ کیا۔ ممکن ہے ان کے حقوق کے مساعی جمیلہ کسی دوسرے ''پارک ٹاؤن'' کی شکل میں نتیجہ خیز ثابت نہ ہوں، لیکن ان کی قوم کا نام دنیا کے آخری دور تک نہیں مٹ سکتا۔ ان کی روح کبھی غلام نہیں ہوئی اور ہمیشہ وہ شیدایان حریت سے بحیثیت قوم اپنی موت وحیات کی کشمکش کے متعلق اپیل کرتے رہیں گے۔

(۱۶۶)

خلافت الٰہیہ کی شان: شیعہ سنی میں اصولی اختلاف

خلافت الٰہیہ یہ ہے کہ جو خدا ہی کی مقرر کردہ ہو۔ انبیاؑ خلیفۃ اللہ تھے وہ اطاعت کے لئے بھیجے جاتے تھے تا کہ لوگ ان کی اطاعت کریں۔ ''وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ'' اور نبیؐ تمام امت کے نفوس سے بہتر ہوتا ہے ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ'' خلاصہ یہ کہ حسب ہدایت قرآن خلافت الٰہیہ کی یہ شان ہوتی ہے۔

(۱) خدا کا مقرر کردہ ہو۔

(۲) جملہ امت سے بہتر ہو۔

(۳) تمام قوم اس کی اطاعت کرے۔

مذکورہ شناختوں کے بعد غدیر خم میں جس میں ایک لاکھ چودہ ہزار اصحاب وتابعین کا مجمع تھا، رسولؐ نے جو خلیفۃ اللہ تھے علیؑ کو امت کا والی مقرر کیا اور اسی طرح سے جیسے ایک خلیفۃ اللہ کو ہونا چاہئے۔ اپنی ولایت کی طرح علیؑ کی ولایت کو قرار دیا اور فرمایا: ''کیا تمھارے نفسوں سے بہتر نہیں ہوں۔'' سب نے اقرار کیا۔ اس کے بعد فرمایا: ''جس کا میں مولا ہوں، علیؑ بھی اس کے مولا ہیں۔ خداوندا! دوست رکھ اس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو علیؑ کو دشمن رکھے۔'' اس سے زائد صاف رسولؐ کا ارشاد اور کیا ہوسکتا تھا، علیؑ کی ولایت کو اپنی ولایت قرار دیا اور تینوں چیزیں خلافت الٰہیہ کی موجود ہوگئیں۔ خدا کی تعین، امت پر فضیلت وبرتری، اطاعت کا حکم، موالات ومدد

کی دعا۔ ساتھ ہی اہل سنت کے مقرر کردہ اصول خلافت کے بھی بہترین شکل میں موجود تھے اور سقیفہ کے اجماع سے ہزار گنا زائد محکم اجماع تھا جس میں خود رسولؐ شامل، جملہ اصحاب و مسلمین شامل، خود خلفاء شامل، ایک فرد کا بھی اختلاف نہ تھا۔ سقیفہ میں تو چند اصحاب ان میں بھی انصار ومہاجرین میں اختلاف، رسولؐ کی شرکت نہیں، بنی ہاشم کی شرکت نہیں، لیکن اجماع سقیفہ کے مقابل یہ عظیم الشان اجماع کچھ نہ رہا۔

علیؑ کو اس شان وشوکت سے قہر وغلبہ بھی حاصل ہو چکا تھا، جس میں تیم، عدی وبنی وغیرہ سبھی تو جنگوں میں زیر ہو چکے تھے اور علیؑ کی سرداری کا لوہا مان چکے تھے۔ دعوت عشیرہ کی خلافت ووزارت قہر وغلبہ سے بھی معین ہو چکی تھی لیکن وفات رسولؐ کے بعد بغاوت کے سوا اور کیا تھا۔

غرض کہ علیؑ کی خلافت الٰہیہ سے انکار نہ خدائی قانون کے اصول پر صحیح نہ مخالفین کے اصول معینہ کی بنا پر صحیح ہے۔

کہا جاتا ہے کہ رسولؐ نے صاف الفاظ میں کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ ذرا عربی ڈکشنری اُٹھا کر وہ صاف لفظ تو بتائی جاوے کہ کہا ہے وصی، وزیر، خلیفہ، امام، ولی، قاضی امت، اعلم امت، سید وسردار، ہارونؑ صفت، ہادی، مقتدی وغیرہ وغیرہ سبھی کچھ تو کہا۔ تاریخیں موجود ہیں۔ قول کے ساتھ عمل بھی رہا، تمام خلافتی منصب حاصل رہے۔ لیکن پھر بھی من مانی خلافتیں قائم کیں اور جناب عثمان کی خلافت سے خلافت الٰہیہ کو بنی امیہ میں ڈھکیل دیا۔ وہ تو الٰہی منصب تھا جس کو ملا تھا اُسی کے پاس رہا، خود ساختہ کوئی بھی خلیفہ ہو۔ سنی وشیعہ میں یہی اختلاف کی بنیاد ہے۔ شیعہ بجز علیؑ واولادِ علیؑ کسی کو خلیفہ نہیں مانتے۔

(۱۶۷)

علیؑ اور حکومت

حکومتیں کسی قسم کی بھی ہوں بقول ''ٹالسٹائی'' انسانیت کے لئے بدترین خطرہ ہیں،

بالخصوص وہ حکومت جس کو فوجی قوت بھی حاصل ہو، انتہائی خطرناک نظام ہے۔حکومت کے معنی نظام کے ہیں، جس سے کثیر التعداد افراد قلیل التعداد افراد کی غلام بنائی جاتی ہے۔ایسی حکومتیں لوگوں کی املاک اور جانوں پر فقط قبضہ نہیں حاصل کرتی ہیں بلکہ یہ حکومتیں ہر شخص کی روحانی، اخلاقی، تعلیمی، مذہبی رہنمائی پر بھی قابض ہوتی ہیں۔ ''**الناس علی دین ملوکھم**'' یہی فلسفہ ہے۔ دنیا میں کوئی حکومت کسی معیار پر قائم ہو اور اس کے کچھ بھی اساس ہوں، اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔ خدا نے ریفارمروں، مصلحوں، انبیاء ومرسلین کو ہمیشہ حکومتوں کے برخلاف بھیجا۔ رسولؐ مقبول کی رسالت بھی حکومتوں کی مخالفت کے لئے تھی۔ حضرت امیر المومنینؑ نے بھی اپنے عہد کی سلطنتوں کو اور قوم کو برابر فوجی وسرمایہ داری کے نظاموں کے خلاف دعوت دی، اور یہی ان سے دشمنی کا باعث ہوا۔معاویہ نے اپنے خط میں علیؑ کو صاف یہی تو لکھا تھا اور امیر المومنینؑ نے معاویہ کے الزامات کو قبول کرتے ہوئے اس کی مذمت کو اپنی سچی مدح خیال فرمایا تھا۔معاویہ لکھتے ہیں کہ:۔

''آپ نے تمام خلفاء سے حسد کیا اور ہمیشہ سرکشی کی'' جس کے جواب میں امیر المومنین نے لکھا: ''تیرا یہ دعویٰ اگر صحیح ہے تو تیرے خلاف کب یہ جرم ہے کہ تجھ سے معذرت کی جائے۔ اس معاملے سے تجھ کو دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے۔تو نے لکھا ہے کہ خلفاء کی بیعت کے لئے مجھے اس طرح سے گھسیٹا جاتا تھا، جس طرح سے نکیل والے اونٹ کو گھسیٹا جاتا ہے۔قسم خدا کی تو نے میری مذمت کرنا چاہی تھی، مگر تعریف کر گیا، بے پردہ کرنا چاہا، لیکن خود بے پردہ ہو گیا۔مسلم کے لئے اس میں کیا عیب ہے کہ مظلوم ہو اگر وہ اپنے دین میں شک نہ کرتا ہو اور نہ اپنے یقین میں کمزور ہو۔''(۱)

اب رہا یہ کہ علیؑ نے خود حکومت کیوں قبول کی۔ایک تاریخ داں جانتا ہے کہ علیؑ بیعت لینے سے انکار کرتے تھے، ان کو مجبور کیا گیا، قتل سے ڈرایا گیا اور یہ سمجھ کر کہ جہاں تک ممکن ہوگا اصلاح کروں گا۔یہی تو کیا بھی۔حکومت ملتے ہی آلات حکومت کو برباد کر دیا، خزانہ فقراء پر لٹا دیا۔فوجوں کو

---

(۱) نہج البلاغہ

رخصت کر دیا، حکام اور صوبہ داروں کو معزول کر دیا اور جو دستور العمل دئے وہ برابری ومساوات وحسن اخلاق کے اور پابندی مذہب کے اور سرمایہ داری کی مخالف پر مشتمل تھے۔

حکومتوں میں علیؑ واولاد علیؑ کا تو بس یہی جرم تھا کہ غلط حکومتی نظاموں کو برباد کرتے تھے، جو کہ تمام انبیاء کا مشترکہ قصور تھا۔علیؑ نے صاف الفاظ میں حکومت وسرداری کی نسبت فرمایا تھا:

''سردار وہ ہے جو بھائیوں کے بوجھ اٹھالے اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔''(۱)

آج کی دنیا کی سلطنتیں اصول علوی کا مخلصانہ خیر مقدم کریں، تو دنیا میں امن وامان کی روح پھونک جاوے۔

سوال ہوتا ہے کہ علوی دستور العمل پر عمل کر کے ملک وخزانہ حکومت واقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا۔اس لئے فوج وخزانہ وحکومت کی ضرورت ہے۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ ملک ودولت وفوج واقتدار کوئی نعمت ہے جس کی بقاء کے لئے اخلاق، تہذیب، مساوات وانسانیت کو کھو دینا جائز ہے۔ستم گری، تشدد، ظلم وفتنہ ونا امنی وجنگجوئی وخوں ریزی بھلائی ہے جس کے ضائع ہونے پر افسوس ہے۔اسی ذہنیت نے عالم کو تباہ کر رکھا ہے۔

(۱۶۸)

نظام علوی

جس وقت دنیا کی طاقتیں عسکریت وفوجی تفوق اور خزانوں کی مالی فراوانی پر قائم تھیں، مجلسی اور دفتری نظام حکومت ملتا جلتا تھا۔ بانیٔ اسلام نے یک قلم سب کو اُڑا کر نظام دینی قائم کیا۔ رسولؐ کے پاس نہ فوج تھی، نہ خزانہ واسلحہ خانہ، نہ پولیس، نہ قلعہ بندی۔اس اسلامی حکومت کا نظام تمدنی، معاشرتی، اقتصادی، صرف مذہبیت، مساوات، محبت ورواداری واخلاق پر قائم تھا۔ ۱۱ھ سے ۳۵ھ تک بانی اسلام کی وفات سے پھر قبل اسلام کی حالت عود کر آئی تھی۔ وہی عسکریت، وہی

---

(۱) نہج البلاغہ

فوجی قوت، وہی خزانہ وہی ملوکیت جو عالم بھر میں چھائی ہوئی تھی، اسلام میں بھی چھا گئی۔ ہر ننگا بھوکا غازی بن کر مال دنیا کی لوٹ میں مشغول تھا۔ غازی اور شہید نظام عسکری کے لئے دو اصطلاح قائم تھیں جو فتوحات کی کنجی تھیں۔ اگر یہی معیار اسلام کا ہوتا تو سکندر اعظم، دارا، نپولین سب سے بڑے مسلمان تھے۔

۳۵ھ سے ۴۰ھ تک اسلام میں علیؑ کو وہی انقلاب پیدا کرنا پڑا جو بانیٔ اسلام کو کرنا پڑا تھا، لیکن علیؑ مرتضیٰ کا دور رسولی دور سے زائد ہیبتناک تھا۔ رسولؐ خدا کو ظاہری کفر وشرک کا مقابلہ کرنا پڑا تھا، لیکن علیؑ کو ظاہری اسلام و باطنی کفر سے سابقہ تھا۔ ایک طرف کفر پوری قوت سے اسلام ظاہری کی شکل میں پیش ہو رہا تھا، دوسری طرف نہایت کمزور ہاتھوں سے سچا اسلام جس کی وجہ سے لوگ حق و باطل میں مشتبہ تھے۔ یہی شک تو آج تک موجود ہے۔ علیؑ نے اسلامی خزانے کو بجائے عسکریت کے فقراء ومساکین پر تقسیم کر دیا، عساکر اسلامی کو رخصت کر دیا۔ جو غازی بن کر مال دنیا لوٹ رہے تھے، ان کو یاتہِ تیغ کیا یا حکومت سے بے دخل کیا۔ ہر چند لوگ سمجھاتے رہے، لیکن اصول پرست علیؑ نے ایک نہ سنی اور دنیا بھر کی مخالفتیں مول لے کر خود اور اپنے خاندان اور آئندہ نسلوں تک کو دنیاداروں کے ہاتھوں میں قتل کے لئے پیش کر دیا۔

(۱۶۹)

زورِ حق باطل کے قدم نہیں جمنے دیتا

رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی احکام شریعت وسیرت رسولؐ پر گہرے پردے ڈالنا شروع ہو گئے۔ اپنے اعمال بد کے چھپانے کے لئے قرآن وحدیث کی تاویلیں شروع ہو گئیں اور حقائق قرآنی کے خلاف رسولؐ کی طرف منسوب کر کے ہزاروں حدیثیں گڑھ ڈالیں اور حقائق اسلام کو دوسرے روپ میں پیش کرنا شروع کر دیا۔ عہد معاویہ میں تو کھلم کھلا ہزاروں درہم ودینار دے کر جھوٹی حدیثیں بنوالیں، سیکڑوں تدبیریں اپنے کو تنہا وارث رسولؐ ثابت کرنے میں کی گئیں۔ علیؑ پر

دشنام کو منبروں پر تنخواہ دار خطیبوں سے مسجدوں میں جاری کرایا۔ فضیلت علیؑ بیان کرنے والوں پر طرح طرح کے مظالم کئے گئے۔ یہ سب اس لئے تاکہ علیؑ نظر عوام میں ایسے سبک ہو جائیں اور قابل اعتنا نہ رہیں کہ کوئی ان کی نہ سنے اور ان کی تصدیق نہ کرے اور اسلام حقیقی فنا ہو جائے اور رسولؐ کی سچی تعلیم خدائی احکام دنیا سے مٹ جائیں، لیکن زور حق باطل کے قدم نہیں جمنے دیتا۔ علیؑ و اولاد علیؑ اور سچے پرستاران وشاگردان علیؑ وآل علیؑ نے کمال ہمت وجواں مردی سے ہمیشہ مقابلہ کیا اور حقائق اسلام کو محفوظ رکھ کر عالم کے سامنے پیش کر دیا اور آج تک دین حق محفوظ ہے۔ تنقید وتبصرہ کرنے والے بے لاگ تبصرے کر سکتے ہیں۔ اگر حق کی حمایت اس زور وشور سے نہ کی جاتی تو بجز خود ساختہ اسلام کے حقیقی اسلام کی صورت بھی نظر نہ آتی۔

(۱۷۰)

علیؑ کی تکذیب صداقت کا نشان ہے

علیؑ کے متعلق علمائے اہل سنت کے نظریہ صاف صاف بتاتے ہیں کہ وہ علیؑ کی تعلیم ہرگز نہ تھی جو عام خلفاء وصحابہ کے وقت کی تھی۔ علیؑ کی تکذیب بتاتی ہے کہ صداقت علیؑ ہی کی تعلیم میں تھی چند اقوال علماء ملاحظہ ہوں:

(۱) امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ''علیؑ نے سترہ باتوں میں خطا کی جو مخالف قرآن تھیں۔[1]

(۲) کوئی شخص بغیر بغض علیؑ مومن نہیں ہے اگرچہ تھوڑا ہی بغض ہو۔[2]

(۳) جب تک عبداللہ بن مسعود تصدیق نہ کرتے، علیؑ کی ہر روایت نامقبول ہوتی۔[3]

(۴) علی بن جہم شاعر علیؑ کی مذمت کرتا ہے اور اپنے باپ پر نفرین کرتا ہے، اس لئے کہ اس نے اس کا نام علیؑ کے نام پر کیوں رکھا۔[4]

---

(۱) درکامنہ (۲) مسند احمد (۳) صحیح مسلم (۴) وفیات الاعیان

علیؑ کی صداقت کی بڑی نشانی ان کی تکذیب اس لئے ہے کہ سیرت خلفاء پر عمل کرنے سے علیؑ نے صاف انکار کر دیا تھا اور سیرت رسولؐ و قرآن پر عمل کا وعدہ کرتے رہے۔ دوسرے خود انھیں کی کتابوں میں علیؑ کی تکذیب رسولؐ کی تکذیب اور رسول کی تکذیب خدا کی تکذیب قرار دی گئی ہے۔ تیسرے چوتھا خلیفہ مانتے ہوئے خود اپنے کو جھٹلانا ہے۔

(۱۷۱)

علیؑ کی روحانی جنگ کی افادیت

علیؑ کو بقول معاویہ خلافتوں میں رسیوں میں گھسیٹا گیا، جو مظالم کے پہاڑ توڑے گئے، وہ تاریخوں میں موجود ہیں۔ علیؑ کو مجبور و تنہا کر کے خانہ نشین کر دیا، لیکن علیؑ کی روحانی و حقیقی حکومت کسی جبر و تشدد سے مٹائی نہ جاسکی۔ دربار خلافت میں بھی علیؑ قاضی امت سمجھے گئے اور آج تک عالم میں علیؑ کی روحانی حکومت کا ڈنکا بج رہا ہے۔

(۱۷۲)

شکستہ حالی حقیقی عزت کو نہیں میٹ سکتی

دنیا اب تک یہی سمجھ رہی ہے کہ ظاہری ٹیم ٹام وشان وشوکت ومسرفانہ زندگی ہی میں انسانی عزت کا مدار ہے، جو باطل، غلط و بے حقیقت ہے۔ دیکھو، ایک طرف تخت شام کی وہ جگمگاہٹ جو دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی، خزانوں میں چاندی سونے کے ڈھیر، خواجہ سراؤں کی جھرمٹ، فوجی پہرے، قاقم وسنجاب وزربفتی فرش وتکیہ تھے۔ دوسری طرف علیؑ کی شکستہ حالی، بوریا بھی میسر نہیں۔ خرمہ کی چھال کے پیوند لگے کپڑے، سوکھی روکھی جو کی روٹی غذا، مسجد کوفہ رہنے کے لئے، یہ شکستہ حالی دربار شام تک میں بمدح بیان ہوتی تھی اور آج تک عزت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے۔

(۱۷۳)

فضائل علیؑ پر بندش

ایک صدی ایسی گذری کہ کوئی علیؑ کا نام بھی نہ لے سکتا تھا۔ کسی فضیلت کا بیان کرنا کب ممکن تھا۔ تمام عمال حکومت کو حکم دے دیا گیا تھا کہ جو کوئی علیؑ کی فضیلت بیان کرے اس کا جان ومال مباح ہے۔ فضائل بیان کرنے پر زبانیں کاٹی جاتی تھیں۔ بے شمار شیعان علیؑ کے کان کٹوائے گئے، دست وپا توڑے گئے، آنکھیں نکلوائی گئیں، سولی دئے گئے، مکانات مسمار کئے گئے، ان کی گواہی نامعتبر قرار دی گئی، جس کی وجہ سے شیعہ فقیر ہو کر جنگلوں میں بھاگ گئے۔ برخلاف اس کے صحابہ کی فضیلتوں کے گڑھنے میں انعام دئے جاتے، حکومتوں سے منصب وجاگیر ملتے، سر منبر علیؑ کو گالیاں دی جاتی، جو ۹۹ھ تک جاری رہا۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے حکماً بند کرایا۔ ان کے بعد سے پھر یہ سنت معاویہ جاری ہوئی۔[۱]

(۱۷۴)

خلق عظیم

علیؑ کا خلق عظیم یہ ہے کہ شامیوں نے جب علیؑ کی بدگوئی، سخت کلامی، سب وشتم شروع کی تو علیؑ کی فوج نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دینا چاہا علیؑ نے گالی کا جواب گالی سے دینا پسند نہ کیا اور فرمایا: ''میں برا سمجھتا ہوں اس بات کو کہ تم گالی بکنے والے کہلاؤ۔''[۲]

(۱۷۵)

علوی اصول کی فتح

جب اصول وبے اصول کی جنگ ہو تو ہمیشہ اصول کی فتح ہوتی ہے۔ ظاہری ومادی

---

(۱) کتاب الاحداث، ابوالحسن مدائینی، شرح ابن ابی الحدید، تاریخ مسعودی (دیکھئے مروج الذہب)، مسلم جلد۔ ۲ تاریخ ابوالفداء جلد۔ ۱، مستطرف، عقد الفرید، سنن ابن ماجہ، تاریخ کامل، شرح مشارق، شرح مشکوٰۃ قاری، تذکرہ خواص، عقدالفرید، ریاض النضرہ، تاریخ واقدی (طبقات) (۲) نہج البلاغہ

مغلوب پیٹکتنی ہی کیوں نہ ہو، حقیقی فتح کا سہرا ہمیشہ اصول کے سر رہتا ہے۔ رائے عامہ کی ہمواری سے شکست دینا، ثالثی مجلس شوریٰ سے شکست دینا، قہر وغلبہ سے شکست دینا، یہ سب ظاہری شکستیں ہیں۔ علیؑ کا اصول قرآن وسنت نبی کی پیروی کرنا تھا۔ ہر خلافت کی پیش کش میں سیرت خلفاء کی پابندی اصول علوی کے خلاف تھی، جس کو ٹھکرا دیا اور ظاہری شکست کے باوجود اپنے اصول پر اڑے رہے۔ اصول علیؑ بھی زندہ رہا اور علیؑ بھی کامیاب رہے۔ چوتھے خلیفہ سہی خلافت دینے کے لئے جھکنا پڑا۔

(۱۷۶)

علیؑ کی نظر میں حکومت کا مال

ابن عباس ایسا شاگرد عزیز بصرے کی حکومت سے کثیر مال مدینہ بھیجتا ہے۔ علیؑ خبر پا کر خط لکھتے ہیں، جس میں فرماتے ہیں: یہ مال بیواؤں، یتیموں، مومنوں، مجاہدین کا ہے جو خدا نے تمہاری امانت میں دیا ہے۔ یہ سب مملکت وعلاقے انھیں کی کوشش سے ہمیں ملے ہیں۔ تم خدا اور اس کی قوتوں کی طرف خیال کرو اور مسلمانوں کے مال کو واپس کر دو۔(۱) جس کی نظر میں ملک ودولت کی یہ حقیقت ہو اس کی حکومت تمام خیر وبرکت کی ضامن ہے۔ بادشاہ قاضی کی حیثیت رکھتا ہے اور مملکت وسلطنت کا مالک رعایا کی فرد فرد ہے۔ 'لینن'، 'ٹالسٹائی' اور عالم کی شخصی حکومتیں اور جمہوریتیں انارکزم وغیرہ وغیرہ آئیں اور علیؑ کے نظریہ کی روشنی میں دیکھیں اور اپنے نظاموں کو نظامِ حیدری سے مقابلہ کریں۔

(۱۷۷)

علیؑ کی تلوار اور اُن کی حکومت کی نوعیت

ابن عباس گورنر بصرہ کو مدینہ مال بھیجنے پر علیؑ نے جو تہدیدی خط لکھا تھا اس میں فرماتے

(۱) نہج البلاغہ

ہیں: ''اگر تم نے مال واپس نہ کیا، تو جان لو! خدا مجھ کو تم پر قوت دے گا تو میں تمہاری اس حرکت کا بدلہ تلوار، جس کو میں نے آج تک سوائے ان لوگوں کے جو ضرور دوزخ میں جانے والے ہیں، کسی کے اوپر نہیں کھینچا اور میں اس بات پر بھی قسم کھاتا ہوں کہ اگر حسنؑ وحسینؑ نے بھی یہ کام کئے ہوتے تو مجھے ان پر بھی اعتبار نہ ہوتا اور وہ ان امیدوں پر نہ پہنچتے جو ان کو مجھ پر ہیں۔''(۱)

اور جناب عثمان سے ایک مرتبہ فرمایا تھا: ''تمہاری خلافت تو ایسی ناگہانی نہیں ہوئی جیسے ابوبکر کی جس کو عمر کہا کرتے تھے۔ میرا اور تمہارا یکساں حال نہیں ہے۔ میں تم کو خدا کے لئے اور تم مجھ کو اپنی ذات کے لئے بلاتے ہو۔ اگر میری مدد کرو۔ اپنے نفسوں پر اور ذاتی غرضوں پر (مجھ کو مقدم کرو) تا کہ خدا کی راہ میں مظلوموں کی مدد کروں اور ظالم ومظلوم میں انصاف کروں اور ظالم کی ناک میں مثل اونٹ کی نکیل کے ڈال کے اس طرح سے کھینچوں جس کی وجہ سے وہ راہ حق اختیار کرے۔ اگر چہ یہ اس کی نظر میں کتنا ہی مکروہ ہو۔''(۲)

(۱۷۸)

علیؑ کی سرمایہ داری سے جنگ

علیؑ کی فقیرانہ زندگی ہر لحمہ سرمایہ داری سے ایک جہاد تھا۔ نہ اپنی سرمایہ دارانہ زندگی کی، نہ دوسروں سے اس زندگی پر خوش ہوتے تھے۔ برابر ٹوکتے رہتے تھے، حیات رسولؐ ہی سے ان کا جذبہ نمایاں تھا۔

(۱) مسجد رسولؐ بن رہی ہے۔ خود رسولؐ واصحاب اینٹیں اور مٹی ڈھو رہے ہیں۔ جناب عثمان غنی قیمتی صاف ستھرا لباس پہنے مٹی لگ جانے پر بار بار جھاڑتے اور پونچھتے رہتے ہیں۔ علیؑ فوری ایک شعر پڑھتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ''سب لوگ برابر نہیں ہیں مسجد بنانے میں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر چلتے ہیں اور ایک وہ شخص ہے جو ہر وقت مٹی جھاڑتا رہتا ہے (یعنی عثمان غنی)''(۳)

(۱) نہج البلاغہ (۲) نہج البلاغہ (۳) فتح الباری

عمار یاسر صحابی علیؑ سے اس شعر کو سن کر خود بھی اس شعر کو دہراتے ہیں جن پر ڈنڈے لے کر جناب عثمان پل پڑتے ہیں۔[۱]

(۲) معاویہ کو سرمایہ پرستی کی خبر سن کر جناب امیر برابر خلیفہ عمر وخلیفہ عثمان سے احتجاج کرتے اور معزولی کا مطالبہ کرتے رہتے تھے۔

(۳) جناب عثمان کو بار بار سرمایہ پرستی سے روکتے اور عیش پرستوں کی معزولی اور مروان کی وزارت پر احتجاج کرتے رہتے تھے۔

(۴) اپنے شاگرد ابن عباس کو قتل کی دھمکی دیتے ہیں جب کہ انھوں نے بصرے کی آمدنی مدینہ بھیج دی تھی۔

(۱۷۹)

مادیت موجب تخریب ہے

کون انکار کرسکتا ہے کہ تمام قوائے مادیہ محض تخریب کے لئے ہیں۔اور ان کا جذبہ تعمیری بھی تخریب ہے۔سیارات(Planets) کی تعمیر بغیر تخریب ثوابت(Stationary Bodies Stars) نہیں ہوتی۔ سیارات کی تخریب سے اقمار (Moons/Sattelites) کی تعمیر ہوتی ہے۔شہاب ثاقب (Meteorites)سیارات واقمار کی تخریب سے بنتے رہتے ہیں۔ نباتات (Plants) جمادات(Minerals) کی تخریب میں لگے ہیں اور جمادات ونباتات انسان وحیوان کی تخریب میں،غرض کہ مادیات کا ذرہ ذرہ تخریب میں مشغول ہے۔قوموں کا بننا بگڑنا، ملکوں کی آبادی وبربادی اسی تخریب کے ماتحت ہے اور کوئی تعمیر بغیر تخریب ممکن نہیں ہے۔

جس قوم میں مادیت غالب ہے وہ مادیت ہی تخریب کی زائد ذمہ دار ہے۔اقوام عالم کی مادی ترقی اور فتوحات مادیت کی نشوونما ہے، اس میں روحانیت کا کیا دخل ہے۔روحانیت کا نام لینا

(۱)وفاء الوفاء، فتح الباری

ہی غلط ہے۔تاریخ عالم میں اقوام کی ترقی کے اسباب پڑھو۔آج یورپ وامریکہ کی علمی وصنعتی ترقیوں کو دیکھو،سب کی سب تخریبی خدمات انجام دینے میں مدہوش ہیں۔گیسوں کی ایجاد، زہریلے بم، ڈائنامائٹ، لمبی مار کی توپیں، مشین گنیں اور خاک دھول سب کا یہی منشاء ہے کہ دنیا چشم زدن میں مٹادی جائے۔

تجارتی، زرعی، اصول وقوانین کی ایجاد، ملکی نظم ونسق کے قوانین سب اُسی سانچے میں ڈھلتے ہیں جو حقیقتاً تخریبی ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی معاہدے کون سے ایسے ہیں جن میں تخریبی پہلو نمایاں نہ ہوں۔ ہر ترقی کے دور میں یہی ہوا ہے،اسی پر دنیا کو ناز رہا ہے اور اسی کا نام تہذیب وتمدن رکھا گیا ہے۔کمیونزم، انارکزم، ڈکٹیٹری، جمہوریت، شخصیت وغیرہ وغیرہ سب کا یہی فلسفہ ہے۔

لیکن انبیاء ومرسلین، مذہبی رہنما تخریب کے لئے نہ تھے،ان کا وجود تعمیری تھا۔روحانیت ان کی زندگی کا ماحصل تھا۔وہ مادیت کی تخریب میں مشغول تھے اور ایک طرح کی تخریب ان کے بھی پروگرام میں تھی لیکن یہ تخریب اس مادیت کے مقابلے میں تھی، جو بقاء صالح کے مضر ہو۔ دنیا قیصریت وکسرویت پر فخر کرے، چنگیز وہلاکو بن جائے اپنے ہیرو کو غنی کہنے پر افتخار کرے۔علیؑ تو فقیر تھے، ہم کو تو ان کے فقر پر فخر ہے اور وہ خود بھی تو صرف معلم روحانیات تھے، پیغام امن سنانے آئے تھے اور تخریبی آئین کو دنیا سے مٹانا تھا۔یہی تو رسولی مشن کا کام تھا۔علیؑ کی تمام جنگیں مادیت کی اس تخریب کے لئے تھیں جس سے بقاء حاصل ہو۔ تیم وعدی وبنی امیہ کی قدیم مخالفتیں معاویہ کی زرپاشیاں اور زہرخورانیاں اور خفیہ سازشوں نے علوی اسکیموں اور روحانی فتح مندیوں کو تعمیری کاموں میں لاکھ لاکھ رخنہ اندازیاں کیں، لیکن کیا کہنا سیاست علویہ کا جو پوری قوت سے غالب رہی اور آج بھی اور آج سے ہزاروں سال بعد بھی مادی تخریب سے اکتائی ہوئی طبیعتیں علوی ہی اصول کی تلاش وجستجو میں عسکریت وسرمایہ داری کے ختم کرنے پر تلی نظر آتی ہیں اور عملی طور پر اسی اصول پر ایمان لا رہی ہیں۔

(۱۸۰)

سچا تسلی دینے والا

انسان کے قلب مضطر کے لئے کیا اس میں تسلی ہے کہ دانت کے بدلے دانت، آنکھ کے بدلے آنکھ نکال لی جاوے، جیسا کہ توریت کا حکم ہے، وہ تائب ومعافی خواہ اور بے قصد واچانک مجرم کسی صورت سے جان نہیں بچا سکتا؟ کیا تسلی اس میں ہے کہ ایک مظلوم تھپڑوں سے گال سُجا لے اور ظالموں کو دنیا سپرد کر کے عادی مجرم بنا کر خود چل بسے، جیسا کہ انجیلی تعلیم ہے؟ تسلی تو اس میں جو علیؑ فرماتے ہیں: ''اپنے نفس کو اپنے بھائی کی طرف سے اس کے کٹھن وقت میں نرمی اور اس کے جرم کے وقت عذر خواہی کے اس طرح آمادہ رکھنا گویا تم اس کے بندے ہو اور وہ تمہارا محسن ہے، مگر خبردار یہ بات بے محل اور بدسلوک و نااہل کے ساتھ نہ ہونے پائے۔''[1]

(۱۸۱)

بانیٔ اسلام

بانیٔ اسلام نے کبھی تعلی، ترفع، عزت ونام ونمود نہیں چاہی اور بحکم خدا صاف صاف اعلان کیا: ''میں تمہاری مانند بشر ہو جس پر وحی آتی ہے۔'' (قرآن مجید) ہر دماغ سے جب جاہ وتکبر کی بیخ کنی کر دی، علیؑ کے مشن نے اس کی تکمیل کی۔ جس قدر ابوتراب کے لقب سے آپ کو خوشی ہوتی، کسی دوسرے لقب سے خوش نہ ہوتے۔ فقیروں کے پاس بیٹھتے، مریضوں کا سر زانوں پر رکھتے، انار ہاتھ سے چھیل کر کھلاتے، خود موٹا جھوٹا لباس پہنتے۔ دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتے۔

رسولؐ نے اپنے دین کا نام بھی اپنے نام پر نہیں رکھا بلکہ انبیاء کا دین کہہ کر اسلام نام رکھا۔ خود کو مجدد و مبلغ کی حیثیت دی، دوسرے نبیوں کی پیروی و تاسی پر فخر کیا۔ علیؑ نے بھی اپنی شخصیت کو نہیں سراہا، بلکہ بندۂ رسول کہہ کر فخر کیا اور اسلام کی وہی خدمت کی جو رسولؐ نے کی تھی۔ بعد رسولؐ

---

(۱) نہج البلاغہ

علیؑ کو بانی وحافظ اسلام کہنے کا اسی طرح حق ہے جیسے رسولؐ کو انبیاء ماسبق کے اسلام کے تحفظ وتبلیغ میں بانیٔ اسلام کہا جاتا ہے۔

(۱۸۲)

اپنوں پر بے گانوں کو ترجیح

سیدہ عالمؑ بیمار ہیں، علیؑ کے اصرار پر انار کی خواہش کرتی ہیں۔ علیؑ یہودی کے یہاں سے بے فصل کا انار بمشکل دستیاب فرماتے ہیں، راہ میں ایک غار سے مریض کے کراہنے کی آواز سن کر اُتر جاتے ہیں۔ مریض کا سر زانوں پر رکھ کر فرماتے ہیں: ''کسی چیز کو دل چاہتا ہو تو بیان کر۔'' مریض انار کی خواہش کرتا ہے۔ علیؑ انار چھیل کر مریض کو کھلا دیتے ہیں اور خود ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

آپ کے بھائی عقیل نابینا، بھوک وافلاس سے پریشاں حال آکر خدمتِ علیؑ میں عرض کرتے ہیں کہ خیراتی گیہوؤں میں سے چند سیر عام تقسیم سے زائد دے دیں۔ علیؑ لوہا گرم کر کے عقیل کا جسم داغ دیتے ہیں۔ جب وہ فریاد کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ بندے کی دنیاوی آگ سے تو چیختے ہو اور علیؑ کو جہنم کی آگ میں ڈھکیلتے ہو، علیؑ سے کب ممکن ہے کہ فقراء کا حق کاٹ کر تم کو دے دے۔

کسی نے علیؑ کی خدمت میں نارنج پیش کیا، امام حسینؑ نے لے لیا، فوری علیؑ نے ہاتھ سے لے کر حصہ کر کے فقراء پر تقسیم کر دیا۔

(۱۸۳)

علیؑ کی غلام نوازی

غلامی جس وقت ایک قدرتی چیز اور دولت مندی کے معیار کی تقویت کا باعث سمجھی جاتی تھی، اس وقت رسولؐ کا جانشین خود جو کی روٹی کھا کر بسر کرتا، غلام اچھی غذا کھاتا، آقا مزدوری کرتا، یہودیوں کے باغوں پر پانی سینچتا ہے اور مزدوری سے بال بچوں کی زندگی بسر کرتا ہے۔ غلام کو یہ

خدمت نہیں کرنی پڑتی۔ آقا تین تین فاقے کرتا ہے، غلام کو بھوکا نہیں رکھتا۔ آقا دو پیراہن خریدتا ہے۔ کم قیمت خود پہنتا ہے اور زائد قیمت والا غلام کو پہناتا ہے۔ علیؑ و سیدہؑ ایک روز چکی پیستے ہیں، دوسرے روز فضہ لونڈی یہ خدمت بجالاتی ہے۔ آقا فاقہ کشی کرتا ہے اور ایک ہزار غلام خرید کر آزاد کرتا ہے۔(۱)

(۱۸۴)

سنہ ہجری کا موجد

عرب کا دستور تھا کسی بڑے واقعہ سے ابتدائے سال کا سنہ قائم کرتے تھے۔ ہر قوم و قبیلہ کا ایک سنہ تھا اور اتنا بھی باہمی اتحاد نہ تھا کہ سب کا ایک سنہ ہو۔ علیؑ نے خلیفہ عمر کو مشورہ دیا کہ عام الفیل سے اسلام میں سنہ قرار دینا، جس میں ''ابرہہ'' نے خانہ کعبہ کی بے حرمتی کا ارادہ کیا تھا، بہتر نہیں ہے۔ لہٰذا اسلامی سنہ رسولؐ کی مکہ سے مدینہ کی ہجرت کو قرار دیا جائے۔(۲)

(۱۸۵)

قوم کا سچا پرستار

ماہران اقتصادیات کا اتفاق ہے کہ وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے جس کا مال و دولت اس کے ملک سے باہر نہ جائے۔ ہندوستان کی تباہی کا یہی راز ہے کہ اس کی خام پیداوار اور سونا چاندی سب انگلستان کو کھینچ گیا، انگلستان کی ترقی کا بھی یہی راز ہے۔(۳)

اور یہی حال تمام اقوام سابقہ کے زوال کا سبب ہوا ہے۔ تاریخہائے زوال و ترقی امم کو دیکھ لو۔ لہٰذا ہر قوم کا سچا پرستار وہی ہے جو قوم کی ہمت افزائی کرے، اس کے مال کو گھسیٹ کر دوسرے ملکوں میں منتقل نہ کردے۔ رسولؐ خدا کے بعد کیا ہو رہا تھا۔ عربی لٹیرے قیصر و کسریٰ کے خزائن و اموال لوٹ لوٹ کر عرب کے ریگستانوں کو سیم و زر سے پاٹ رہے تھے۔

---

(۱) شرح ابن ابی الحدید (۲) دروس منتخبات
(۳) بروک ایڈم، قانون تہذیب و زوال، ولسن ڈگبی کی کتاب خوشحال برطانوی ہند

علیؑ وہ سچا پرستار قوم تھا کہ جو ملکی زرکشی کا دشمن تھا۔ محصلین خمس و زکوٰۃ کو سختی سے حکم تھا کہ تحصیل زکوٰۃ میں کسی پر سختی نہ ہو۔ گائے، گوسفند و شتر (بھیڑ اور اونٹ) کے گلوں میں گھس کے اپنی پسند سے حاصل نہ کریں، جو جانور بخوشی دے، وہی لے لیں۔ حکام صوبہ کو سختی سے حکم تھا کہ پیداوار اور سیم و زر کی زکوٰۃ اسی ملک میں تقسیم ہو دوسری جگہ منتقل نہ ہو۔ اور اگر کسی گورنر نے اس کے خلاف کیا تو فوری وہ معزول کیا گیا اور سخت تنبیہ کی گئی۔

(۱۸۶)

علیؑ بنیاد ایمان ہیں

لامذہبیت کسی کی نظر میں کتنی ہی محبوب ہو لیکن عالم کی تاریخ کی ورق گردانی کو دنیا کی ناامنی، فتنہ و فساد ہمیشہ لامذہبیت سے پیدا ہوا ہے۔ لامذہبیت کو اخلاق، تہذیب و تمدن سے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے۔ کمبلے کہتا ہے کہ لامذہبیت، دنیا مٹی کی مٹھائی ہے جسے دو اندھے بچوں مادہ اور قوت نے بنایا ہے۔'' بے شک ایسی دنیا نہ کسی ضابطہ کی پابند ہو سکتی ہے، نہ اس میں تربیت ہو سکتی ہے، اس لئے کہ یوں تو عقل سے تعلق رکھتے ہیں اور مادہ و قوت میں عقل کا وجود ہی کب ہے۔

''ڈکنگس فوروے کلیفورڈ'' انگلستان کا مشہور سائنس داں جو بعد میں ملحد ہو گیا تھا کہتا تھا:

''مذہب کا عقیدہ اپنے ماننے والوں کے لئے اطمینان و تسلی کا سرمایہ ہوتا ہے اور اس سے محرومی بے حد تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اس صدی کے بہت سے افراد اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ وہ مذہب جس کا وہ اقرار کرتے ہیں، اس سے ان کی علاحدگی کس قدر تکلیف دہ اور اذیت رساں ہوتی ہے۔''

''جارج رومارس'' نے اپنی کتاب فیزکس (Physics) میں لکھا ہے کہ وجود خدا کے ابطال کے بعد یہ دنیا عام محبوبیتوں سے الگ ہو جاتی ہے۔ جب میں اپنی لامذہبیت کا مقابلہ اپنی پرانی مذہبیت سے کرتا ہوں تو حد سے زائد اذیت و تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

''جو ملکھ وُ ڈکر چھ'' کہتا ہے کہ جب اس نے مذہبی خیالات سے دست برداری کی تو اسے

بہت زائد دماغی تکلیف اور قلبی کرب کا سامنا کرنا پڑا اور اخلاقیات کے متعلق تو وہ بالکل مایوس ہوگیا۔''

''ڈاکٹر ڈل ڈونٹ'' اپنی کتاب ''دی مینگ آف لائف(The Meaning of Life)'' میں لکھتا ہے کہ ''اس موجودہ تہذیب وتمدن کے آفریدہ انسان کے لئے اپنی نوعیت کی عظمت کا احساس زندگی کے لئے کسی غائب کا ماننا ناممکن ہوجائے گا، زندگی اس حالت میں ایک حیاتیاتی سانحہ ہوکررہ جائے گی۔ امریکہ میں اس کا وسیع پیمانہ پر امتحان ہورہا ہے کہ اس کا بھی امکان ہے کہ تمدنی نظام اور معاشرتی ترتیب ایسے اخلاقی ضابطہ پر کی جائے جس سے خدا اور مذہبیت سے کوئی واسطہ نہ ہو جو محض دنیوی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے بنایا جائے۔ ''ایتھنز (Athens)'' میں یہ تجربہ ناکام ثابت ہوچکا ہے۔ امریکہ میں بھی یہی حشر ہوگا۔''

بیشک لامذہبیت دنیا کو بے غایت اور بالکل ہی غیر دلچسپ بنادیتی ہے اور انسان کو پست وحقیر کردیتی ہے۔ مذہب کا ماننے والا باوقار ہوتا ہے، وہ ایک پر مفاد (مفید/ فائدہ مند) دنیا کا بچہ ہوتا ہے، اس کے تمام اعمال وحرکات کسی مقصد کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جملہ ربّانی مذاہب نوع انسانی کے محبت اور عام برادری کی تعلیم دیتے ہیں۔ کیا لامذہبیت کے عناصر بھی اس تعلیم پر مشتمل ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اس لامذہبیت میں جو انتہائی زیرک ہیں وہ بھی دنیا کو سچائی سکھانے میں عاجز ہیں۔ اس لئے کہ ان کی نظر میں صرف دنیوی پہلو پر ہوتی ہے، خدائی جذبہ ان کی نظر میں معدوم ہوتا ہے۔

لامذہبیت کا وجود محض اتفاقی ہوتا ہے، اس کی کوئی غرض وغایت نہیں ہوتی۔ اس کی ہستی کا کوئی مدعا نہیں ہوتا۔ وہ بے روح مادہ اور اندھی قوت کا آفریدہ ہوتا ہے۔ اگر دنیا کے سائنس داں آخری فیصلہ کرلیں کہ دنیا میں عقلی اور کسی غرض کی کارفرمائی کا پتہ نہیں ہے تو اس دنیا میں ہر چیز اتفاقیہ اور بے معنی ہوکر رہ جائے گی اس کا انسان پر کیا اثر پڑے گا۔ اگر دنیا کو اتفاقی چیزوں کا مجموعہ مان لیا جائے تو پھر تمام انسانی ترقیاں رک جائیں گی۔ لامذہبیت کا قدم جمتے ہی تمام اعلیٰ چیزوں سے

دلچسپیاں مٹ جائیں گی۔ اخلاقیات کا وجود نہ رہے گا۔

''کھاؤ پیو خوش رہو!'' بس اتنا ہی مقصد حیات رہے گا۔ مذہبیت اگر تعمیری چیز ہے تو لامذہبیت تخریبی شئے ہے۔ اگر کچھ تعمیری چیزیں لامذہبیت میں ہوں بھی تو وہ عام چیزیں ہیں جو ہر جگہ پائی جاتی ہیں۔ لامذہبیت اپنی حقیقی واصلی اعتبار سے کوئی اثباتی وایجابی پہلو نہیں رکھتی، وہ صرف تخریبی تخیل پر مبنی ہے جو چیز صرف انکاروں کا مجموعہ ہو، اس میں کوئی حکیمانہ شان کب ہوسکتی ہے۔

لامذہبیت میں مرکزی حیثیت سے:

(۱) خدا کا انکار ہوتا ہے۔

(۲) انسانی روح کا انکار ہوتا ہے۔

(۳) روحانیت سے انکار ہوتا ہے۔

(۴) وجود مابعد الحیات سے انکار ہوتا ہے۔

(۵) دائمی جزاوسزا سے انکار ہوتا ہے۔

(۶) انسانی عقل سے بالاتر عقل سے انکار ہوتا ہے۔

(۷) دنیا میں اپنے وجود کی غرض وغایت سے انکار ہوتا ہے۔

پھر بتاؤ رہ کیا جاتا ہے، سوائے فانی مادہ اور اندھی قوت کے جو کسی تعمیر کا اساس بننے کے قابل نہیں ہے۔

سائکالوجی (Psychology) کو پڑھو جس کے قوانین وقواعد ریاضی کی طرح اٹل ہوتے ہیں اس کا فتویٰ ہے کہ قوم کی تعمیر کا اساس مذہب، زبان اور ادب ہے کسی نے مادہ اور اندھی قوت ولامذہبیت پر کسی قوم کی تعمیر نہیں کی اور جہاں کہیں اس کا تجربہ کیا گیا ناکام ثابت ہوا۔ تاریخ عالم میں اس کی نظیر ہے موجودہ روس کی ناکامی تجربہ کے لئے کافی ہے۔

اسلام کا سنگ بنیاد عرب میں جس کو رسولؐ خدا نے مکہ کے ریگستان پر رکھا تھا، وہ بھی یہی تین چیزیں تھیں۔ زبان کی بنیاد قرآن نے ڈالی اور فصحائے عرب کو اپنے گرد جمع کرلیا۔ ادب

آموزی قرآن اور اپنے عمل سے کی۔ مذہب کا بڑا سنگ بنیاد بھی یہی قرآن تھا، غرض کہ ایک ہی کتاب نے تینوں خدمتیں ادا کیں۔ علیؑ ابن ابی طالب کی ساری سیاست اسی میں تھی کہ اسلام کی بنیادوں کو انھیں اساسوں پر مستحکم کریں اور اسلام کو مادیت اور اندھی قوت ولا مذہبیت سے بے نیاز کردیں۔ اپنی فصاحت بیانی و بلاغت لسانی کے دریا بہا کر دشمنوں تک کو گرویدہ کرلیا تھا۔ اپنی زندگی کے ہر ہر شعبہ کو مذہبی سانچے میں ڈھال لیا تھا۔ اسی سے تو رسولؐ نے فرمایا تھا ''علیؑ واولاد علیؑ بارہ امام ارکان ایمان ہیں۔ کسی بندے کا ایمان قبول نہ ہوگا جب تک بارہ اماموں پر ایمان نہ لائے۔''[۱]

اور جب علیؑ کو عمر بن عبدود عامری کے مقابلے کے لئے رسولؐ خدا نے بھیجا تو فرمایا:

''آج کُلِ ایمان کُل کفر کے مقابلے میں جا رہا ہے۔''[۲]

لا مذہبیت جن چیزوں سے منکر ہے علیؑ وآل علیؑ کی زندگی کا ہر جزئیہ اُسی کے اثبات پر ڈھلا ہوا تھا اور اساس زندگی ان کی خدا ہی کے لئے تھی اس لئے وہ کل ایمان اور رکن ایمان قرار پائے۔ اور وہ کتاب الٰہی جو اساس قومی تعمیر کا ہے، یعنی ادب، زبان، مذہب، اس کتاب کا عملی نمونہ علیؑ ہیں۔ اس لئے کہ رسولؐ نے فرمایا تھا: ''علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہیں۔'' اور کبھی فرمایا کہ کتاب اللہ اور عترت میری کبھی جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئیں۔ لہٰذا قرآن جس طرح سے بنیاد ایمان ہے اسی طرح سے علیؑ وآل علیؑ بنیاد ایمان ہیں۔

(۱۸۷)

درجہ کاملہ انسانیت کا رہبر

جس وقت انسان ہونا بدترین جرم تھا اور انسانیت جملہ مادیات سے پست تر شئے تھی اور انسان کو موجودات عالم میں ہر شئے کے سامنے جھکنا فرض تھا۔ انسانی نجات کے لئے گھانس پھونس، آگ، پانی، جانور، پتھر، ستارے، ذریعہ اور واسطۂ نجات تھے۔ پرمیشور کی خوشنودی کے لئے انسان

(۱) فرائد السمطین، مناقب خوارزمی، مناقب سمعانی، حلیۃ الاولیا (۲) ینابیع المودۃ

کو اس ادنیٰ مخلوق کی پوجا پاٹ ضروری تھی۔ بودھ مذہب کی رو سے ہر جانور کا وجود انسان کے لئے مقدس تھا جس پر انسان کو تصرف کا حق نہ تھا۔ جس وقت شکم مادر سے نکلنے والا ناپاک تھا۔[۱] جس وقت تمام انسانوں کی سرشت میں گناہ گاری تھی اور صرف مسیح کا کنارہ انسان کی عمارت کا واحد ذریعہ تھا۔[۲]

جس وقت حکماء وفلاسفہ انسان کو حیوان کی ترقی یافتہ فرد سمجھتے تھے اس وقت حکیم حکمت الٰہی انسانیت کا علم بردار کہہ رہا تھا۔

اَتَحسَبُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ   وَفِیْکَ انْطَوَی الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

(اے غافل انسان اپنی چھوٹی سی خلقت پر نہ جا۔ تجھ میں تو اس عالم ونظام شمسی کی کائنات سمائی ہوئی ہے۔)

ایک نظام شمسی کے عناصر ترکیبی کچھ بھی ہوں، وہ سب انسان کی خلقت کا جز ہیں۔ کیمسٹری کے جاننے والے جانتے ہیں۔ نظام شمسی کے خواص طبعیہ کچھ بھی ہیں، وہ سب آثار وخواص اس مختصر جسم انسانی کے نظام میں بھی کارفرما ہیں۔ جس مخلوق کی یہ شان ہو وہ سرداری کے قابل ہے، نہ کہ ادنیٰ مخلوق کی غلامی کے لئے۔ علیؑ نے درجہ کاملہ انسانی کی مختصر الفاظ میں تشریح کردی ہے، جو ایک محقق کے لئے ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔

(۱۸۸)

حقیقی انسانیت علیؑ کی نظر میں

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: ''انسان اپنی عقل کی وجہ سے انسان ہے۔''[۳] مال ودولت، شکل وصورت کچھ بھی انسانیت کا اساس بننے کے قابل نہیں ہے، اگر کچھ ہے تو صرف عقل ہے۔ آپ انسانیت کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے فقیروں، فاقہ کشوں کی۔ سرمایہ داری اور حکومت

(۱) ایوب کی کتاب (۲) انجیل مقدس (۳) نہج البلاغہ

سے جنگ مول لی اور عقلی قدردانی کے مقابلے میں کسی قوت سے مرعوب نہ ہوئے۔ جناب سلمان، جناب ابوذر، جناب مقداد، جناب عمار کو ہمیشہ ان کے کمال عقلی کی وجہ سے بڑی بڑی ہستیوں پر ترجیح دی اور حکومت سے دشمنی مول لے لی۔

(۱۸۹)

حقیقی سوشلزم

آج دنیا میں سوشلزم کی بڑی مانگ ہے، لیکن حامیان سوشلزم جتنی بھی اس کی قصیدہ خوانی کریں، اس کے اصول عملی خطرناک اور امن سوز ہیں۔ آج دنیا جس دور سے گذر رہی ہے امن وامان کو مٹائے چلی جارہی ہے۔ بخلاف اسلامی سوشلزم کے جس کا بانی سب سے بڑا سوشلسٹ تھا اور جس کا جنرل علیؑ بن ابی طالب تھا اور اس کی اولاد اس کے مشن کو برابر چلاتی رہی اور دنیا سے اپنے اصول منوانے میں مرمٹی۔ دنیا کا کوئی ریفارمر، مصلح اپنی خاندانی اتنی قربانیاں صدیوں کے لئے نہیں پیش کرسکتا جس نے اپنے اصول کی تائید میں سالہا سال قربانیاں اس کثرت سے دی ہوں، بجز رسولؐ اسلام کے۔

رسولؐ اسلام نے اپنے پیروؤں کو اصحاب کا لقب دیا، یعنی رفیق کار' کامریڈ'، غلام یا بندہ، پیرو یا چیلا کہہ کرنہیں پکارا، باوجود شہنشاہ اسلام ہونے کے تمام زندگی افلاس وفقر میں بسر کی، ہر انسان کے ضمیر کا لحاظ رکھا، ہر آدمی کی صلاحیتوں کی نشوونما وترقی کے لئے ہمت افزائی کی، قبول مذہب میں جبر واکراہ کی سخت مخالفت کی، سود کا انسداد کیا، ہر انسان کو بلا امتیاز نسل وقوم قانون کے سامنے مساوی حیثیت دی، امراء پر زکوٰۃ عائد کرکے غرباء کو مستفید کیا، مطلق العنانہ حکومت سے جنگ کی، تجارت وحرفت کی عملی تائید کی۔ جنگوں میں انسانیت کے طریقوں کو رواج دیا۔ جارحانہ جنگ کی سخت مخالفت کی، دینی ودنیوی علم کی تحصیل کو تمام فرائض مذہبی پر ترجیح دی، عالم کی روشنائی کو شہیدوں کے خون پر ترجیح دی۔ تمام گزشتہ نبیوں کی تعظیم وتوقیر کو جزو مذہب قرار دیا، اپنے دین کا نام

اپنے نام پر نہیں رکھا، بلکہ اسلام نام رکھ کر سلامتی وامن کا پیغام پہنچایا۔ انھوں نے آج کل کی سی مغربی مساوات وحریت کو اختیار نہیں کیا، حقیقی مساوات کا سبق دیا۔

اب تاریخ کی روشنی میں علیؑ وآل علیؑ کی زندگی کو رسولی زندگی کے آئینہ میں دیکھو، سرمو فرق نہ پاؤ گے۔ علیؑ نے اپنے القاب میں اپنے لئے ابوتراب کو سب لقبوں پر ترجیح دی۔ رعایا کے لئے وہ لقب تجویز کیا جو خدا نے اپنے خلیل ابراہیم کے لقب دوست (شیعہ) کا تجویز کیا یا حضرت موسیٰ کے دوست کے لئے تجویز کیا تھا اور خود رسولؐ نے علیؑ کے تابعین کے لئے تجویز کیا تھا یعنی شیعہ بمعنی دوست۔ قصر الامارہ کوفہ کو چھوڑ کر مسجد کوفہ کے قیام کو ترجیح دی۔ کم حقیقت لباس پہنا، سوکھا روکھا جو کا آٹا نوش کیا، اپنی عزیز اولاد اور بی بی پر غیروں کو ترجیح دی، بے فرش زمین کو مسند خلافت بنایا، اسلامی خزانے کی غیر مساویانہ تقسیم کو مٹا کر عام خیرات کا رواج دیا۔ عسکریت کو مٹایا، ملک گیری اور جارحانہ جنگ کو مٹایا، اکثریت کے فیصلوں کی تحمیق کی، مدت العمر تعلیم وتعلم میں بسر کی، علوم دینیہ ودنیویہ کی تحصیل کو تمام انسانی فرائض پر ترجیح دی، صرف علمی حکومت کی تائید وتاکید کی۔ علیؑ نے مزدوری کی، تجارت کی، جوتیاں ٹاکیں، بوجھے اُٹھائے، مطلق العنانہ حکومت سے جنگ کی اور وہی کیا جو رسولؐ نے کیا تھا۔ رسولؐ کی سیرت کو مٹتا دیکھ کر رسولی مشن کو صرف علیؑ اور ان کی اولاد ہی نے چلایا۔

(۱۹۰)

اشتراکیت (Communism)

اشتراکیوں کا یہ مذہب ہے کہ امتیاز اور ظلم کا اس طرح سے قلع قمع کیا جائے کہ تمام دولت قوم اور انسانوں میں برابر سے تقسیم کردی جائے۔ ہر ایک کی محنت ومزدوری میں دوسروں کو مساویانہ حق ہو، اس طرح سے انسانیت خود بخود نقطۂ مرکز یہ بن جائے گی۔

یہ اصول انتہائی غلط کاریوں پر مشتمل ہے۔ ان کو منطقی نتائج سے ذرا بھی لگاؤ نہیں ہے۔ رسولؐ کی اشتراکیت کو بغور مطالعہ کرو۔ یہ تقسیم مال بھی بغیر جبر وتشدد ممکن نہیں ہے۔ کیا اس

مساوات کے خواب میں حریت وآزادی کی ادنیٰ جھلک موجود ہے؟ تمام انسانوں کی دولت کے انتظام کے لئے بے غرض، بے طمع انسانوں کا ملنا محال ہوگا، مال کے جمع رکھنے والے اور تقسیم کنندہ غلط اقتدار وتحکم کے مالک بنے رہیں گے۔

مکاری فریب سے زائد حصہ حاصل کرنا اور اپنی سستی وکاہلی سے دوسروں کی تکلیفوں، مصیبتوں سے فائدہ اٹھانا، یہ سب کچھ اس نظام میں بھی موجود ہے۔ پھر آج روس کی حکومت اپنے اس اشتراکی نظام کی بدولت دوسری حکومتوں سے کب ظلم وتشدد میں پیچھے ہے۔ ''ٹالسٹائی'' نے خود اہل اشتراک کی مخالفت کی ہے اور انھیں کا بیان اس نظام کی غلطی کے لئے کافی ہے۔

اسلام نے اس کی قطعی مخالفت کی ہے۔ وہ ہر شخص کے مکسوبات کو اسی کا مال سمجھتا ہے، بشرطیکہ جائز وسائل سے ملا ہو۔ ہر ایک کی پوری مزدوری ادا کرنے کی تاکید ہے۔ امتیاز وظلم وستم کے قلع قمع کا وہ حامی ہے۔ لیکن طریقہ کار کا بے حد مخالف ہے اور اس طریقہ کو بھی ظلم وستم بتاتا ہے اور سب کا واحد ذریعہ تقویٰ، خدارسی، پاکبازی کو قرار دیا ہے۔ امیرالمومنینؑ نے اسی اشتراکیت کی اپنے اقوال، اعمال وافعال سے پوری بیخ کنی کی ہے۔ علیؑ سلطنت کے مال ودولت کو یتیموں، بیواؤں، فقیروں، مسکینوں کا مال سمجھتے تھے اور بادشاہ وحاکم کو بطور قاضی ومقسم اموال کے۔

(۱۹۱)

انارکزم یا فوضویت

یہ ہے کہ انسان اس طرح سے بسر کرے کہ حکمرانوں کا ادنیٰ طبقہ پر اقتدار نہ رہے۔ اشتراکیت بھی یہی ہے۔ فرق طریق عمل میں ہے۔ یہ خیال بھی غلط ہے۔ عام اقتدار اُٹھ جانا تمدن وتہذیب کی بربادی اور بے تمیزی اور بے تنظیمی ہے۔ موجودہ اقتدار کا بے شک خاتمہ ہو کر مساویانہ آزادی لازم ہے، لیکن صحیح اقتدار پرہیزگاری اور تقویٰ کا اقتدار تو باقی رکھنے ہی کی چیز ہے۔ روحانی پیشواء معلم واستاد کا اقتدار کیا مٹانے کی چیز ہے؟ ہرگز نہیں۔

اشتراکی ہوں یا فوضوی، ٹالسٹائی ہوں، یا لنین، ان کے نظریہ کوئی بھی مذکورہ اقتداروں کے مخالف نہیں ہو سکتے، نہ ان کے مخالفانہ ادلہ کی زد میں یہ آتا ہے۔ بے شک ہر نظام کے قیام کے لئے افسر ونگراں کی ضرورت بدیہی ہے اور اس کے مخالفین کا جو استدلال ہے وہ ان غلط جبر وتشدد کے نظاموں پر ہے۔

کوئی دلیل ہم کو نہیں ملتی جو نظام عدل ونظام حب کی مخالفت پر قائم ہوئی ہو۔ مطلق اور عام اقتدار کی مخالفت کی جاتی ہے اور جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں وہ سب کی سب نظام جور واستبداد کی ہوتی ہیں، جس سے بے شک نظام حب ونظام عدل مستثنیٰ ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم کی روشنی میں ٹالسٹائی اُسی نظام حب کے اقتدار کو تسلیم کرتے ہیں۔ پھر جو مذہب اس کا مدعی ہو کہ جملہ انبیاء کا ایک ہی نظام تھا اور جو مذہب اسلام تمام انبیاء کو ایک زنجیر کی کڑی قرار دیتا ہو۔ سب انبیاء کی تعلیم یہی ہو جس کو ''ٹالسٹائی'' نے حضرت عیسیٰؑ کے نام سے پیش کیا ہے، اس سے کون اختلاف کر سکتا ہے، وہ تعلیم یہ ہے کہ ''وہ تعلیم جس نے انسان کو تذبذب کے عالم سے نکال کر ایمان وایقان کی لازوال سلطنت میں داخل کر دیا ہو، اور یہ فرمادے کہ اے انسان تو ایک انسان ہے تو ایک ذی عقل ہے، ناطق اور مہربان ہستی ہے۔ تو یہ بھی جانتا ہے کہ یہی اعلیٰ اوصاف تجھے اشرف المخلوقات بنائے ہوئے ہیں۔ ان سب باتوں کے علاوہ تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آج یا کل تجھے موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے اور فنا ہونا ہے، اگر کوئی بزرگ وبالاتر ہستی ہے، یعنی اگر کوئی مالک الملوک وخدائے قہار موجود ہے، تو بھی اس کے سامنے ضرور حاضر ہونا ہے اور وہی خدائے بزرگ وبرتر تجھ سے اعمال کی ضرور باز پرس کرے گا کہ آیا تو نے اس سرائے فانی میں جو کچھ کیا ہے وہ خدا کے قانون کے مطابق کیا ہے۔ یا یہ کہ تیرے اعمال کم از کم ان مقدس اوصاف کے مطابق ہیں جن سے تو موصوف کیا گیا ہے۔ اگر خدا نہ ہو، تب بھی تو محبت وعقل کا بحیثیت اعلیٰ اوصاف کے احترام کرنا ہے۔ لہٰذا تیری تمام خواہشات کو حیوانی جذبات کے ماتحت نہ کر، تیری زندگی کے عیش وعشرت کی خواہشات روز افزوں ترقی پر ہوں اور تجھے تکلیف ومادی مصائب کا خطرہ

لاحق ہوجائے۔''

ہر چند کہ ''ٹالسٹائی'' کا مسلسل بیان ہم کو اس مجموعہ تعلیم مسیحی (انجیل) میں نہیں ملتا تاہم ہمارا اعتقاد تو حضرت مسیحؑ اور کل انبیاء ماسبق کے متعلق بھی ہے اور قرآن مجید نے بھی مفصل نہیں بلکہ اس سے بہت زائد بیان کیا ہے اور ہمارے ہیرو علیؑ بن ابی طالب کی تعلیمات کے ذخائر اور ان کی زندگی کے کارنامے تو بس یہی ہیں۔ لہٰذا ہم بھی حق کہتے ہیں کہ دنیا کی امن وامان کا واحد ذریعہ اور دنیا کے تمام فتنہ وفساد کا واحد علاج یہی ہے کہ روحانی اقتدار قائم ہو اور دنیاوی اقتداروں کا خاتمہ کردیا جائے۔ شیعوں کا تو یہ اعتقاد ہے کہ مستقبل میں دنیا مجبور ہوگی کہ روحانی اقتدار پر حکومت قائم کرے اور وہ آنے والا نظام عدل کا ہوگا۔ ''یَمْلَأُ اللّٰہُ الْاَرْضَ عَدْلًا وَقِسْطًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا۔''(۱)

اس وقت عالم امن وسلامتی کا مسکن ہوگا اور نیکی وبھلائی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اسی لئے ہم اولادِ علیؑ میں سے ایک آنے والے (مہدیؑ) کے منتظر ہیں اور نتیجہ کا بے قراری کے ساتھ انتظار کررہے ہیں۔ ''**اللھم عجل فرجہ وسھل مخرجہ**''

(۱۹۲)

جبر وتشدد کا علاج

کہا جاتا ہے کہ حکومتوں سے مصالحت اور ان سے مراعات حاصل کرلینے سے حکومتی ظلم واستبداد سے نجات ہوجاتی ہے، بالکل غلط ہے۔ تاریخ انسانی بتاتی ہے کہ یہ طریقہ بھی ناکام رہا ہے، حکومتوں سے مصالحت اور ان سے رعایت حاصل کرنے والے بھی حکومتوں کا آلۂ کار بن جاتے ہیں اور ظالموں کے شریک بن کر خود بھی ظلم کی اعانت کرتے ہیں۔ لہٰذا ظالم سلطنتوں سے نجات کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ سلطنتوں سے عدم تعاون کیا جائے۔ تحریروں، تقریروں، عملی جدوجہد

(۱) حدیث متفق علیہ

سے جنگ کی جائے، نہ ان حکومتوں کے سامنے سر جھکایا جائے، نہ ان کی کاروائیوں میں شرکت کی جائے یہی خدا کی مرضی ہے۔ ''گناہ، عداوت ودشمنی میں کسی کی اعانت نہ کرو۔'' (قرآن مجید) ''ظالموں سے میل جول نہ کرو وہ تم کو جہنم کی آگ کی طرف گھسیٹ لے جائیں گے۔'' (قرآن مجید) جناب امیرؑ کا بھی یہی دستور العمل تھا ان کے خطبات، ان کے تعلیمات، ان کا عمل یہی رہا ہے۔ انھوں نے حکومتوں پر نہ جبر وتشدد کیا نہ ان سے مراعات قبول کیں، نہ مصالحت کی۔ جو کچھ تھا یہی تھا کہ عدم تعاون کے ساتھ تقریروں، تحریروں سے مخالفت کرتے رہے۔

(۱۹۳)

اصلاح کے تین طریقے

''ٹالسٹائی'' نے اصلاح قوم کے تین طریقے بتائے ہیں، جن سے انسانوں میں عالمگیر برادری کا قیام ہوسکتا ہے۔

(۱) لوگوں سے اپنے لئے خدمت نہ لو، ایسی اشیاء کی احتیاج ہی پیدا نہ ہونے دو جس کے لئے مزید محنت ومزدوری کی ضرورت ہو۔

(۲) جو کام مشکل وناگوار ہو خود ہی انجام دو اور ممکن ہو تو دوسروں کا بھی ایسے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ۔

علیؑ کی زندگی پر مفصل نظر ڈالو، دیکھو عملاً یہ دونوں اصلاحی طریقے کے وہ پابند ہی نہیں بلکہ مبلغ تھے۔ وہ فرماتے ہیں ''اپنے نفس کو اپنے اور دوسرے کے درمیان ترازو بنالو دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور دوسروں کے لئے وہ چیز ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔(۱)

(۳) تیسرا طریقہ ٹالسٹائی نے مزدوروں کی بہتر حالت بنانے کے لئے مشینوں کی

(۱) نہج البلاغہ

ایجاد بتایا ہے جس سے محنت ومزدوری کا بارگراں ہلکا ہو۔'' یہ طریقہ مادہ پرستی کا ہے۔قوم میں سستی وکاہلی پیدا کرنا ہے۔ بے روزگاری وبے کاری بڑھانے کا موجب ہے۔ سرمایہ داری کی کمک ہے۔

آج دنیا مشینوں کی بہتات سے جس اقتصادی بلا میں گرفتار ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ ان سب سے قطع نظر مشینیں قوم کے ہاتھ میں نہیں رہ سکتی ہیں۔ سرمایہ دار ہی اس کے اصل مالک ہوتے ہیں اور اقتدار کے یہ سب کل پرزے ہیں۔ دنیا دست وپا رکھتے ہوئے اپاہجوں کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ نہ اس طریقہ کار سے اخلاقی اصلاح ممکن ہے، نہ باطنی اصلاح ہوسکتی ہے۔ روحانیت ومذہبیت کو بھی اس سے کوئی تقویت نہیں ہوتی۔ مزدوروں کی ہڑتالوں سے کارخانہ داروں کی ناک میں دم ہے اور کارخانہ داروں کے مظالم سے اور زیادتی خدمت وکمی اُجرت سے مزدور جاں بلب ہیں۔ یہ اصلاح نہیں افساد ہے، اس لئے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۹۴)

سیاست ومذہب ایک ہے

اسلام کی تعلیم یہ تھی کہ دین ودنیا کا ایک حاکم ہو، مذہب وسیاست ایک رہے۔ حاکم سیاسیات ومذہب میں ایک افضل ترین وماہر ترین حاکم ہو۔ دین کو دنیا سے جدا نہ کیا جائے، تاکہ دین ودنیا سے کشمکش وتصادم نہ ہو۔ اسی کو امیر المومنینؑ نے خلافتی درباروں میں بار بار فرمایا: ''میں سابق اسلام ہوں، میں امت کا بہترین جج ہوں، میں علم وحکمت کے شہر کا دروازہ ہوں۔'' دین ودنیا کی زمام جس طرح سے رسولؐ کے ہاتھ میں تھی، ان کے بعد بھی یہی ہونا چاہئے تھا۔ رسولؐ خدا نے امت کو بھی بار بار سمجھایا تھا۔ علیؑ کا بھی یہی مطالبہ تھا کہ دین ودنیا ایک ہاتھ میں ہو۔ یہی اولاد علیؑ کا بھی مشن تھا۔ دنیا والوں نے اس وقت سے آج تک نہ سُنا، دین ان کے ہاتھوں میں دے دیا جو دنیا دار تھے۔ اسلام میں بھی سیاست ومذہب دو چیزیں ہوگئیں۔ ''شیلے'' نے بہت ٹھیک کہا تھا کہ ''دنیا میں جس عظیم الشان اور مہلک غلطی کا ارتکاب ہوا ہے یہ ہے کہ سیاست ومذہب کو علاحدہ علاحدہ

کردیا گیا ہے۔''

(۱۹۵)

مذہب ہی امن قائم کرسکتا ہے

آج کل مادہ پرستی نے جو نا امنی (بدامنی) پھیلا دی ہے، اس کا خاکہ ''ٹالسٹائی'' نے خوب کھینچا ہے اور یقینی دنیا کی بدکاری، بے حیائی، جبر وتشدد، غارتگری، نا امنی، سرمایہ پرستی، ظلم وتعدی سب کی اصل مادہ پرستی ہے۔ ''ٹالسٹائی'' کے بجائے حب الوطنی کے مادہ پرستی کو کوسنا چاہئے اس لئے کہ حب الوطنی بھی اسی کا تو ایک جزو ہے اور بجائے اس نعرے کے کہ ''حکومتوں کو مٹادو'' یہ نعرہ ہونا چاہئے کہ ''مادیت کو مٹادو'' ''روحانیت ومذہبیت پیدا کرو'' مذہب ہی جملہ دردوں کی دوا ہے۔ مذہب ہی خوف خدا پیدا کرکے انسان کی مادی قوتوں، فوج، اسلحہ اور تمام لوازمات کو فنا کرکے انسان کو خدا پرست بنا کر امن قائم کرسکتا ہے۔ اور یہی ہر روگ کی دوا ہے۔ مذہب ہی وہ ہتھیار تھا جو ہر اقتدار کو برباد کرنے میں ہمیشہ کامیاب رہا۔ تاریخ کو نہیں جھٹلا سکتے۔ دنیوی زندگی ابدی زندگی اور مکمل زندگی (اخروی) کا آئینہ ہے۔ جیسی دنیا کی زندگی بناؤ گے، ویسی ہی مکمل اور ابدی زندگی بھی بنے گی۔ یہ زندگی ان قوانین الٰہی سے بنتی ہے جو انسان کے بنائے ہوئے تمام قوانین سے زائد مکمل ہوتے ہیں ''اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِی وَمَحیایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' (ترجمہ: بیشک میری نماز، میری عبادت، میری زندگی اور میری موت سب خدائے رب العالمین کے لئے ہے۔) جس قوم کی نماز اور طریقۂ اعمال وافعال اور موت وحیات خدا کے لئے ہوجائے، وہ کب کوئی کام خلاف مرضی الٰہی کرسکتی ہے، دیکھو حکومتی قانون کی گرفت سے روح بالکل آزاد ہوتی ہے۔ جرائم پیشہ جرائم کو پوشیدہ رکھنے کی تمام تر کوشش کرتے ہیں اور کمال نڈری سے پوشیدہ جرائم کر گذرتے ہیں، ان کو تنہائی میں قانون کا مطلق خوف نہیں ہوتا؛ لیکن ایک خدا پرست تنہائی میں بھی سمیع وبصیر خالق کے خوف سے ہر جرم سے بچ سکتا ہے، اس لئے کہ اس کی روح پر قانون الٰہی کی پوری گرفت ہوتی ہے۔ مہذب ممالک میں جرائم کی بہتات تمدن وتہذیب حاضرہ کو شرمندہ کئے ہوئے ہیں۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ''دنیا زائل ہونے والا سایہ ہے، ایمان وہ ستارہ ہے جو ڈوبتا نہیں ہے۔ بجز خدا کسی سے کوئی امید نہ رکھو۔ اپنے گناہوں کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ تمہاری نظر میں جتنی خالق کی عظمت ہوگی، اتنی ہی مخلوق پست نظر آئے گی۔ توبہ سے زائد کوئی شفیع وحاجت روا نہیں ہے۔ ثواب وعتاب تمہارے سامنے اور قیامت تمہارے پیچھے ہے۔ ہلکے ہوجاؤ (بارگناہ سے) اور ان سے مل جاؤ جو تمہارے آگے جاچکے ہیں اور تمہارے انتظار میں ہیں۔ آگاہ ہو! آج دنیا میں گھوڑے کی تیاری کا دن ہے اور کل گھوڑ دوڑ ہے اور انتہائے دوڑ جنت یا دوزخ تک ہے۔''[۱]

یہی وہ تعلیمات ہیں جن میں تمام خرابیوں کا علاج مضمر ہے۔ ''ٹالسٹائی'' کے پرستارو! دنیا کی نا امنی سے اُکتا جانے والو! اس علوی تعلیم پر ذرا غور کرو کہ کیسی فطری وسہل ہے اور کس قدر صحیح احساس وبیداری پیدا کرنے کی معین ہے۔ جب ہر عمل ہر فعل میں تعلیم علوی پیش نظر ہوگی، انسان اپنی موت وزندگی کو خدا کے لئے بنادے گا تو امن وعافیت وعدل کی پوری ضمانت ہوجائے گی اور یہی ایک واحد ذریعہ مادی اقتدار کے خاتمہ کا ہوگا اور انسان کو منزل مقصود تک پہنچادے گا۔

(۱۹۶)

ظالم کا ساتھی بھی ظالم ہے

بعض خوش اعتقادوں کا خیال ہے کہ حکومت کی فرماں روایانہ اقتدار ومجالس شوریٰ میں حصہ لے کر خلق اللہ کو نفع پہنچا سکتے ہیں یا حکومت کے اقتدار کے برابر سے شریک وحصہ دار بن کر ملک وقوم کی خدمت کرسکتے ہیں۔ یہ سخت ترین دھوکا دہی ہے۔ جن ذرائع سے حکومت کے حصہ دار بن کر خلق خدا کی خدمت کے مدعی ہو، وہ سب ذرائع فسق فجور سے پُر ہیں، کذب وفریب، تشدد وقتل، خونریزی کی معصیتوں سے مرکب ہیں۔

حکومتیں ایسی بھولی بھالی نہیں کہ تمہارے کرب وفریب وچالبازی میں پھنس کر اپنی

(۱) نہج البلاغہ

مستبدانہ حکومت کی گرفت کو کچھ بھی ڈھیلا کردیں، وہ تم سے زائد چالاک ہیں۔ آج تک جتنے اشخاص اس خواب وخیال سے شریک سلطنت ہوئے ان کی تاریخی کیا حالت تھی۔ ایسی ماتحت حکومتوں کے ایسے ممبران کونسل ظالموں کے ساتھی بن کر ظلم کی بنیادوں کو ہمیشہ مستحکم کرتے رہے، ظلم کی زندگی کا باعث بنے۔ محنت، مشقت، مصیبت وتکلیف سے جان چرانے والے تھے، اسلام اور تعلیم علوی کے خلاف اور گمراہی ہے۔ اسلام نے کفار کی ملازمت، کفار کی اعانت، کفار سے شادی بیاہ، ظالموں سے میل جول، ظالموں سے بیع وشراء، ظالموں کے ساتھ کھانا پینا، سب حرام وناجائز قرار دیا ہے اور ان کو ہمیشہ کے لئے بائیکاٹ کیا ہے اور اس عدم تعاون سے ظالموں کی تمام قوت واقتدار کا خاتمہ کردیا ہے۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں ''ساتھی پیوند کے مانند ہے، ملتا جلتا پیوند لگاؤ۔''[۱]

ظالم کا ساتھی ظالم ہوگا اور حق رس وپاکباز نہیں بن سکتا۔ علیؑ کی زندگی کا راز یہی تھا کہ کوئی قوت واقتدار ان کو کسی تشدد سے نہ جھکا سکا، اور اپنی بدکاریوں کا حصہ دار وشریک نہ بنا سکا۔ ان کی خاموش خانہ نشینی میں ربع صدی گذر گئی اور ظالموں سے موالات نہ کی۔

البتہ اسلام نے تحفظ المسلمین کے لئے معاہدے اور صلحیں کی تھیں۔ صلح حدیبیہ جس کی کھلی مثال ہے جس میں خلیفہ عمر کو رسولؐ کی نبوت میں شک ہوا تھا۔

ایسی صلح ومعاہدہ جس میں تحفظ خود اختیاری کے سوا اعانت ظلم نہ ہونے پائے۔ بس اتنی ہی اجازت ہے جیسے صلح امام حسنؑ و ولی عہدی امام رضا علیہ السلام۔ لیکن جس وقت ظالم صلح ومعاہدے کا احترام ترک کردے اسی وقت ''فَاعْتَدُوا بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ'' پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

(۱۹۷)

تشدد تشدد سے فنا نہیں ہوتا

آج یہ عقیدہ ہے کہ تشدد تشدد سے فنا نہیں ہوتا۔ تمام انقلاب پسندوں کا اتفاق ہے کہ

(۱) نہج البلاغہ

جبر وتشدد کا خاتمہ جبر وتشدد سے نہ ہو بلکہ انسان کے احساس سے اور برائی سے بچ کر ہونا چاہئے۔

''گاڈون'' اور ''فروضون'' میں سے ایک کہتا ہے کہ اقتدار کے خاتمہ کے لئے انسان کا احساس وبیداری کافی ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ عدل اقتدار کو مٹا سکتا ہے، اگر عدل قائم ہوجائے تو اقتدار خود بخود مٹ جائے گا۔ عام عدل وعافیت کا احساس پیدا کردو اور بس۔

علیؑ کی آج سے تیرہ سو سال پیشتر یہ تعلیم تھی ''فتح بغاوت سے نہیں ہوتی، ظلم سے غلبہ حاصل کرنے والا مغلوب ہے۔''[1]

بے شک بغاوت تو اُسی ظلم وبغاوت کی پوری تصویر ہے جس ظلم وبغاوت سے قوم کو غلام بنایا جاتا ہے۔ جس ظلم کے ذریعہ قوم کو مغلوب کیا جاتا ہے اس کا ردعمل ظالم کو بھی مغلوب کئے رہتا ہے، وہ ہمیشہ انقلاب وبغاوت کے خدشہ سے سوکھتا رہتا ہے اور سخت سے سخت قوانین بناتا رہتا ہے اور خود کو قوم کے ظلم وغلبہ کا شکار سمجھتا رہتا ہے۔ جن لوگوں سے ہم بغاوت کرنے پر تیاری کریں، ان کی قوت اسلحہ عسکریت ان بغاوتوں کے فرو کرنے میں ان کی زائد مدد کریں گی اور وہی خوں ریزی ناامنی ہوگی جس سے تم نالان وگریاں ہو۔ فرق بتاؤ کیا ہے۔ بہترین دماغ قتل وضائع ہوں گے۔

علیؑ کا نظام نظام عدل ہے، وہ فرماتے ہیں: ''عدل نظام حکومت ہے، ظلم بستیوں کو اُجاڑ دیتا ہے۔''[2]

علیؑ کی خلافتوں میں خموشی اور ان سے نہ لڑنا اسی اصول پر تھا، وہ خوں ریزی پر ایمان نہ رکھتے تھے اور تشدد کو تشدد سے مٹانا نہ چاہتے تھے۔ وہ ان قوموں کو اپنا بھائی سمجھتے تھے جن سے وہ فوجیں مرکب تھیں، اسی لئے معاویہ کو بھی صاف صاف پیغام دیا تھا کہ وہ خلقت خدا کی کیوں خوں ریزی کراتا ہے، باہم دونوں لڑ کر فیصلہ کرلیں جس کو معاویہ نے منظور نہ کیا اور فوجیں شام سے صفین لے کے چڑھ دوڑا۔[3]

---

(۱) نہج البلاغہ (۲) نہج البلاغہ (۳) نہج البلاغہ، تذکرہ خواص، تاریخ کامل، تاریخ طبری

(۱۹۸)

علیؑ نے نسلی تفوق مٹا دیا

وہ عرب جو نسلی تفوق (برتری) پر مٹے ہوئے تھے، دنیا کی جنگیں جس بنیاد پر ہوا کرتی تھیں وہ بھی نسلی تفوق تھا۔ بعد رسولؐ جب بدوی وصحرائی قانون از سر نو ڈھکے پردوں میں جاری ہونا شروع ہوگیا تھا۔ قبائلی اور نسلی امتیازات برسرکار ہوگئے۔ تقسیم غنائم میں امتیازات بیت المال سے خلیفہ وخلیفہ زادیوں کی تنخواہیں مقرر ہونا شروع ہوگئیں تھیں، رشتہ داروں کے لئے اموال مسلمین وقف ہوگئے تھے۔ علیؑ نے اسی نسلی تفوق کو مٹانے کے لئے جو عملی جدوجہد کی وہ تاریخ عالم میں سنہرے حرفوں سے لکھی جاسکتی ہے۔''

(۱) اپنے فرزند امام حسینؑ کی شادی کسریٰ کی بیٹی شہربانو سے کردی۔

(۲) خلیفہ عمر کے صاحبزادے کو سردربار خلافت مآب کے سامنے شراب خوری کی حد جاری کرنے میں اتنے کوڑے مارے کہ جان جاتی رہی اور کچھ نسلی تفوق ووجاہت دنیاوی کی پرواہ نہ کی۔

(۳) بنی ہاشم کو عام مسلمانوں کی حیثیت دے دی مساویانہ تقسیم اموال کے عہدوں منصبوں میں عمومیت کردی۔

(۴) ابن عباس شاگرد خاص گورنر بصرے کا مدینہ مال بھیجنے پر قتل کی دھمکی دی۔

(۵) خلافت وخلیفہ زادیوں کی تنخواہ یک قلم بند کردی، عام مسلمین میں شمار کرلیا تھا۔

علیؑ فرماتے تھے: ''ہر انسان مشابہت ومماثلت باہمی کی وجہ سے برابر ہے، سب کے باپ آدمؑ اور ماں حواؑ ہیں۔'' یہ ایک کاری ضرب نسلی تفوق کی ہے جس کا خاتمہ کردیا۔

(۱۹۹)

علیؑ اور لیگ آف نیشنس

بین الاقوامی ثالثی عدالتیں سطحی نظر والوں میں تو بے شک لبھانے والی چیز ہے۔ تاریخ عالم

کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ مجلس شوریٰ حماقت ہے۔ بجائے مظلوموں کی دادرسی کے ظلم کی تقویت کا سبب ہوتی ہے۔ بین الاقوامی کانفرنس کے بعد جنگوں کا ہونا، کمزور سلطنتوں کا ہضم ہوتے جانا، کیا کافی ثبوت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومتوں کو باہمی اعتماد نہیں ہے۔ بجائے غیر مسلح ہونے کے اور فوجی تخفیف کے ہر طرف اسلحہ کی فراوانی، افواج کی بھرتی زوروں پر ہو رہی ہے۔ کس پر یہ بات پوشیدہ ہے کہ اس کانفرنس نے بے اعتمادی کو اور بڑھا دیا، خفیہ صلح ناموں اور معاہدوں کی بھرمار ہے۔ حکومتیں مطلق العنانی کے ساتھ جو چاہتی ہیں کر گذرتی ہیں، جس میں رعایا کو خبر بھی نہیں کیا ہو رہا ہے۔ نہ غیر معاہد حکومتوں کو کوئی خبر ہے نہ کمزور سلطنتوں کی کوئی شنوائی ہے۔ ظاہری مخالفت کرنے والا تو قوت سے دبایا جاتا ہے، لیکن حقیقت دیکھو تو یہ بھی غارت گری ہے۔ سلاطین کی انجمن ہو یا فیڈریشن سب میں سرمایہ داری کا تحفظ ہے، مزدوروں، بھوکوں کا کہیں ٹھکانہ نہیں ہے، تمام ثالثیان ہمیشہ ناکام رہیں۔ مظلوموں کو دبا دینا، حقوق کو میٹ دینا اکثر ان کے نمایاں کارناموں میں سے ہے۔

جناب امیرؑ کو اکثر ایسی چالبازیوں سے سابقہ پڑا، خلافت ثالثہ میں مجلس شوریٰ مقرر ہوئی۔ علیؑ کے صحیح احتجاج کے باوجود کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ جنگ صفین کے وقت اسی ثالثی کے آلہ سے فریب دیا گیا، علیؑ کو تحکیم پر مجبور کر دیا گیا، آپ انکار کرتے رہے، ساتھیوں نے ایک نہ سنی اور اسی کا نتیجہ علیؑ کی شہادت ہوئی اور فرقہ خوارج و انارکزم کی بنیاد ہوئی۔

بین الاقوامی کانفرنسیں محبت و رواداری، حق و انصاف و باہمی اعتماد پر قائم ہوں تو مفید ہیں ورنہ بدترین لعنت ہے۔

(۲۰۰)

علیؑ کی بین الاقوامی حیثیت

مشرکین بصرہ نے امیر المومنینؑ سے حاکم بصرہ عبداللہ ابن عباس کی شکایت کی، وہ ہم کو

حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔ علیؑ نے فوری تہدیدی خط لکھا اور تاکید کی کہ ان سے مدارات کریں۔ اپنے پاس بٹھایا کریں۔[1]

اپنوں اور بے گانوں کا جو برابر خیال رکھتا ہو، جس کے واقعات زندگی میں کوئی ایسی مثال نہ ہو جس میں غیر مسلمین سے کوئی برا برتاؤ کیا ہو، حفاظت و حق رسی میں کوتاہی کی ہو یا عمال و حکام کی طرفداری کی ہو، یا مخالف فرقوں سے اور ایک قبیلہ کے دشمن قبیلہ سے کوئی سازش یا خفیہ معاہدہ کیا ہو تو کوئی بتا دے۔ یہی وہ خصوصیات تھے جو علیؑ کو بین الاقوامی حیثیت دیتے ہیں۔ پھر علیؑ کی زندگی کے کارنامے اور ان کے خطبہ اور کلمات، تعلیمات و نصائح ہر مذہب کے دستور العمل بننے کے قابل ہیں اس لئے علیؑ ہر قوم و ملت کے لئے یکساں ہیں۔

(۲۰۱)

مظلوموں کا مددگار

آخر وقت جناب امیرؑ، امام حسنؑ و امام حسینؑ اور کل اولاد سے وصیت فرماتے ہیں ”تم دونوں سے خدا کے خوف کی وصیت کرتا ہوں۔ ہمیشہ سچی بات کے لئے تمہاری زبانیں کھلی رہیں۔ عمل تمہارا اجر و ثواب کے لئے ہو، ظالم کے ہمیشہ دشمن رہنا، مظلوموں کی مدد کرنا۔[2]

(۲۰۲)

علیؑ اور امداد باہمی

علیؑ کے صفات خاصہ میں سے بنی نوع انسان کی ہمدردی ہے، عالم رواداری اور ان کی ضرورت پر امداد جس کی بنیاد آج امداد باہمی کے نام سے موسوم ہو کر اتحادی کی زبردست تحریک شروع کی گئی ہے اور جس کا بانی ”رابرٹ اون“ اور جرمنی کا زبردست اتحادی ”شلز“ اور ”ریفائزن“ ہے۔ ان کو کیا خبر کہ تیرہ سو سال پیشتر ۶۰۰ء میں امداد باہمی کا لیڈر اور پختہ کار اتحادی جس کی نظیر عالم نہیں

---

(۱) نہج البلاغہ (۲) تذکرہ خواص، مقاتل الطالبین

پیش کرسکتا، وہ علیؑ کی ذات ہے، جو اتحاد و بقاء امن کے لئے گھر میں آگ لگنے کی دھمکیاں سنتا ہے، دشمن کی رسّی کے لئے گردن پیش کرتا ہے، بیواؤں، یتیموں، اسیروں کو کھانا پہنچاتا اور اپنے بچوں کو تین تین دن بھوکا رکھتا ہے۔

صفین میں علیؑ اور ان کے ساتھیوں پر پانی بند کیا جاتا ہے، لیکن گھاٹ چھین لینے پر علیؑ دشمن کو بھی پیاسا نہیں رکھتے، اپنے قاتل ابن ملجم کو ویسا ہی شیر پلاتا ہے جیسا کہ خود آخری وقت پیتا ہے۔

انسان کا کیا ذکر باز و کبوتر کا قصہ مشہور ہے۔ علیؑ سر منبر وعظ کہہ رہے ہیں، کبوتر باز کے خوف سے بھاگا ہوا علیؑ کی گود میں گرتا ہے، علیؑ کبوتر کو پناہ دیتے ہیں اور چھری طلب کرتے ہیں تا کہ اپنے جسم کا گوشت کاٹ کر باز کو بھوکا نہ پلٹا دیں۔

(۲۰۳)

حریت ومساوات کا علم بردار

عرب کی نسلی، قومی اور مادی خصوصیات پر تعلّی و تفوق کی مثالیں تاریخیں دہرا رہی ہیں۔ بیت المال اور مال غنیمت کی تقسیم خلافتوں میں مدارج کے لحاظ سے ہوتی تھی۔ علیؑ نے بیت المال مساویانہ تقسیم کرنا شروع کیا۔ خراج میں ایک روٹی بھی آ گئی تھی، اس کے بھی سات حصے کر کے تقسیم کر دیئے۔

احنف بن قیس نے دربار معاویہ میں کہا کہ علیؑ کہا کرتے تھے ''امام برحق وہ ہے کہ کمزور رعایا کی حالت میں ان کا شریک ہو، خورد و نوش و لباس میں انھیں کی سی حالت بنا دے، کسی بات میں رعایا سے امتیازی شان پیدا نہ کرے جس پر رعایا قادر نہ ہو، تا کہ فقراء اپنے بادشاہوں کی حالت دیکھ کر خدا کی شکایت نہ کریں اور مال دار خدا کا شکر بجا لاویں اور تواضع اختیار کریں۔''[۱]

---

(۱) تذکرہ خواص

عید کے روز ایک تھیلی کی مہر توڑ کر علیؑ جَو کا بھوسی ملا آٹا نکال کر کھاتے ہیں، سوال کرنے پر فرماتے ہیں: ''میں نے اپنی ایسی حالت اس لئے بنائی ہے کیوں کہ مجھ کو بہتوں کا علم ہے کہ آج عید کے روز ان کو یہ بھی میسر نہیں ہے۔''

علیؑ بار بار فرماتے تھے: ''اپنے غیر کے غلام نہ بنو۔'' اور کبھی فرماتے تھے: ''خدا نے تجھے آزاد بنایا ہے۔''[۱] یہ تھی علیؑ کی حریت ومساوات۔

(۲۰۴)

اصول جہاد کا معلّم

جب علیؑ فوج کو جہاد پر بھیجتے، حکم دیتے: ''دشمنوں سے نرمی کرنا، عورتوں کی حفاظت کرنا، انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ دینا، ان کی بے حرمتی نہ کرنا، بچوں کی نگہداشت کرنا، انھیں ماؤں سے جدا نہ کرنا۔''[۲]

یہ وہ انسانی جنگ ہے جو دشمن کی ظاہری مغلوبی کے ساتھ دلوں کو بھی مغلوب کر لیتی ہے۔ بی بی عائشہ کو ایسے مغلوب دشمن کا بھی اعتراف کرنا پڑا کہ علیؑ سے بہتر عزت کرنے والا نہیں ہے۔ اسی احترام سے شکست خوردہ دشمن کو بصرے سے مدینہ پہنچایا کہ تاریخ یاد رکھے گی۔

(۲۰۵)

مارشل اِسپرٹ

علیؑ کوفیوں سے ایک خطبہ فرماتے ہیں: ''خدا تم سے سمجھے! تم نے میرے قلبوں کو زخمی کر دیا ہے اور بار بار رنج دیتے ہو، تم نے میری اتنی نافرمانی کی کہ قریش یہ کہنے لگے کہ علیؑ شجاع تو ضرور ہیں لیکن اصول حرب سے ناواقف ہیں۔ یہ تو بتاؤ مجھ سے پہلے میدان جنگ میں اُترنے والا اور جنگ میں ڈوبنے والا کون ہوسکتا ہے۔ میدان میں اس وقت اترا ہوں جب کہ بیس سال کا بھی

---

(۱) نہج البلاغہ (۲) تاریخ جرجی

نہ تھا اور اب تو ساٹھ سال سے زائد کا ہو چکا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ جس کی اطاعت نہیں، اس کی کوئی رائے نہیں ہے۔(۱)

علیؑ سپاہیوں کی نافرمانی سے مجبور تھے، ورنہ وہ ایسے بہادر تھے جو جنگ صفین ایسے معرکہ میں وضع بدل بدل کر میدان جنگ میں آتے، اس لئے کہ ان کے مقابلے کی کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی اور ایک ہلکا کرتہ پہنتے شیر کے مانند لشکر میں ٹہلتے۔ امام حسنؑ کے عرض کرنے پر فرماتے کہ بیٹا! تیرے باپ کو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ موت پر واقع ہوتا (آپڑتا) ہے یا موت اس پر واقع ہوتی (آپڑتی) ہے۔

(۲۰۶)

شجاعت کا سبق

جنگ جمل میں اپنے فرزند محمد حنفیہ سے فرمایا: ''بیٹا! پہاڑ ٹل جائے، مگر تیرا قدم جنگ سے نہ ٹلے، دانتوں کو بھینچ کر لڑنا، اپنے سر کو راہ خدا میں عاریت دے دینا، زمین میں قدم گاڑ کر لڑنا۔(۲)

(۲۰۷)

جھوٹی لیڈری

جھوٹے لیڈر، مکار مصلحوں کی علیؑ نے شناخت بتائی ہے: ''زائد سننے والے بہرے ہیں، بولنے والے گونگے ہیں، دیکھنے والے اندھے ہیں، مقابلے کے وقت چھوٹے، امتحان کے وقت بے بھروسہ جو اونٹوں کے مانند ہیں، جن کے گلہ بان کہیں چلے گئے ہیں، جو ایک طرف جمع کئے جاتے ہیں تو دوسری طرف منتشر ہوجاتے ہیں۔''

پھر فرماتے ہیں: ''نہ تم نے خدا کی راہ میں مال صرف کیا جس نے تم کو بخشا تھا، نہ جانیں

---

(۱) نہج البلاغہ (۲) نہج البلاغہ

اس راہ میں نثار کیں جس نے انھیں پیدا کیا تھا۔ تم اللہ کا نام لے کر اس پر ایمان جتا کر عزت حاصل کرتے ہو مگر اس کے بندوں پر احسان کر کے اللہ کی تعظیم کا اظہار نہیں کرتے۔(۱)

(۲۰۸)

وطنیت وقومیت

ایک طرف حب الوطنی کی تعریف میں پُل باندھے جاتے ہیں دوسری طرف اُس کی مذمت کے دفتر سیاہ ہو رہے ہیں۔ فلسفہ ''ٹالسٹائی'' کا سنگ بنیاد یہی ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب ''ابوسز آف دی گورنمنٹ'' میں حب الوطنی کو تمام ناامنیوں، فتنہ پردازیوں، بدکاریوں، خوں ریزیوں کا سرچشمہ بتایا ہے اور اس کے ہر پہلو پر پُرزور بحث کی ہے۔ اسی حب الوطنی کے نام سے کمزوروں کو ستایا جاتا ہے، ان کو غلام بنایا جاتا ہے، ناامنی وفساد کی بنیادیں محکم کی جاتی ہیں اور نہایت مکاری وچالبازی سے کام لیا جاتا ہے۔

حب الوطنی کے معنی عالم بھر سے علاحدگی اپنے قدحے کی خیر بنانا، دیگر اقوام کی بدخواہی، ایذا رسانی پر مشتمل ہوتی ہے۔ اپنے جان ومال کی ترقی وبہبودی کے سوا دوسرے افراد کو نظرانداز کرنا، ان کے نفع وضرر کا کچھ لحاظ نہ کرنا، یہ کون سی رحمت ہے؟ قرآن مجید میں ہے: ''انسان کو خدا نے قوم وقبیلہ کر کے بنایا ہے تاکہ ایک دوسرے سے شناسائی پیدا کرے۔'' شناسائی کے لئے فرقہ فرقہ بنایا ہے۔ میل جول ومحبت کی غرض سے جو ماحصل شناسائی کا ہے۔ بے خبری اقوام عالم سے، تفوق وتعلّی عداوت وتفرقہ کے لئے فرقہ بندی نہیں ہوئی ہے۔ گزشتہ عہد کے قبائل خصوص عرب قوم پرستی، قبیلہ پرستی پر مٹے ہوئے تھے، دوسرے قبائل کو زندگی کا مستحق ہی نہ سمجھتے تھے۔ امن عامہ کے لئے لعنت تھے، جس کو آج دور تمدن وتہذیب پھر دہرا رہا ہے۔ خداوند کریم نے اس جذبۂ ملعونہ کے مٹانے کے لئے فلسفہ شعب وقبائل سمجھایا۔ سورۂ حجرات کی آیتوں کو پڑھو، جن میں بین الاقوامی

---

(۱) نہج البلاغہ

روح کا جوہر ہے۔لوگوں کو بتایا ہے، آپس میں دوستانہ روابط رکھیں، ناامنی وعدم مساوات سے جنگ کریں، روابط قومی سے فرقہ کو نکال کر اقوام عالم کی فضا میں لائیں اس وقت صحیح معنوں میں ''لیگ آف نیشنس'' (League of Nations) کا مطمع نظر پورا ہوگا اور سچی اجتماعیت پیدا ہوگی۔

توحید کا پرستار کب انسان پرستی، قوم پرستی، وطن پرستی کی لعنت کو اختیار کر سکتا ہے۔قرآن مجید تو صاف کہتا ہے: ''سب انسان برابر ہیں، سب آدم کے فرزند ہیں، ساری دنیا ہمارا وطن ہے۔''

سقیفہ بن ساعدہ میں منا امیر و منکم امیر کی لعنت نے اسلامی ساکھ مٹادی۔مہاجریں وانصار کے جھگڑے نے علم، عمل وروحانیت کے بلند بانگ دعوے پس پشت ڈال کر قریشیت کا سوانگ بنایا، اور اس طرح سے الیکشن جیتا گیا۔حجاز کو اجماع کا اڈا قرار دیا۔ یہ انسان پرستی، قوم پرستی، وطن پرستی، خلافت اول سے آخری خلافت عباسیہ تک کارفرما رہی اور اسی پردے میں اسلام کی تمام خانہ جنگیوں کی پرورش ہوئی۔آج بھی دنیائے متمدن اسی لعنت میں گرفتار ہے اور زندگی کے ہر شعبہ کو وطنیت کے قالب میں ڈھال رہے ہیں اور بین الاقوامی اتحاد کے بجائے بین الاقوامی منافرت کی پرزور کوشش کر رہے ہیں۔

علیؑ مرتضیٰ نے وطن پرستی کی لعنت کو مٹا کر کوفہ کو دارالخلافہ بنایا۔جناب شہربانو کو بہو بنا کر نو اماموں کی ماں بنایا، قومی لعنت کی بیخ کنی کی، خلیفہ عمر کے بیٹے پر حد جاری کر کے انسان پرستی کو مٹایا۔

وہ دنیا جو دین ومذہب سے جدا ہو اس کی وطن پرستی دنیاوی وطن پرستی ہے، جو شخصی وخود غرضی ہے اور جس مذہب میں دین ودنیا ایک ہو، اس کی قومیت، وطنیت، انسانیت، ارضیت تک وسعت پذیر ہوئی ہے، جس میں بین الاقوامی روح ہوتی ہے۔کسی ترقی یافتہ ملک کی قوم پرستی اگر بین الاقوامی زمین کو ہموار کرنے کے لئے ہو تو رحمت ہے۔اسلام کو دیکھو! آیا تو عرب کے لئے لیکن اس نے تمام دنیا کو اپنے رشتہ برادری میں لے لیا اور قومی وطنی خیرخواہی کو دنیائے انسانیت کی خیرخواہی میں صرف کیا۔سچی اور حقیقی حب الوطنی یہ ہے کہ جو دوسروں کے جذبات وتحریکات سے نہ ٹکراوے، بلکہ معین ومددگار ہو، ورنہ حب الوطنی لعنت ہے اور اس کو دنیا سے مٹانا چاہئے۔ یہ تو

شرارت ومکاری کی تائید ہے۔ظالموں، خودغرضوں، سرمایہ داروں کی مصنوعی حب الوطنی ہے۔ سچی اور حقیقی حب الوطنی یہ ہے کہ تمام نوع انسان کی بھلائی اپنی بھلائی میں مضمر ہو۔جیسے ایک عضو کی سلامتی وصحت پر تمام اعضائے انسانی کی سلامتی وصحت منحصر ہوتی ہے۔جس میں تنگ نظری نہ ہو، اپنی ہی قوم سے محبت، اپنی قوم کا بھلا، اپنی ہی سیادت، اپنی ہی شرافت، اپنی ہر ترقی وتفوق کا شائبہ نہ ہو بلکہ پاکبازی، ایثار، قربانی پر اس کی بنیاد ہو۔تمام مذہبی پیشوا، ہر نبی وولی کی یہی کوشش رہی۔ تمام مذاہب کا بجز ہندومت کے کم وبیش۔

اسلام کا ایمان تحفظ وبقائے نوعی پر ہے، وہ احساس قومیت ووطنیت کی موجودہ لعنت سے بالاتر ہے۔وہ تمام نسلی، قبائلی، وطنی جذبات کے فنا کرنے کے لئے آیا تھا۔اس کا بانی حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھتا ہے: ''عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، نہ عجمی کو عربی پر، سب کے سب انسانیت کے فرزند ہیں۔'' رسولؐ کے جانشین علیؑ مرتضیٰ نے تمام انسانوں کو ایک باپ آدمؑ اور ایک ماں حواؑ کا فرزند بتا کر قومیت کو مٹایا۔

لہٰذا اسلام انسانی اخوت کے لئے آیا ہے، مجلس اقوام کی تباہ کاریاں یوروپ، امریکہ، ایشیاء وافریقہ کی غلط ذہنیت، وطن پرستی وقوم پرستی نے عام انسانی برادری کی جگہ لے کر فتنوں کا دروازہ کھول دیا ہے۔اس عام حساس انسانیت کے بعد مرتبہ مذہبی اخوت کا ہے جس کو قرآن مجید نے بتایا ہے: ''سارے ایمان لانے والے ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔''

(۲۰۹)

انسانی برادری

انسانی برادری کیا ہے، ایک دوسرے کے اخلاق، آداب معاشرت، تمدن، علم وہنر میں ہم شکل وہم جنس ہو جانا، اور مغایرت نہ رکھنا بشرطیکہ انسانیت کی راہ سے مستحسن عقلی ہم شکلی ہو، ورنہ غیر جنس سے یا پست تر سے برادری کیسی، کیا انسان حیوان، پتھر، درخت کا بھائی بن سکتا ہے۔اگر

ایسا ہے تو سمجھئے حماقت ہے۔ عقلی اور حقیقی برادری میں تو جب ہی شامل ہوں گے جب یکساں اور یک رنگ ہو جائیں۔ فرض کرو ہمسایہ قومیں متمدن، مہذب مکمل انسان ہیں اور ہمارا ملک پست و بداخلاق، غیر متمدن ہے، تو کیا عالم گیر برادری میں داخل ہو کر ان کے لئے بار نہ ہوگا؟ اگر ریفارمر مصلح ان کو عام برادری میں شامل ہونے کے لئے آگے بڑھائے اور دوسرے ترقی یافتہ اقوام کے پہلو بہ پہلو پہنچانے کی سعی کرے تو یہی شریفانہ انسانی برادری ہے، لیکن معکوس برادری یعنی ترقی یافتہ اقوام کا پست اقوام میں مل کر اپنے اعلیٰ خصوصیات کو عام برادری کے لئے ترک کرنا انسانیت کو کھو دینا ہے۔ بین الاقوامی لباس، بین الاقوامی زبان، بین الاقوامی معاشرت کی ترنگ میں اپنے اعلیٰ خصائل اور نفسی فضائل کو چھوڑ دینا انسانیت نہیں، حیوانیت ہے۔ آج ترکی، ایران، افغان، مصر، عراق، یمن وغیرہ جس کی مثال بن رہے ہیں۔ یہ شریفانہ انسانی برادری نہیں ہے۔

ایک طرف خفیہ معاہدے، دوسروں پر بے اعتمادی، خوف و ہراس میں بسر کرنا، یورپی ڈپلومیسی ہے، مذہبی آزادی، معاشرتی آزادی پر جابرانہ پہرے، یہ سب ظالموں، مستبدوں، خودغرضوں، سرمایہ داروں سے ناطہ جوڑنا ہے، انسانی برادری میں اس کو داخل ہونا نہیں کہتے۔ یہ درندوں سے برادری کرنا ہے۔

شریفانہ انسانی برادری یہ ہے کہ جس کو قرآن نے بتایا ہے: ''ایمان والے سب آپس میں بھائی ہیں۔'' ایمان انسانیت وغیر انسانیت میں فارق ہے۔ اُسی ایمان کی شرط لگا کر بتایا ہے اور عالم بھر کے ایمان والوں کی برادری میں شامل ہو جانے کا حکم ہے۔ بھائیوں میں اصلاح کرتے رہو۔ کشمکش، بغض، عداوت ظلم وتعدی نہ ہونے پائے۔ آج درندوں کی برادری میں داخل ہونا جس میں نہ اصلاح ہے، نہ کشمکش حیات کی روک ہے، نہ حسد وبغض وعناد وظلم وتعدی کی روک ہے۔

یہ بین الاقوامی برادری مضحکہ خیز ہے۔ ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' کا یہی فلسفہ ہے، جس لعنت میں یورپ گرفتار تھا، آج اسی مادی لعنت میں یہ مسلمان بھی گرفتار ہو رہے ہیں، جھوٹے ہیں، وہ بتادیں عام برادری میں داخل ہو کر دوسروں کے واسطے انھوں نے کیا کیا، بجز اپنے

قدے کی خیر منانے کے؟ جیسے یورپ وامریکہ ڈینگے مارتا ہے اور جو کرتا ہے اپنے لئے، ایشیاء افریقہ کے واسطے کبھی کچھ نہ کیا۔ وہی نقالی یا یورپ کی آواز کی بازگشت مسلمانوں میں بھی سنائی دیتی ہے۔

شریفانہ عام انسانی برادری تو یہ ہے جس کو علیؑ مرتضیٰ فرماتے ہیں: ''خدا اس شخص پر رحم کرے جو کسی کو حق پر دیکھے اور اس کی مدد کرے۔ کسی کو ظلم کرتے دیکھے اس کا ظلم دفع کرے اور اپنے ساتھی کے حق میں مدد کرے۔'' ''دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو، دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔''(۱)

آج بین الاقوامی برادری کی رٹ لگانے والے اپنے اعمال کا جائزہ لیں تو ان کو معلوم ہو کہ وہ سراسر جھوٹ ہے۔

(۲۱۰)

اسلامی تجارت میں علیؑ کا حصہ

عہد رسولؐ کی تجارت کا رنگ جناب ابوہریرہ کی زبانی یہ تھا کہ ''لوگوں نے پوچھا آپ رسولؐ سے جتنی روایتیں نقل کرتے ہیں، دوسرے صحابی اس قدر روایتیں نہیں پیش کرتے۔ جواب میں فرمایا: ''انصار ومہاجرین کو خبر ہی کیا تھی، انصار کھیتی باڑی میں مشغول رہتے تھے اور مہاجرین بازاروں کی تالیوں میں۔ وہ رسولؐ کے پاس کب بیٹھتے تھے، میں خدمت رسولؐ میں ہر وقت حاضر رہتا تھا۔(۲)

انھیں بازاری دل فریبیوں میں جناب عمر بھی شامل تھے۔ ابوموسیٰ اشعری سے خود فرمایا: ''مجھ کو رسول کے احکام سے بازار کی تالیوں نے غافل کیا۔(۳)

مہاجرین وانصار کی بازاری دلچسپیوں کی یہ حالت تھی کہ جمعہ کے دن رسولؐ نماز پڑھتے کھڑے ہوئے اور سب صحابہ تنہا چھوڑ کر تجارت وکھیل کود کے لئے چلتے بنے۔ صرف بارہ یا آٹھ

---

(۱) نہج البلاغہ (۲) صحیح بخاری جلد۔۱ جز۔۸، صحیح مسلم جلد۔۲ (۳) صحیح بخاری جلد۔۱ جز۔۸ باب الخروج فی التجارہ صحیح مسلم جلد۔۲

صحابی رہ گئے۔ خدا کو سورۂ جمعہ کی قرآن مجید میں تذکرے کی ضرورت ہوئی۔ ''وَاِذَا رَأَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا انفَضُّوَا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا۔[1] (ترجمہ: جب وہ کوئی تجارت یا کوئی کھیل، تماشہ دیکھتے ہیں تو حالت نماز میں تمہیں چھوڑ دیتے ہیں۔)

مہاجرین وانصار کی دلچسپیاں یہ تھیں کہ جو مذکور ہوئیں۔ اس وقت علیؑ کی یہ حالت تھی کہ رسولؐ کی ہر خلوت جلوت، غزوات وعبادات میں ساتھ رہتے تھے۔ بازاروں میں جاتے تو اصول تجارت کی تعلیم میں وقت کاٹتے، یہودیوں کے باغ سینچ کر مزدوری لاتے تو خود رسولؐ کی فاقہ شکنی ہوتی، بازاروں میں کمزور مزدوروں کے بوجھ اٹھواتے۔ میثم تمار کی دوکان پر بیٹھ کر کھجوریں بیچتے شمعون یہودی سے جَو لاتے اور سوت کتواتے۔ جتنا آٹا پِستا اس سے عیال کی قوت ہوتی اور جتنا سوت کاتا جاتا اتنا ہی آٹا اجرت میں پسواتے۔ اگر یتیم واسیر ومسکین آجاتے تو روٹیاں اُٹھا دی جاتیں اور تین روز روزہ پر روزہ رکھا جاتا اور یہ جرأت نہ کرتے کہ بغیر سوت کاتے دوسرے روز کی اجرت کا جو پیس کر پیشگی پکالیں اور فاقہ نہ کریں۔

(۲۱۱)

علیؑ امام اہل طریقت ہیں

تمام صوفیہ کے سلسلہ کا پیشوا علیؑ ہے، سلسلہ چشتیہ قادریہ، قشریہ، دہرویہ، احمدیہ غزالیہ، محمدیہ غزالیہ، شطاریہ، رفاعیہ، سہروردیہ، کبرویہ، شاذلیہ، نقشبندیہ، جناب امیر ہی تک منتہی ہوتے ہیں۔

(۲۱۲)

اسرار غیبیہ کا عالم

۱۹۰۸ء کے محقق پروفیسر ''منگیزینی'' نے اٹلی میں انسانی جسم کے لسانی مرکزوں کو تجربہ کرکے بتایا تھا کہ انسان کے جسم میں علاوہ زبان کے ایسے اعضا بھی ہیں جو تبادلہ خیالات کے کام

---

(۱) صحیح بخاری جلد۔ ا جز۔ ۸، صحیح مسلم جلد۔ ا، تفسیر طبری جلد۔ ۲۸، تفسیر کبیر جلد۔ ۸، تفسیر ابوالسعود، انوار التنزیل جلد۔ ۶، لباب التاویل جلد۔ ۶، تفسیر کشاف جلد۔ ۲، تفسیر مدارک

میں لائے جاتے ہیں۔

۱۹۳۴ء میں اٹلی کے پروفیسر ''گیلگیرس'' نے دونرسوں پر اس کا عمل کیا اور اپنا تجربہ پیش کرکے اعلان کیا کہ چند ہی روز بعد وہ ممکن کردیں گے کہ ہزاروں میل بیٹھے ہوئے دو آدمیوں میں باتیں کرادیں، لیکن اس جدید تحقیق کی سائنس کے ذریعہ آج تصدیق کی جارہی ہے اور واقف اسرار غیبی علیؑ مرتضیٰ شب معراج کی رسولی سیر وسیاحت فلکی کو خود بیان کرتے ہیں، ملائکہ سماوات سے باتیں کرتے ہیں، دور دراز ملکوں کی آوازیں سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور پکار پکار کر فرماتے ہیں: ''میں آسمانوں کے راستوں سے بہ نسبت زمین کے راستوں کے زائد واقف ہوں''، یا رسولؐ خدا فرماتے ہیں: ''علیؑ آسمانوں پر زمین سے زائد مشہور ہیں۔''

سائنس ان واقعات کو کب جھٹلا سکتی ہے؟ عام انسانی جسم میں جب یہ قوت ہے، تو جاننے والا اُسی قوت کو اگر بہتر طریق سے استعمال کرے، تو کیوں نہ عالم اسرار غیبیہ کہا جائے؟

(۲۱۳)

علیؑ اور الوہیت

لوگوں نے سیاسی ضرورتوں سے اور کسی نے دولت وثروت کے نشہ سے الوہیت کے دعوے کئے اور ان دعوؤں سے ان کی خوب شہرتیں ہوئیں۔ لیکن علیؑ کی اس نرالی شان کو دیکھتے ہوئے عبداللہ بن سبا علی اللٰہی ہوکر خدا کہنے لگا، جب خدمت امام میں لایا جاتا ہے، آپ تنبیہ ونصیحت اور قید وبند کو بے تاثیر سمجھ کر جناب قنبر کے ہاتھوں قتل کرتے اور آگ میں جلواتے ہیں، لیکن اس کے معتقدین توبہ نہیں کرتے، حتیٰ کہ یہ گروہ اب تک علیؑ کو خدائی صفات دیتا ہے، ملک شام کے کوہ لبنان ولاذقیہ اور اس کے اطراف میں بکثرت موجود ہیں اب وہ نصیری نہیں کہلاتے بلکہ علوی کہلاتے ہیں اور کرمان شاہ قصر شیریں کے شمالی کردستان میں وسیع علاقہ میں ہزاروں کی تعداد میں آباد ہیں، جو وہاں علی اللٰہی کہلاتے ہیں۔ طہران میں کافی تعداد موجود ہے جو صوفی مشرب ہے اور تصوف میں

ترقی کر کے علی اللٰہی کے درجہ پر پہنچ گئے ہیں۔حتیٰ کہ آپس کے سلام میں، کلام میں، اُٹھتے بیٹھتے وہ لوگ علیؑ کا نام لیتے ہیں۔سندھ میں بھی ایسے جہال کثرت سے موجود ہیں، جو لمبے بال رکھتے اور سکھوں کی طرح ہاتھ میں لوہے کا کڑا پہنتے اور اپنے کو ''مولائی'' کہتے ہیں۔

سلام میں وہ ''علیؑ مولا'' اور جواب میں ''مشکل کشا علیؑ'' کہتے ہیں۔ ان کے عقائد غالیانہ اور قرب بعقائد علی اللٰہی ہیں۔ان کو شیعوں کے عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بھنگ سے روزہ کھولتے اور بھنگ پر نذر و نیاز کرتے اور اس کا نام سید کی بوٹی رکھا ہے یہ گروہ شیعوں کو کافر سمجھتا اور شیعہ ان کو کافر سمجھتے ہیں۔

(۲۱۴)

اسلامی ہائی کورٹ کا چیف جسٹس

دنیائے تمدن کے قوانین میں سے ایک قانون حب، دوسرا قانون عدل ہے۔ قانون حب یہ ہے کہ 'ظالم سے مقابلہ نہ کرنا'[۱] قانون عدل یہ ہے کہ، دانت کے بدلے دانت، آنکھ کے بدلے آنکھ،[۲]

پہلے نظام کی بنا پر مظلوم کو کوئی زندگی کا حق نہیں ہے۔وہ ظالم کی ملکیت ہے جس طرح چاہے اُسے پیسے اور ستاتے۔دوسرے نظام کی بنا پر نادانستہ مجرم تائب وشرمندہ عفو کا طالب، دھوکے سے مرتکب جرم مدہوش ومخمور مجرم کی جان خطرے میں ہے، اس کے لئے بخشش کی کوئی امید نہیں ہے۔

مکمل نظام وہ ہے جو مظلوم کی زندگی کا ضامن ہو، ظالم کو سزا دے اور نادم وتائب مجرم کو عفو وبخشش کا پیغام سنائے۔وہ مکمل نظام قرآن مجید کا ہے۔ ''ہم نے توریت میں کہا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے زخم، پھر اگر ظالم کی مظلوم خطا معاف کردے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے۔''[۳]

(۱)انجیل متی ۳۸/۱ (۲)انجیل خروج ۲۳/۲۱ (۳)سورۂ مائدہ

اسلام کے چیف جسٹس علیؑ کے فیصلوں پر نظر کرو:

(۱) ام المومنین عائشہ جنگ جمل میں فوجیوں کو قتل علیؑ پر کس زور شور سے اُبھار رہیں تھیں، بنا بر نظام عدل علیؑ کی تلوار بھی میدان میں کوند رہی تھی، دفعتاً ناقہ ام المومنین کے پیر قلم ہوئے، ہودج گری، ام المومنین بے بس ہو گئیں فوراً علیؑ کی بے پناہ تلوار دشمن جان کو عفو وبخشش کا پیغام سنا کر بکمال عزت واحترام مدینہ روانہ کر دیتا ہے۔

(۲) صفین کا میدان اپنی شعلہ فشانی سے دامن حیات کو پھونک رہا ہے، عمر عاص بانی جنگ بیک ضربت زمین بوس ہوتا ہے اور جان بچانے کے لئے ٹانگیں اونچی کر کے شرم گاہ کو بے ستر کرتا ہے، علیؑ مسکرا کر اس ناروا راز۔نو طلبی پر منھ پھیر لیتے ہیں اور بھاگ جانے دیتے ہیں۔

(۳) اپنے قاتل کے متعلق بر بناء نظام عدل و نظام حب امام حسنؑ سے وصیت ہوتی ہے کہ ابن ملجم کے ایک ہی ضرب لگانا ویسی ہی جیسے جیسی اس نے لگائی ہے اور بر بناء نظام حب ارشاد ہے، اگر میں زندہ بچا تو مجھے اختیار ہے قصاص لوں یا عفو کردوں۔

(۲۱۵)

اسلامی مساجد اور علیؑ

مساجد کے ذریعہ بڑی بڑی نتیجہ خیز تحریکیں کامیاب بنائی جاسکتی ہیں۔اسلامی معابد گرجا اور مندر نہیں ہیں۔مسجدوں میں تمام مسلمانوں کو مساوی حقوق ملتے ہیں۔کسی کو کوئی امتیاز نہیں ہے، عیسائی گرجوں کی طرح اس میں نشستیں نہیں ہوتی ہیں۔[۱] لیکن امیر شام معاویہ اپنے لئے مسجد میں خاص حجرہ بنوا کر اس میں امامت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور نشستیں مقرر کرتے ہیں۔علیؑ وہ امام مسجد تھا جس نے محراب عبادت میں جان دے دی اور اپنے تحفظ کے لئے کوئی مقام محفوظ ومعین نہ کیا، مسجد کی خصوصیت کو ضائع وبرباد نہ ہونے دیا، لوگوں نے اصرار بھی کیا کہ قصر الامارہ کوفہ میں

(۱)ریلجس سنٹر آف دی ورلڈ مصنفہ ڈاکٹر جی۔ڈبلوسٹیر

قیام کریں۔ آپ نے فرمایا قصر فساد کی جگہ ہے، میں مسجد ہی میں رہوں گا۔ [۱]

(۲۱۶)

علیؑ اور خدا کا گھر

۱۳/رجب روز جمعہ ۲۲/سال ہجرت سے پہلے ۶۰۰ء میں علیؑ سب سے پہلی اور سب سے بڑی مسجد الحرام میں پیدا ہوئے۔ بعد ہجرت رسولؐ خود نبیؐ اور اصحاب کے ساتھ مل کر مسجد نبوی کو بنایا اور اُسی کو اپنا گھر بنایا، مدینہ سے نکلے تو مسجد کوفی کو اپنا قصر شاہی سمجھا اور وہیں شہید ہوئے۔ علیؑ کی زندگی کا خاص راز ہے کہ وہ خدا کے گھر سے ملے، وہیں رہے اور وہیں شہید ہوئے۔ [۲]

مسجد کی اہمیت کو سمجھنے والے علیؑ کی اس خصوصیت سے فضیلت علیؑ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

ہجرت کے پہلے ہی سال مدینہ میں رسولؐ نے مسجد کی تعمیر کی۔ وہی اسلامی قلعہ، اسلامی یونیورسٹی، اسلامی ہائی کورٹ، اسلامی دارالامارہ تھا، [۳] رضا کاران اسلام کی اسی سے نشوونما ہوئی اور تمام اسلامی اسکیمیں یہیں سے مکمل ہوئیں۔ امیر المومنینؑ نے رسولؐ کی پوری پیروی کی۔

(۲۱۷)

تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہ

قسمتوں پر تکیہ کئے بیٹھے رہنے والے سست و کاہل توکل علی اللہ کے غلط استعمال کرنے والوں کو علیؑ نے اپنے قول و عمل سے معنی سمجھائے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا، رہبانیت اختیار کرنا توکل علی اللہ نہیں ہے۔ جناب امیرؑ نے کسی شخص سے توکل کے معنی دریافت کئے۔ اس نے کہا: ''مجھ کو جو کچھ ملتا ہے، اس پر شکر خدا کر کے کھالیتا ہوں۔ جب کچھ نہیں ملتا، تو صبر کر کے بیٹھ رہتا ہوں۔''

جناب امیرؑ نے فرمایا: ''یہ توکل نہیں ہے، یہ کُتے کی خصلت ہے۔'' توکل یہ ہے کہ

---

(۱) شرح ابن ابی الحدید (۲) مروج الذہب، مناقب ابن مغازلی، مطالب السئول، تذکرۂ خواص، فصول المہمہ، انسان العیون، اسد الغابہ

(۳) تاریخ خمیس، وفاء الوفا

کوشش کرو، عزم کرو، ارادہ ہو، جدوجہد ہو، خدا نے عزم کے ساتھ توکل کا حکم دیا ہے۔ ''فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ'' (اپنی سی کوشش کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔) علیؑ کا مزدوری کرنا اور جو میسر ہو اس پر قناعت کرنا، یہ ہے توکل علی اللہ۔

(۲۱۸)

علیؑ کا مردے زندہ کرنا

اگر معجزات کی کوئی اصل ہے اور انبیاء نے مردے زندہ کئے ہیں اور انجیل و قرآن نے ایسے واقعات نقل کئے ہیں اور موجودہ ڈاکٹروں کے انجکشن وغیرہ سے مردے زندہ کرنا صحیح ہے اور اگر سائنس کا یہ دعویٰ کچھ حقیقت رکھتا ہے کہ ناگہانی موت سے مرنے والے زندہ کئے جاسکتے ہیں، اور ۱۸۸۲ء کی ''برائی سائکلکل ریسرچ سوسائیٹی'' کی تحقیقات صحیح ہے تو معجزات سے انکار غلط ہے۔ خلاف فطرت واقعات کا ہونا اور خلاف عادت ہوتے رہنا ''سائیکلو پیڈیا برناٹیکا ایڈیشن۔ ۱۱ جلد۔ ۲ صفحہ۔ ۵۴۱'' سے معلوم ہوگا۔ تو بے شک علیؑ کے متعلق مردوں کے زندہ کرنے کے تاریخی واقعات بھی نہیں جھٹلائے جاسکتے۔ سام بن نوحؑ نبی کو زندہ کرنا، وصی جناب موسیٰؑ کو زندہ کرنا، شمعون وصی حضرت عیسیٰؑ سے باتیں کرنا، غلام فروہ کو زندہ کرنا، عمر بن دینار ہمدانی کو زندہ کرنا، جناب سلیمان بن داؤدؑ کو زندہ کر کے باتیں کرنا، مدرکہ کو زندہ کرنا، مرد اسرائیلی کو زندہ کرنا، جناب سلمانؓ فارسی کو زندہ کرنا، چار پرند جانوروں کو زندہ کرنا، مچھلیوں کو زندہ کرنا۔ [۱]

(۲۱۹)

انسانی کھوپری سے باتیں کرنا

علیؑ نے مختلف موقعوں پر انسانی کھوپریوں سے باتیں کیں اور ان کے زمانے کے واقعات معلوم کئے۔ [۲] امریکہ کے موجد ''اڈیسن'' (Edison) نے کوشش کی تھی کہ ایسا ٹیلیفون ایجاد کریں جس

---

(۱) مناقب ابن شہر آشوب، ثاقب المناقب، امالیطوسی، عیون المعجزات (۲) ثاقب المناقب، مدینۃ المعاجز

کے ذریعہ ان روحوں سے تبادلہ خیال ہو سکے، جو قیدِ حیات سے آزاد ہو چکی ہیں۔ محقق مذکور اور ان کے بعد آنے والے فلاسفر اگر کسی حد تک قادر ہو گئے، تو اس بات کے ثبوت کی ضرورت نہیں ہے کہ جسم سے روح نکلنے کے بعد باقی رہتی ہے اور اہل دنیا سے بات چیت کر سکتی ہے۔ ''سرآلیور لاج'' نے بقاء ارواح اور ان سے تعلقات پیدا کرنے پر کافی بحث کی ہے اور ہماری کتاب عالم ذر میں کافی ثبوت موجود ہے۔ مردوں کی روحوں سے باتیں کرنا اور تسخیر ارواح کا مسئلہ جو صدیوں پہلے مستشرقین کا مسلمہ مسئلہ تھا، اب سائنس کا مصدقہ مسئلہ ہے، اس کے بعد ایک محقق و ماہر کامل کا مردے کی کھوپڑی سے باتیں کرنا قابل انکار نہیں ہے۔

(۲۲۰)

جانوروں سے باتیں کرنا

فن نباہت الحیوان کے جاننے والے اور علم منطق الطیر سے واقف لوگ علیؑ کے جانوروں سے باتیں کرنے کا انکار نہیں کر سکتے۔ ایسے واقعات کو سحر و ساحری و معجزہ کہنے کا زمانہ گزر گیا، اب تو تحقیق کا زمانہ ہے۔ کتب تاریخ ایسی شہادتیں پیش کر رہی ہیں، مثلاً سوسمار کا باتیں کرنا، کُتے کا باتیں کرنا، شیر کا باتیں کرنا، گائے، ہاتھی، تیتر، گھوڑے، سانپ، کبوتر، باز وغیرہ کا علیؑ سے باتیں کرنا، اسلامی تاریخوں میں موجود ہے۔[1]

(۲۲۱)

درختوں کا باتیں کرنا اور تعظیم کرنا

اگر نباتات میں روح و شعور کے فلاسفہ قائل ہیں۔ اگر ''مسٹر بوس'' کے تجربات صحیح ہیں، اگر سائنس کو نہیں جھٹلایا جا سکتا تو ان واقعات کو بھی نہیں جھٹلایا جا سکتا جو اسلامی مورخین نے لکھے ہیں کہ درخت سدر اور کھجور کے درخت علیؑ سے باتیں کرتے اور علیؑ کے لئے تعظیماً جھکتے تھے۔

---

(۱) تفسیر عسکری، مناقب ابن شہر آشوب، ثاقب المناقب، اختصاص مفید، مشارق الانوار

(۲۲۲)

پتھروں کا باتیں کرنا

علیؑ کے ہاتھ میں ٹھیکریوں کا باتیں کرنا، زمین کا، پہاڑ کا باتیں کرنا، فلسفہ کی رو سے محال نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایٹم و سالمات (Molecules) کا ذی روح ذی شعور ہونا سائنس نے ثابت کر دیا ہے۔ دیکھو ہماری کتاب ''عالم ذر'' اور طبیعات میں مسئلہ انتقال صوت (Transmission of sound) کو ہماری کتاب ''فلسفۂ اسلام'' میں۔

(۲۲۳)

پانی کا چشمہ نکالنا

(۱) راہ کربلا میں پانی نہ تھا، علیؑ کے لشکریوں پر پیاس کی شدت تھی۔ علیؑ نے ایک مقام سے مٹی ہٹا کر بھاری پتھر ہٹایا، جس کے نیچے سے چشمہ آب نکلا۔[1]

(۲) زمین نجران میں بھی ایک پتھر ہٹا کر نہر جناب مریمؑ کو پیدا کیا اور لشکریوں کو سیراب کیا۔[2]

(۳) صفین جاتے وقت بھی ایک پتھر ہٹا کر پانی کا چشمہ نکالا۔[3]

(۲۲۴)

یہودیوں کا گم شدہ پتھر

یہودیوں کا گم شدہ پتھر جس پر چھ نبیوں کے اسماء کندہ تھے، نہ ملتا تھا۔ جناب امیرؑ نے ایک صحرا سے مٹی ہٹا کر پتھر برآمد کیا، سب یہودی مسلمان ہوئے۔[4]

---

(۱) اختصاص مفید (۲) امالی صدوق (۳) ارشاد مفید، اعلام الوریٰ، مناقب شہر آشوب، خصائص نظیری، کتاب الولایہ، خصائص الائمہ
(۴) عیون المعجزات

(۲۲۵)

خزانہ نکالنا

جناب عمارؓ تین روز سے بھوکے تھے اور کوئی سبیل نہ ہوئی۔ جناب امیرؑ نے ایک ریگستان سے مٹی ہٹا کر ایک خزانہ نکالا جس سے صرف دو درہم جناب عمار یاسر نے لئے، پھر وہ خزانہ مخفی ہوگیا۔ اسی طرح سے ایک مرتبہ حسن ابن ابوالحسن بصری کے لئے زمین سے خزانہ برآمد کیا۔ پھر ایک منجم کو اس کے علم نجوم کی تکذیب کے بعد زمین میں سے خزانہ برآمد کیا۔[۱]

(۲۲۶)

لوہا نرم کرنا

خالد بن ولید نے لوگوں کی سازش سے علیؑ کو قتل کرنا چاہا، ہاتھ میں گرز تھا، علیؑ نے اس گرز کی ڈانڈ کو مروڑ کر مثل طوق خالد کی گردن میں ڈال دیا۔[۲] علیؑ لوہے کی کڑیاں ہاتھ سے موڑ موڑ کر زرہ بناتے جیسا کہ داؤدؑ نبی بنایا کرتے تھے۔[۳]

(۲۲۷)

آن واحد میں تعلیم قرآن

ایک درزی لہک لہک کر گا رہا تھا۔ امیرالمومنینؑ نے اس کو توبہ کی ہدایت کی اور قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا۔ اس نے جہالت کا عذر کیا۔ علیؑ مرتضیٰ نے اس کے کان میں کچھ فرمایا، فوری تمام قرآن زبانی یاد ہوگیا۔[۴]

(۲۲۸)

ہاتھ پھیرنے اور نظر کرنے سے مریضوں کو شفا

(۱) رسولؐ خدا نے فرمایا: ''علیؑ ہر درد و دکھ کی دوا تمھارے ہاتھ میں ہے۔''

---

(۱) اختصاص مفید (۲) مناقب فاخرہ، مناقب ابن شہرآشوب (۳) خرائج وجرائح (۴) خرائج وجرائح

رسولؐ خدا کو تپ تھی، علیؑ کا ہاتھ سینہ پر رکھا، فوری تپ دور ہوگئی۔[۱]

(۲) ایک شخص کا نصف جسم شل تھا علیؑ نے دوا کی، فوری تندرست ہوگیا۔[۲]

(۳) ایک اندھی عورت کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا فوری بینا ہوگئی۔[۳]

(۴) چار آدمی، ایک مادرزاد (پیدائشی) اندھا، دوسرا مبروص (کوڑھی)، تیسرا مشلول (Paralyzed) زمین گیر، چوتھا نابینا، خدمت علیؑ میں آئے اور شفایاب ہوئے۔[۴]

(۵) ایک اندھی صحرائی عورت قادسیہ میں خدا سے علیؑ کا واسطہ دے کر دعا کر رہی تھی بینا ہوگئی۔[۵]

(۶) ایک عورت لوگوں کو پانی پلاتی تھی محبت علیؑ میں اور اندھی تھی، بینا ہوگئی۔[۶]

(۷) ایک اندھے کو علیؑ نے دعا تعلیم کی، بینا ہوگیا۔[۷]

(۸) ایک مشلول کو خانہ کعبہ میں دیکھا اور دعائے مشلول تعلیم کی، صحت ہوگئی۔

''سینٹ اگسٹائن'' کی کتاب میں دفع امراض کے معجزات کو دیکھو۔ ''سائکل ریسرچ سوسائیٹی'' کی تحقیقات پر نظر کرو تب تم کو فلسفہ ان واقعات کا معلوم ہوگا۔

(۲۲۹)

زمین کا زلزلہ روکنا

ایک مرتبہ خلافت جناب ابوبکر میں، دوسری مرتبہ خلافت جناب عمر میں، تیسری مرتبہ کوفہ میں، چوتھی مرتبہ رحبہ میں، پانچویں مرتبہ بصرے میں شدید زلزلہ آیا کہ لوگ سراسیمہ ہوگئے۔ علیؑ نے زمین پر ہاتھ مارا اور زلزلہ تھم گیا۔[۸]

---

(۱) خرائج وجرائح (۲) خرائج وجرائح (۳) خرائج وجرائح، ثاقب المناقب (۴) ثاقب المناقب (۵) مناقب فاخرہ (۶) صفوۃ الاخبار

(۷) مناقب ابن شہرآشوب (۸) امالی صدوق، تاویل الآیات الباہرہ، تفسیر بن عباس، مدینۃ المعاجز

(۲۳۰)

بدگوئی کی سزا

(۱) واسط کی جامع مسجد میں بنی امیہ کا خطیب سر منبر علیؑ کو گالیاں دے رہا تھا، ایک بیل مسجد میں داخل ہوا اور سینگ مار کر خطیب کو ہلاک کیا۔[۱]

(۲) ایک قاضی علیؑ کو بُرا کہہ رہا تھا، اس نے رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا کہ جلتی ہوئی قیر اُس کو پلا رہے ہیں، صبح کو اس کی آنتیں کٹ کر پیٹ سے نکلیں اور ہلاک ہوگیا۔[۲]

(۳) ابن زیاد کو طاعون ہوا اس لئے کہ اس نے لوگوں کو جمع کر کے علیؑ کو برا کہا تھا۔[۳]

(۴) جناب امیرؑ بصرے میں خطبہ پڑھ رہے تھے، ایک بصراوی نے آپ کا استہزا کیا فوری گر کر مر گیا۔[۴]

(۵) حارث بن عمر الفہری نے علیؑ کے فضائل سے انکار کیا، آسمان سے پتھر گرا اور نیچے سے نکل گیا، فوری ہلاک ہوا۔[۵]

(۶) ایک خطیب منبر پر علیؑ کو بُرا کہہ رہا تھا، ایک دھواں نکلا جس سے وہ اندھا ہو کر تیسرے روز مر گیا۔[۶]

(۷) محمد بن صفوان علیؑ کو منبر پر گالیاں دینے سے اندھا ہوگیا۔[۷]

(۸) ایک شخص علیؑ مرتضیٰ کو بُرا کہہ رہا تھا، ایک اونٹ نے روند کر مار ڈالا۔[۸]

(۹) ایک شخص نے مسجد میں جناب امیرؑ کو جھٹلایا، سڑی ہوگیا۔[۹]

(۱۰) ایک شخص منبر پر علیؑ کو بُرا کہہ رہا تھا فوری گر کر مر گیا۔[۱۰]

---

(۱) مناقب فاخرہ (۲) مناقب ابن شہر آشوب (۳) امالی (۴) ثاقب المناقب (۵) مدینۃ المعاجز (۶) مناقب ابن شہر آشوب
(۷) مناقب ابن شہر آشوب (۸) مناقب ابن شہر آشوب (۹) مناقب ابن شہر آشوب (۱۰) مناقب ابن شہر آشوب

(۱۱) ایک شخص نے فضائل علیؑ کو جھٹلایا اندھا ہوگیا۔[۱]

(۱۲) خلیفہ ہارون رشید نے چشم دید واقعہ بیان کیا کہ ایک شخص علیؑ کی بدگوئی کرنے میں کُتے کی شکل کا ہوگیا۔[۲]

(۱۳) ایک شخص علیؑ و فاطمہؑ کو برا کہتا تھا، آنکھوں میں درد ہوا اور اندھا ہوگیا۔[۳]

(۱۴) امیر المومنینؑ مسجد کوفہ میں جنگ معویہ کے لئے فوج جمع کر رہے تھے، ایک شخص نے بے ہودگی کے ساتھ مخالفت کی، اس کا سر سور کا سا ہوگیا۔[۴]

(۱۵) ایک شخص علیؑ کو بُرا کہہ رہا تھا چہرہ اس کا کُتے کا سا ہوگیا۔[۵]

(۲۳۱)

بددعا کی تاثیر

علیؑ نے مجمع اصحاب میں فرمایا: ”کیا تم نے نہیں سُنا، رسولؐ خدا نے میرے بارے میں مقام غدیر میں فرمایا تھا ’جس کا میں مولا ہوں، اس کے علیؑ بھی مولا ہیں‘ اے انس! اگر تو نے شہادت نہ دی، تو مبروص ہو جائے گا اور اے اشعث بن قیس! تو نے پوشیدہ کیا، تو اندھا ہو جائے گا اور اے خالد بن ولید! اگر تو نے صحیح شہادت نہ دی، تو جہالت کی موت مرے گا اور اے براء بن عاذب! تو نے غلط شہادت دی، تو دور جا کر غربت کی موت مرے گا۔ چاروں نے شہادت چھپائی اور وہی حشر ہوا جو علیؑ نے کہا تھا۔[۶]

(۲۳۲)

خدائی مہمانی

علیؑ کے لئے غیب سے ہریسہ آیا۔ کھجور، انار، بہی، انگور وغیرہ کا متعدد بار آنا، پیراہن

---

(۱) ثاقب المناقب (۲) تاریخ واقدی (۳) ثاقب المناقب (۴) ثاقب المناقب (۵) خرائج وجرائح
(۶) مناقب خوارزمی، امالی صدوق

جناب ہارون کا آنا، سواری کے لئے گھوڑا آنا، ذوالفقار آنا وغیرہ وغیرہ کتب اسلامی میں موجود ہے۔[۱]

(۲۳۳)

علیؑ کی چند پیشینگوئیاں

(۱) جنگ جمل میں مروان قید ہوا، حسنینؑ نے امیرالمومنینؑ سے سفارش کی، آپ نے فرمایا: ''یہ ان چار حاکموں کا باپ ہوگا، جن کی وجہ سے امت رسولؐ خون میں نہائے گی اور خود اس کی وجہ سے بھی۔''[۲] مروان اور اس کے چاروں فرزند عبدالملک، عبدالعزیز، بشر و محمد کے حالات کو تاریخوں میں پڑھو۔

(۲) علیؑ فرماتے ہیں: ''گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ کچھ چرواہوں کو شام میں اور ان لوگوں کو جو نشان بلند کئے ہوئے نواحی کوفہ میں دوڑتے چلے آتے ہیں، اور بدخلق ناقہ کی طرح دوڑ رہے ہیں، زمین پر سروں کا فرش ہے، ان کے منہ کھلے ہوئے ہیں، ان کا زمین کو روندنا بار ہے، ان کی دوڑ دور دور ملکوں میں ہوگی، بڑی شوکت والے ہوں گے۔ قسم بخدا وہ تم کو اطراف زمین میں چن چن کر قتل کریں گے اور تم تھوڑے سے بچو گے، جیسے آنکھ میں سرمہ اور یہ بہت تھوڑی مدت میں ہونے والا ہے۔[۳]

یہ پیشین گوئی بنی امیہ وعباس کی جنگوں سے پوری ہوئی، مصعب وحجاج ومختار کی باہمی جنگوں سے۔

(۳) ۳۷ھ میں جنگ نہروان روانہ ہوتے وقت فرمایا تھا کہ میرے لشکر میں سے دس آدمی اور نہروانی سب قتل ہوں گے، صرف دس بچیں گے۔[۴]

(۴) بعد جنگ نہروان علیؑ نے مقتولین میں ایسے مقتول کی تلاش کا حکم دیا جس کے شانے پر عورت کے پستان کے مانند اُبھار ہوگا اور اس پر سیاہ بال ہوں گے۔ بہت جستجو سے ایک اسی

---

(۱) مناقب ابن مغازلی، مناقب ابن شاذان، فردوس، مناقب خوارزمی، مناقب فاخرہ (۲) نہج البلاغہ (۳) نہج البلاغہ

(۴) تاریخ واقدی، تذکرۂ خواص، نہج البلاغہ، مناقب خوارزمی

علامت کی لاش ملی، حضرتؑ نے تکبیر فرمائی۔[۱]

(۵) علیؑ صفین روانہ ہوتے وقت کربلا پہنچے اور رونے لگے اور اپنے فرزند حسینؑ کی شہادت کی مفصل خبر دی اور فرمایا عمرؔ سعد میرے فرزند کو قتل کرے گا۔[۲]

(۶) آپ نے فرمایا: ''عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں تقرب انھیں لوگوں کو ہوگا جو بادشاہوں کے یہاں چغلخوری کریں گے۔ خوش طبع وظریف اس زمانے کے فاجر ہوں گے۔ انصاف کرنے والے کمزور ہوں گے جو صدقہ دینے کو نقصان اور احسان سمجھیں گے، اور صلہ رحم کو احسان قرار دیں گے، لوگوں کے دکھانے کے لئے طولانی عبادت کریں گے، اس وقت سلطنت لونڈی غلاموں کے مشوروں پر قائم ہوگی، حکومت بچوں کی ہوگی۔ مدبرین اس وقت خواجہ سرا ہوں گے۔''[۳]

(۷) جب علیؑ نے لوگوں سے بیعت لینا شروع کی تو عبدالرحمن بن ملجم نے تین مرتبہ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا علیؑ نے انکار فرمایا اور کہا قسم بخدا، میری داڑھی تیرے سر کے خون سے رنگین ہوگی، میں تجھ سے کیوں بیعت لوں؟[۴]

(۸) ایک روز امیرالمومنینؑ اسپ اسقر پر سوار تھے، عبدالرحمن بن ملجم نے آپ سے خواہش کی کہ ساتھ اپنے سوار کرلیں، آپ نے سوار کرلیا اور یہ شعر پڑھا ؎

اُرِیْدُ حَیَاتَہٗ وَیُرِیْدُ قَتْلِیْ غَدِیْرُکَ مِنْ خَلِیْلِکَ مِنْ مُرَادِیْ[۵]

(ترجمہ: میں اس کی حیات چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل اور تیرا قاتل قبیلۂ مراد کا ایک شخص ہوگا۔)

(۹) کوفہ کی بابت پیشین گوئی۔ ''میں دیکھ رہا ہوں کہ کوفہ پر بلائیں نازل ہوں گی اور وہ جبار جو بلائیں نازل کریں گے، ان پر خدا قتل ومرض مسلط کر کے فنا کر دے گا۔''[۶]

تاریخوں کو دیکھو، کون سا کوفہ میں ظلم اُٹھ رہا۔ قتل اولاد علیؑ، ہتک ناموس اسلام عبیداللہ بن زیاد، مصعب ابن زبیر، مختار بن ابوعبیدہ ثقفی، یزید بن مہلب وغیرہ کے کارنامے پڑھو۔

---

(۱) تذکرۂ خواص (۲) تذکرۂ خواص (۳) نہج البلاغہ (۴) مقاتل الطالبین، تذکرہ خواص الامۃ

(۵) طبقات، تذکرۂ خواص (۶) نہج البلاغہ

(۱۰) جنگ جمل کے بعد علیؑ نے بصرے کے غرق ہونے کی پیشین گوئی کی۔[۱] قادر باللہ کے زمانے میں ایک مرتبہ غرقابی ہوئی، دوسری مرتبہ قائم بامراللہ کے عہد میں پورا بصرہ غرق ہوا صرف مسجد علیؑ محفوظ رہی۔

(۱۱) صفین میں شور مچ گیا کہ معاویہ مارا گیا، علیؑ نے فرمایا: ''نہ معاویہ مارا گیا، نہ مارا جائے گا، جب تک اس پر امت کا اجماع نہ ہولے۔''[۲]

(۱۲) علیؑ کوفہ میں تھے اور معاویہ شام میں، لوگوں نے بار بار آکر شہادت دی کہ معاویہ مرگیا۔ فرمایا: ''وہ ہرگز نہ مرے گا جب تک اس کی سلطنت میں فلاں فلاں کام نہ ہولے۔''[۳]

(۱۳) جناب عمر سے فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس دنیا میں قتل ہو گے غلام ام معمد کے ہاتھ سے۔[۴]

(۱۴) ابن عباس سے فرمایا: ''تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب کہ عرب کے بڑے بڑے لوگ گمراہی اختیار کریں گے؟ ابن عباس نے کہا: ''آپ نے بارہا یہ فرمایا اور میں مطلب نہ سمجھا۔'' فرمایا: ''ابوبکر، عمر، عبدالرحمن بن عوف اور عثمان اور انھیں میں عائشہ، معاویہ، عمر بن عاص شامل ہوں گے اور عبدالرحمن بن ملجم اور عمر سعد قاتل حسینؑ۔[۵]

(۱۵) قیس بن سعد جاسوس معاویہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ ابھی مرجائے گا، فوری وہ مرگیا۔[۶]

(۱۶) سعد بن سعدہ حارثی خوارج کا جاسوس تھا، اس کی نسبت بھی فرمایا کہ یہ ابھی مرجائے گا اور وہ مرگیا۔[۷]

(۱۷) وادی القریٰ سے ایک شخص نے بار بار آکر کہا کہ خالد بن عرفطہ مرگیا۔ علیؑ انکار

---

(۱) نہج البلاغہ (۲) مدینۃ المعاجز (۳) مناقب ابن شہرآشوب (۴) فردوس، مناقب ابن شہرآشوب (۵) مدینۃ المعاجز
(۶) مناقب فاخرہ (۷) مناقب ابن شہرآشوب

فرماتے رہے، جب اس کا اصرار بڑھا، فرمایا: ''قسم بخدا وہ جب تک نہ مرے گا کہ گمراہوں کی ایک فوج جمع نہ کرلے، جن کا جھنڈا حبیب بن حجاز کے ہاتھ میں ہوگا۔'' کربلا کی لڑائی میں افسر فوج خالد بن عرفطہ تھا اور حبیب بن حجاز کے ہاتھ میں اس کی فوج کا جھنڈا تھا۔[۱]

(۱۸) جناب میثم تمارؓ کو ان کی شہادت کی خبر دی کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل ہوں گے، عمر بن حریث کے دروازے پر کھجور کے درخت پر سولی دی جائے گی اور ایسا ہی ہوا۔[۲]

(۱۹) جناب رشیدؓ ہجری کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا: ''ابن زیاد تمہارے دست و پا کاٹے گا اور زبان کاٹے گا'' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔[۳]

(۲۰) رمیلہ اپنے خاص شیعہ کو خبر دی کہ وہ فلاں مرض میں گرفتار ہوں گے۔[۴]

(۲۱) ایک شخص کو بتایا کہ فلاں مرض میں گرفتار ہوگا اور فلاں ماہ فلاں ساعت میں مرے گا۔[۵]

(۲۲) اپنے بیٹے عبداللہ کے متعلق فرمایا: ''تو اپنے خیمہ میں ذبح کیا جائے گا اور قاتل کا پتہ نہ ملے گا۔'' ایسا ہی ہوا۔ مختار بن ابوعبیدہ سے ناراض ہوکر مصعب سے جا کرمل گئے اور اسی طرح قتل ہوئے۔[۶]

(۲۳) اپنے شیعوں کی ایک جماعت کی قتل کی خبر دی، قاتلوں کے نام بتائے، زمانہ قتل بتایا، طریقہ قتل بتایا، جن میں حجر بن عدی، رشید ہجری، کمیل بن زیاد، میثم تمار، محمد بن اکثم، خالد بن مسعود، حبیب بن مظاہر جریریہ، عمر بن حمق اور مرزع تھے۔[۷]

(۲۴) اہل کوفہ سے فرمایا، میرا حسینؑ حج نہ کرسکے گا اور اہل کوفہ اس کو قتل کریں گے۔[۸]

---

(۱) اختصاص مفید، خصائص الائمہ، مناقب ابن شہرآشوب (۲) خصائص الائمہ، مدینۃ المعاجز، وافی صدوق (۳) امالی صدوق، اختصاص
(۴) مدینۃ المعاجز (۵) مدینۃ المعاجز (۶) مقاتل الطالبین، خرائج وجرائح (۷) مناقب ابن شہرآشوب (۸) امالی صدوق، مناقب ابن شہرآشوب

(۲۵) براء بن عاذب سے فرمایا: ''میرا فرزند حسینؑ قتل ہوگا، تم زندہ ہوگے اور مدد نہ کروگے۔[1]

(۲۶) حجر مدری سے فرمایا: ''جب تم صفاء کی نہر پر ہوگے اور تم کو حکم دیا جائے گا کہ مجھ کو گالیاں دو اس وقت کیا کروگے؟ چنانچہ حجاج بن یوسف نے برسر منبر ایسا ہی حکم دیا۔[2]

(۲۷) معاویہ کے متعلق فرمایا: ''جب یہ مرے گا، تو اس کے گلے میں صلیب کا نشان لٹکا ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔[3]

(۲۸) ابوموسیٰ اشعری کو بعد جنگ صفین جب لوگوں نے حکم تجویز کیا تو فرمایا: ''یہ مکاری کرے گا'' ایسا ہی ہوا۔[4]

(۲۹) آپ نے فرمایا: ''میرے بنی اعمام عباسیوں میں سے ایک شخص اس مقام پر ایک شہر آباد کرے گا، جس کے یہ صفات ہوں گے، نام شہر کا بغداد ہوگا۔''[5]

(۳۰) ایک شخص سے فرمایا: ''ابن سمیہ تیرا پیٹ چاک کرکے آنتیں نکال کر پتھر بھر دے گا۔ پھر سولی دے گا۔''[6]

(۳۱) اشعث بن قیس کو خبر دی: ''تو حجاج کے ہاتھوں ذلیل ہوگا۔''[7]

(۳۲) شیث ابن ربعی اور حریث سے فرمایا: ''تم میرے حسینؑ سے لڑوگے۔''[8]

(۳۳) حجاج کی موت کی خبر دی کہ وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا کہ پیٹ سے ایک جلتا ہوا مادہ نکلے گا جس سے مبرز جل جائے گا۔[9]

(۳۴) جناب شہر بانو کا امام حسینؑ سے عقد فرما کر ارشاد ہوا کہ ان کے بطن سے بہترین اہل زمین پیدا ہوگا۔ امام زین العابدین پیدا ہوئے۔[10]

(۳۵) فرمایا: ''میرا ایک فرزند زہر سے خراساں میں شہید ہوگا، اس کا نام میرا نام

(۱) مناقب ابن شہر آشوب (۲) مناقب ابن شہر آشوب (۳) محاضرات، مناقب ابن شہر آشوب (۴) مناقب ابن شہر آشوب
(۵) مناقب شہر آشوب (۶) خرائج وجرائح (۷) خرائج وجرائح (۸) خرائج وجرائح (۹) احتجاج طبرسی (۱۰) مدینۃ المعاجز

ہوگا، اس کے باپ کا نام موسیٰؑ بن عمران کے نام پر ہوگا۔'' یعنی علیؑ بن موسیٰؑ الرضا۔[1]

(۳۶) اپنی شہادت کی بار بار خبر دیتے۔ شب شہادت جناب ام کلثوم کو خبر دی۔[2]

(۳۷) کوفہ میں اپنے شہید ہونے کی خبر دی۔[3]

(۳۸) امام حسینؑ کے متعلق فرمایا تھا: ''حسینؑ زمین کربلا پر پیاسا شہید ہوگا۔''[4]

(۳۹) علیؑ پشت کوفہ سے گزر رہے تھے، فرمایا: ''عنقریب یہاں ایک نہر کھودی جائے گی۔[5]

(۴۰) فرمایا: ''میرے فرزند حسینؑ کو یزید بن معاویہ فوج کشی کرکے قتل کرے گا، عبیداللہ بن زیاد کوفہ سے فوج بھیجے گا، غربی فرات پر کربلا میں شمر ابن ذی الجوشن، شیث بن ربعی، عمر بن حجاج زبیدی، عمر بن حریث قتل پر آمادہ ہوں گے، جوان، بچے، بوڑھے، سب قتل ہوں گے، عورتوں کو اسیر کریں گے۔[6]

(۲۳۴)

جذبہ اشتعال پذیری

اگر سائیکالوجی کے فتوے غلط نہیں ہوتے اور انسان قوائے فطریہ میں جکڑ بند ہے، تو انفراداً واجتماعاً کوئی انسان جذبہ اشتعال پذیری سے مبرا نہیں ہے۔ حکما ہوں یا جہلا، مہذب ہوں یا غیر مہذب، نفس پر غلبہ اور تحمل یقیناً فوق البشر قوت کا نام ہے اور ایسا شخص عام انسانیت کی سطح سے بالاتر ہے۔ دیکھو عمر بن عبدود عامری ایسا پہلوان جو ایک ہزار جوانوں کو تنہا شکست دیتا تھا۔ علیؑ سے زیر ہوا، آپ سینہ پر سر جدا کرنے کے لئے بیٹھے، اس نے لعاب دہن آپ کی طرف پھینکا فوراً ہٹ گئے اور فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ تیرا قتل غصہ اور ہیجان نفس واشتعال پذیری سے ہو، بلکہ راہ خدا میں قتل کروں گا۔

(۱) امالی صدوق (۲) خصائص الائمہ، ارشاد مفید (۳) مناقب خوارزمی (۴) مقتل ابومخنف (۵) خرائج وجرائح (۶) مدینۃ المعاجز

یا ایک یہودی گرفتار ہو کر آیا، آپ نے اس کو دعوت اسلام دی، اس نے منہ پر تھوک دیا اور کہا تم سے جو کچھ ہو سکے کرلو، میں مذہب ترک نہ کروں گا۔ علیؑ نے اس کو آزاد کر دیا اور فرمایا میرے سامنے سے چلا جا تا کہ غصہ مجھ پر غلبہ نہ کرے۔ یہودی متعجب ہو کر پوچھتا ہے، ''یہ عفو و بخشش کس لئے؟'' فرمایا: ''تیرے قتل میں محض تیرا کفر سبب نہ رہتا، میرا غیظ و غضب بھی شامل ہو جاتا۔ اس لئے آزاد کرتا ہوں'' یہودی بولا: ''بے شک تمہارا معبود برحق ہے جو طبیعتوں کو اس طرح سے بدل دیتا ہے۔ آپ سے زائد رحم دل و منصف مزاج نہیں ہو سکتا، میں اپنے قبیلہ کو جا کر اس کی خبر دوں گا۔''(۱)

علیؑ اپنے قاتل عبدالرحمن کو ہمیشہ دیکھتے اور مشتعل نہیں ہوتے، یہ تھا علیؑ کا تحمل اور ضبط نفس۔

(۲۳۵)

شہادت کی خبر

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''شقی ترین آخرت میں وہ ہے جو یا علیؑ تمھارے سر کے خون سے تمہاری داڑھی خضاب کرے گا۔''(۲)

(۲۳۶)

علیؑ کی ساتھیوں سے بیزاری

(۱) اپنے ساتھیوں سے بیزار ہو کر فرماتے ہیں: ''تمہارے سب سے زائد بدبخت آدمی کو آنے اور میرے قتل کرنے سے کون روکتا ہے؟ خداوند! میں ان لوگوں سے اُکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اُکتا گئے ہیں۔ مجھے ان سے راحت دے اور مجھے ان سے راحت دے۔(۳)

(۲) شب شہادت بوقت سحر امام حسنؑ سے فرمایا: ''فرزند! رات بھر مجھ کو نیند نہیں آئی۔ بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں رسولؐ خدا کو دیکھا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! آپ کی

---

(۱) مسٹر سی۔ ڈی۔ ڈوٹ۔ ایم۔ اے۔ (Denis Diderot) (۲) مسند احمد، تذکرہ خواص، مقاتل الطالبین، استیعاب (۳) طبقات ابن سعد

امت سے میں نے بڑی تکلیف پائی'' فرمایا کہ اے علیؑ خدا سے دعا کرو وہ تم کو ان سے چھٹکارا دے۔''(۱) میں نے دعا کی خدایا! مجھے ان سے بہتر رفیق عطا فرما اور انھیں مجھ سے بدتر ساتھی دے۔(۲)

(۲۳۷)

حفظ حیوانات کی تعلیم

علیؑ کی آخری وصیت اپنی بیٹی ام کلثوم سے تھی۔ آپ کے گھر میں قازیں پلی تھیں۔ ام کلثوم سے فرمایا: ''بیٹا یہ تمہاری اسیر ہیں۔ ان کو سیر و سیراب رکھنا اور ممکن نہ ہو تو آزاد کر دینا۔''

(۲۳۸)

بے مثال عدل

دنیا کا ہر متنفس اپنے مشتبہ دشمن کو بھی زندہ نہیں چھوڑتا۔ عبدالرحمن بن ملجم کو علیؑ بار بار اپنا قاتل بتاتے تھے، لوگ عرض کرتے، یا علیؑ کیوں نہیں حکم دیتے کہ ہم اس کو قتل کر دیں، فرمایا: ''قبل از جرم سزا کیسی؟''(۳)

اشعث سے فرمایا: ''اس نے ابھی تک مجھ کو قتل نہیں کیا ہے، چھوڑ دو''(۴) کیا تاریخ عالم عدل کی ایسی مثال پیش کر سکتی ہے کہ قاتل مقید سامنے لایا جائے اور اس وقت تک قتل نہ کیا جائے جب تک علیؑ زندہ رہیں اور قاتل کی حفاظت کا حکم ہو۔

مسجد کوفہ میں نماز صبح کے وقت داخل ہوتے ہیں اور ابن ملجم کو تلوار پوشیدہ دیکھ کر فرماتے ہیں: ''اُٹھ اور نماز پڑھ، تو جس امر عظیم کا مرتکب ہونے والا ہے، میں اس کو جانتا ہوں۔ اگر تو کہہ دے تو بتا دوں کیا شئے تیرے پاس پوشیدہ ہے۔'' خلاف عدالت قبل از ارتکاب جرم اس کو سزا نہیں دیتے اور اصول بتاتے ہیں کہ مجرم کو نیت جرم پر سزا نہ دو، ممکن ہے اختلاج پذیر ہو۔

---

(۱) تاریخ کامل (۲) طبقات ابن سعد (۳) مسند احمد، مسند علی (۴) تاریخ کامل

(۲۳۹)

حفاظت خود اختیاری کی مخالفت

جب علیؑ کو معلوم تھا کہ ابن ملجم قاتل ہے اور فلاں وقت قتل کرے گا تو حفاظت خود اختیاری فرض تھی، کہ اس روز مسجد میں نماز نہ پڑھتے یا لوگوں کو حفاظت کے لئے سامنے کھڑا کر لیتے، کچھ نہ کیا اور خلاف حفاظت خود اختیاری کیا۔

یہ حفاظتی تدابیر وہ کرتا ہے جس کو خدائی حتمی ارادے کا علم نہ ہو اور اپنی تدبیروں کو باوجود علم بمشیت کامیاب سمجھے۔ علیؑ کو مشیت ایزدی کا علم تھا اس لئے ہر تدبیر کو بے سود سمجھتے تھے اور خدائی ارادے سے مقابلہ تھا، اس لئے علیؑ نے کوئی حفاظتی تدبیر نہ کی۔ عام انسانوں کو حفاظتی تدابیر کا اس لئے حکم ہے کہ وہ خدائی ارادے سے ناواقف ہوتے ہیں اور اس لئے اپنی حفاظت نہ کرنے پر ملزم قرار پاتے ہیں۔ حکومتیں اپنے قاتلوں کو ادنیٰ شبہ پر طرح طرح کی تکلیفیں دیتی ہیں اور اپنی حفاظت کے لئے بے گناہوں کا خون پانی کی طرح بہا دیتی ہیں۔ حالاں کہ وہ قاتل ہی نہیں، جو مقتول کے قتل کے قبل مار ڈالا جائے اور جو قتل ہوتے ہیں وہ بے گناہ ہوتے ہیں۔

جب علیؑ سے اصرار کیا گیا کہ قاتل کو کیوں قتل نہیں کرتے تو اس خیال کی مضحکہ خیزی کو کہ مقتول اپنے قاتل کا قاتل نہیں بن سکتا۔ ان الفاظ میں فرمایا: ”میں اپنے قاتل کو کیسے قتل کروں؟“[1]

(۲۴۰)

علیؑ کی نظر میں شہادت

۱۹ رمضان کی شب نماز صبح کے وقت ۴۰ھ میں عبدالرحمن بن ملجم مرادی نے زہر آلود تلوار سے مسجد کوفہ کے ستون کی آڑ سے سر پر وار کیا۔ سر امام کا شگافتہ ہو گیا، خاک مسجد اُٹھا کر امام سر کے زخم میں بھرتے اور فرماتے: ”قسم بخدا میں فائز ہوں۔“ امام حسنؑ کو امامت کا حکم دیا اور وقت

(۱) تاریخ کامل

وفات آخری کلمہ یہ تھا ”فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ“ (جو ذرہ برابر نیکی کرتا ہے نیک ثمر پاتا ہے۔)[1] علیؑ اپنی شہادت کو فوز عظیم اور نیکی کا پھل سمجھتے تھے۔

(۲۴۱)

ادب آموزی

علیؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا: ”اگر میں اس ضرب سے نہ بچا، تو جان کے بدلے جان ہے، تم بھی ایک ہی ضرب لگانا اور اگر میں بچ گیا تو مجھ کو اختیار ہے کہ عفو کروں یا قتل کروں۔“[2] اور ایک روایت میں ہے کہ امام حسنؑ سے فرمایا: ”تم کو بھی اختیار ہے اس کو قتل کر دو یا بخش دو۔“[3]

(۲۴۲)

علوی رحم کا بے مثل مظاہرہ

قاتل کو دیکھ کر بجائے اس کے کہ آنکھوں میں خون اُترے، زخم کی تکلیف بھول جاتے ہیں اور امام حسنؑ سے فرماتے ہیں کہ ابن ملجم تمہارا قیدی ہے اس کی خاطر و تواضع کرو، اچھا کھانا دو، نرم بچھونا بچھا دو۔[4] اور فرماتے ہیں کہ جیسا کاسۂ شیر مجھ کو پلایا ویسا ہی میرے قاتل کو پلاؤ، اگر میں مر جاؤں تو ایک ہی ضرب لگانا اور اس کے دست و پا نہ کاٹنا۔[5]

(۲۴۳)

کنبہ والوں کے لئے دستور العمل

علیؑ نے آخر وقت قلم دوات و کاغذ مانگا اور ایک وصیت نامہ لکھا، بعد حمد و صلوٰۃ و اقرار رسالت رسولؐ و اقرار بالایمان کے تحریر فرماتے ہیں: ”اے حسنؑ اور میری تمام اولاد اور سب گھر والے اور جس جس کو یہ تحریر پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ پرہیزگاری اختیار کرو اور مسلمان موت

(۱) تذکرہ خواص (۲) تذکرہ خواص مقاتل الطالبین (۳) تذکرہ خواص (۴) طبقات ابن سعد (۵) کار لائل

مرو اور خدا کی محکم رسن کو تھامو، تفرقہ نہ ڈالو۔ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ دو شخصوں میں مصالحت کرانا ایک سال کی نماز اور ایک سال کے روزوں سے افضل ہے۔ اور دو شخصوں میں فساد برپا کرانا دین کو فاسد کرتا ہے اور بجز خدائے برتر کسی سے مدد وقوت نہیں حاصل ہوتی۔ اپنے رشتہ داروں پر ہر وقت نظر رکھو اور ان سے نیکی کرتے رہو، خدا قیامت کے حساب کو آسان کرے گا۔ خدا کے لئے یتیموں کا خیال رکھو، ان کے منھ میں خاک نہ ڈالو، وہ تمہاری موجودگی میں ضائع نہ ہوں، خدا کے لئے خدا کے لئے اپنے ہمسایہ سے بدسلوکی نہ کرنا۔ میں نے رسولؐ خدا سے ان کے حق میں وصیت کرتے سنا ہے۔ یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوگیا تھا کہ وارث بنا دیئے جائیں گے۔ خدا کے لئے خدا کے لئے قرآن پر عمل ترک نہ کرنا اور تم غیروں سے زائد قرآن پر عمل کا حق رکھتے ہو۔ خدا کے لئے خدا کے لئے نماز ترک نہ کرنا، اس لئے کہ وہ دین کا ستون ہے۔

خدا کے لئے خدا کے لئے خانۂ خدا کو خالی نہ چھوڑنا، جب تک زندہ ہو، ورنہ پھر تم کہیں دکھائی نہ دو گے۔ خدا کے لئے خدا کے لئے ماہ رمضان کے روزے ترک نہ کرنا، اس لئے کہ روزہ بہتر ہے آتش جہنم سے۔ خدا کے لئے خدا کے لئے راہ خدا میں جہاد کو ترک نہ کرنا اپنی جان و مال سے۔ خدا کے لئے خدا کے لئے اموال سے زکوٰۃ نکالنا ترک نہ کرنا جو غضب الٰہی کو تم سے فرو کرے گی۔ خدا کے لئے خدا کے لئے تمہارے نبیؐ کے آدمی (یعنی جو غیر مسلم تمہارے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں) ایسا نہ ہو تمہاری زندگی میں ان پر ظلم کیا جائے۔

خدا کے لئے خدا کے لئے اصحاب رسولؐ کا خیال رکھنا۔ ان کے حق میں رسولؐ کی وصیت ہے۔ خدا کے لئے خدا کے لئے فقراء ومساکین کو اپنے اموال میں شریک رکھنا۔ خدا کے لئے اپنے کنیز وغلاموں سے غافل نہ ہونا۔

پھر فرمایا: ''نماز، نماز، کسی بدگوئی سے خدا کی راہ میں نہ ڈرنا۔ خدا تمہارے لئے کافی ہے جو بھی تم سے بغاوت کرے اور بدی کرنا چاہے کچھ اس کی پرواہ نہ کرنا، تمام بندوں پر شفقت کرنا، لوگوں سے خوش گفتاری کرنا، جیسا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ اچھی باتوں کے کرنے کو کہتے

رہنا اور بری باتوں سے روکتے رہنا، ورنہ تمھارے اشرار تم پر مسلط کر دیئے جائیں گے پھر تم دعائیں کرو گے، قبول نہ ہوں گی۔ تم کو لازم ہے کہ تواضع ومسکنت اختیار کرو اور امر خیر میں جلدی کرو، خاص کر تم لوگ، اور قطع رحم اور تفرقہ وجدائی اور کسی کا پیچھا کرنا تمہارا شعار نہ ہو۔

اپنے صاحبزادوں! حسنؑ وحسینؑ کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں کو تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ دنیا کا پیچھا نہ کرنا، اگرچہ وہ تمہارا پیچھا کرے۔ جو چیز تم سے دور ہو جائے، اس پر غم نہ کرنا، ہمیشہ حق کہنا، یتیم پر رحم کرنا، بے کس کی مدد کرنا، ہر عمل اخوت کے لئے ہو، ظالم کے دشمن رہنا، مظلوم کے حامی ہونا، کتاب اللہ پر عمل رکھنا، خدا کے امور میں ملامت کا خیال نہ کرنا۔

پھر محمد بن حنفیہ سے فرمایا، جو کچھ میں نے تمہارے بھائیوں سے کہا وہ سُنا، انھیں سب باتوں کی تجھ کو بھی وصیت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کے حق عظیم کا خیال رکھنا، ان کی اطاعت کرنا، بغیر ان کی رائے کوئی کام نہ کرنا۔

پھر امام حسنؑ وحسینؑ سے فرمایا: میں تم دونوں سے محمد حنفیہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ یہ تمہارے باپ کا بیٹا ہے اور اس کا محبوب ہے۔

پھر امام حسنؑ سے فرمایا: میں وصیت کرتا ہوں خوف خدا کی، اپنے وقتوں میں نماز پڑھنے کی، میعاد پر زکوٰۃ دینے کی، ٹھیک وضو کرنے کی، اس لئے کہ بغیر طہارت نماز صحیح نہیں ہے اور مانع زکوٰۃ کی نماز صحیح نہیں ہے۔ وصیت کرتا ہوں خطائیں معاف کرنے کی، غُصہ پی جانے کی، رشتہ جوڑنے کی، بردباری کی، دین میں عقل ودانش کی، ہر معاملے میں تحقیق کی، قرآن کی مداومت کی، پردیسی سے حسن سلوک کی، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی، اپنی خواہشوں سے پرہیز کی۔ [۱]

پھر تمام اولادوں کو مخاطب کرکے فرمایا، خدا سے ڈرتے رہو، اس کی اطاعت کرو، جو تمہارے ہاتھ میں نہیں اس کا غم نہ کرو، عبادت پروردگار پر کمربستہ رہو، چست وچالاک بنو، سست نہ بنو، ذلت قبول نہ کرو، خدایا ہم سب کو ہدایت پر جمع فرما اور انھیں دنیا سے بے رغبت کردے۔

---

(۱) تاریخ طبری جلد۔۱

ہمارے اوران کے لئے آخرت کو دنیا سے بہتر قرار دے۔(۱)

ہمیشہ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ و دشمنی میں ہرگز کسی کی مدد نہ کرنا، تقویٰ اختیار کرو، کیوں کہ خدا بڑا عذاب کرنے والا ہے۔ خدا میرے اہل بیت کا حافظ ہے اور خدا اپنے نبیؐ کی یاد تم میں قائم رکھے۔ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ بہترین امین ہے اور خدا سے سلامتی و رحمت تمہارے لئے چاہتا ہوں۔(۲)

(۲۴۴)

جان کے بدلے جان

سلاطین وحکام کے قاتل کے ساتھ کتنے ادھادھند قتل کردیئے جاتے ہیں۔ قتل جناب عثمان کے بعد کیسا ادھم مچ گیا، قاتل تو ایک تھا۔ ہزاروں جمل وصفین میں قتل کئے گئے۔ یہی وہ ملوکیت وعسکریت کا قدیم دستور ہے۔ خدائی حکم "النفس بالنفس" کا جاری کرنے والا، شریعت اسلام کا حقیقی حافظ زخمی ہوکر بنی ہاشم سے وصیت کرتا ہے: ''اے بنی عبدالمطلب! ایسا نہ کرنا کہ میرے خون کے قصاص میں عام خوں ریزی شروع کردو اور کہتے پھرو کہ امیرالمومنینؑ قتل ہوگئے، امیرالمومنینؑ قتل ہوگئے، خبردار میرے قاتل کے سوا کوئی دوسرا قتل نہ کیا جائے۔(۳)

(۲۴۵)

حنوطِ علی علیہ السلام

بعد رحلت آپ کو غسل دیا گیا اور اُسی کافور سے حنوط ہوا جو حنوط رسولؐ خدا سے بچا تھا۔(۴)

(۲۴۶)

قتل علیؑ سے بی بی عائشہ کی خوشی

جب قتل علیؑ کی خبر بی بی عائشہ کو ہوئی تو خوش ہوکر ایک شعر پڑھا جس کا یہ حاصل ہے:

---

(۱) الامامۃ والسیاسۃ (۲) مقاتل الطالبین، تاریخ طبری (۳) تاریخ طبری (۴) تذکرہ خواص، تاریخ واقدی

''میں اس خبر سے ایسی خوش ہوئی جیسے کسی مسافر کے آنے کی خوشی ہوتی ہے۔'' زینب بن سلمہ بن ابی سلمہ نے جب یہ کہتے سُنا تو ام المومنین کو ملامت کی۔(۱)

خبر شہادت علیؑ سن کر ام المومنین نے سجدۂ شکر کیا۔(۲) اور اپنے غلام کا نام قاتلِ امام کے نام پر عبدالرحمن رکھا۔

(۲۴۷)

علیؑ و رسولؐ جنت میں

رسولؐ خدا نے فرمایا، یا علیؑ! ہم اور تم اور سیدہ جنت کے ایک ہی گھر میں ہوں گے جس کو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ "اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ"(۳)

(۲۴۸)

روضہ کے آسمانی برکات

وہ کون مذہب ہے جس میں کچھ چیزیں آسمانی برکات سے مخصوص نہیں ہیں۔ ہر مذہب قائل ہے بجز ملاحدہ کے جو توہم پرستی سے تعبیر کرتا ہے لیکن ایسے آثار کا نمایاں ہوتے رہنا، اور کثرت سے شواہد کا موجود ہونا ناقابل انکار ہے۔ اس دور جدید میں بھی متمدنین کا گروہ اس کی حمایت پر اڑا ہواسیٰ کے زمانے میں ایتھنز کا شاہزادہ گیہلس مصر سے شاہ فرعون کے دربار میں ایسا ہر دل عزیز ہوا کہ فرعون نے اپنی لڑکی ''اسکاٹا'' کی اس کے ساتھ شادی کردی۔ حضرت موسیٰ نے اس شاہزادے کو بتایا تھا کہ فرعون کی فلاں راجدھانی میں ایک بازار میں پتھر پڑا ہوا ہے جس میں آسمانی طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ اس پتھر پر حضرت یعقوبؑ سوئے تھے۔ جب کہ انھیں یہ خواب نظر آیا وہ آسمان کی طرف اُڑ رہے ہیں جس ملک میں وہ پتھر ہوگا، وہاں اسکاٹ لوگ

---

(۱) تاریخ طبری، مقاتل الطالبین، تاریخ واقدی، تذکرۂ خواص (۲) مقاتل الطالبین
(۳) مسند احمد، مناقب ابن مغازلی، حلیۃ الاولیاء فرائد السمطین

حکومت کریں گے۔ یہ سن کر گتھیلس اور اسکاٹا فرعون سے مخفی پتھر کے تجسس میں نکلے اور پتھر حاصل کرنے کے بعد مخفی شب کو مع بال بچوں کے شہر سے نکل گئے اور بذریعہ دریائے نیل کشتی کا سفر کیا اور بحیرۂ روم پہونچ گئے اور کئی ماہ بعد اسپین پہنچے اور گسلس وہاں کا بادشاہ ہو گیا اور کئی پشت تک اس کی کی اولاد سلطنت کرتی رہی۔ عیسوی ساتویں صدی میں اسکاٹا کی اولاد اُس پتھر کو لئے آئرلینڈ پہنچی۔ وہاں یہ لوگ ٹارا کی پہاڑی پر اقامت پذیر ہوئے۔ ایک ہزار سال تک یہ پتھر آئرلینڈ میں رہا اور یہ پتھر ''لایالیبل'' کے نام سے مشہور ہوا، اور شہر ''منسٹر'' میں کیشل نامی گرجے میں رہا۔ بادشاہ کی آئرلینڈ میں اسی پتھر پر تاج پوشی ہوتی رہی۔ آئرلینڈ کے جنرل فرگسی کو اس پتھر کے نکلوا دینے کا خیال پیدا ہوا اور وہ آئرلینڈ میں مصائب کا اس پتھر کو سبب سمجھا جب وہ خود بادشاہ ہوا تو اس خیال سے تائب ہوا اور اپنی تاج پوشی بھی اسی پتھر پر کرائی۔

''کتبہ دوم'' جب تمام اسکاٹ لینڈ آئرلینڈ کا بادشاہ ہوا تو اس پتھر کو اسکاٹ لینڈ میں لے آیا، شاہ انگلینڈ ایڈورڈ اول جب اسکاٹ لینڈ گیا تو اس کو یہ پتھر بہت پسند آیا اور اپنے ہمراہ لندن لے آیا۔ ۱۹۲۲ء میں اسے ویسٹ منٹر میں رکھا گیا اور بادشاہ کی ذاتی ملکیت سمجھا جاتا۔ ایڈورڈ اول نے اس پر بیٹھنے سے انکار کردیا، اس کو یہ اندیشہ ہوا کہ اس پر بیٹھنے سے اس کو سردی لگے گی، اس لئے اس نے تاج پوشی کے لئے نیا تخت بنانے کا حکم دیا اور یہ پتھر اس تخت میں لگایا گیا جس تخت کے بننے میں سات پونڈ خرچ ہوئے۔

ایڈورڈ اول کے بعد برطانیہ میں ''ملکہ میری'' کے علاوہ جتنے بادشاہ ہوئے ان کی رسم تاج پوشی اسی پر ادا ہوئی۔ اسکاٹ لینڈ والے چند بار اس پتھر کی واپسی کا مطالبہ کرچکے ہیں، لیکن اب یہ روایت غلط ثابت ہوتی ہے کہ جہاں یہ پتھر ہوگا وہیں اسکاٹ لینڈ کے باشندے حکومت کریں گے، جب کہ ہزاروں سال اس روایت کی تصدیق ہوتی رہی، تو چند صدیوں کے لئے اس کا خلاف اگر ظہور پذیر ہو تو وہ ایسا ہی ہے جیسے عہد حضرت یعقوبؑ سے مصر کے شاہ فرعون تک ہوا اور کوئی آئرلینڈ میں بادشاہ نہیں ہوا، اس کے بھی کچھ آسمانی وجوہ ہو سکتے ہیں جیسا کہ اس کے آسمانی برکات کا ہزاروں

سال مشاہدہ ہوا۔

ہم کو روایت کی صحت و سقم سے بحث نہیں ہے، سوال صرف یہ ہے کہ یہ پتھر تاریخی ہونے کی وجہ سے متبرک سمجھا گیا، اس لئے کہ نبی خدا حضرت یعقوبؑ اس پر سوئے تھے اور دنیائے متمدن و مہذب ہزاروں سال اس برکت کی معتقد رہی۔

اگر شیعہ اسی انتساب کی وجہ سے اپنے پیشوایان دین سے ان کی یادگاروں کو آسمانی برکتوں کا موجب سمجھیں تو ان کو واہمہ پرست کہہ کر کیوں مضحکہ اُڑایا جائے اور کیوں نہ وہ مقامات ومساجد ودرگاہ میں آسمانی برکات کا منبع ومعدن نہ سمجھی جائیں جن پر ان اولیاء اللہ نے بجائے سونے کے خدا کی عبادت کی ہو یا دفن ہوں جیسے مسجد کوفہ روضہ امیر المومنینؑ علی مقام جہاں کہیں بھی ہو۔

(۲۴۹)

علیؑ زندہ ہیں

جناب امیرؑ کا بعد شہادت لوگوں کو دکھائی دینا۔ امام حسینؑ کا لوگوں کو زیارت کرانا، حارث ہمدانی سے خود جناب امیرؑ کا فرمانا کہ کوئی کافر ومومن نہیں مرتا جب تک بوقت مرگ میری زیارت نہ کرلے۔(۱) اگر مسیح کا تین روز بعد قبر سے زندہ ہو کر لوگوں کو دکھائی دینا ممکن ہے۔ اگر ''سائیکل ریسرچ سوسائیٹی'' کی تحقیقات صحیح ہے جس میں ۳۵۲ ایسے واقعات درج ہیں جن میں وہ شخص لوگوں کو دکھائی دیا جو مر چکا تھا یا اس شہر میں نہ تھا تو بے شک اسلامی شہادتیں جناب امیرؑ کے متعلق صحیح ہیں۔

(۲۵۰)

قبر علیؑ میں اختلاف

جناب امیرؑ کی قبر اطہر میں اہل سنت نے اختلاف کیا ہے۔

---

(۱) امالی شیخ طوسی، عیون المعجزات، مناقب ابن شہر آشوب، ینابیع المودہ

بعض کا قول ہے قصر الامارہ کوفہ میں دفن ہوئے اور نشان قبر مٹا دیا گیا۔(۱)

بعض کا قول ہے۔نعش اقدس تابوت میں رکھ کر اونٹ کی پشت پر باندھ کر اس کو ہنکا دیا گیا، وہ قبیلہ طی میں پہونچا، ان کو صندوق میں مال کا شبہ ہوا۔ جب کھولا تو معلوم ہوا کہ نعش ہے۔ انھوں نے اپنے ہی یہاں دفن کر دیا، یہ عکرمہ کا قول ہے۔

تیسرا قول ہے کہ اونٹ نعش مدینہ لئے چلا گیا اور قبر جناب سیدہ کے پاس نعش دفن ہوئی۔ حجاج نے جب نعش پہچانی، اس نے عداوت سے نعش سے بے ادبی کرنا چاہی، عتبہ بن سعید بن عاص نے ملامت کی، اس وقت وہ باز آیا۔(۲)

چوتھا قول یہ ہے کہ قبلہ کے رخ مسجد کوفہ میں دفن ہوئے، زمانہ حجاج میں دیوار ٹوٹی تھی، تو اس میں سے ایک پیر مرد کی نعش برآمد ہوئی جس کے کپڑوں پر خون کے نشانات تھے اور دوبارہ دفن کیا۔(۳)

پانچواں قول۔ مسجد کوفہ میں متصل باب کندہ دفن ہوئے۔(۴)

چھٹا قول۔ پہلا وہ شخص جو ایک قبر سے نکال کر دوسری قبر میں دفن ہوا وہ علیؑ مرتضیٰ تھے۔(۵)

ساتواں قول۔ نجف اشرف میں اُسی مقام پر مدفون ہیں جو آج تک زیارت گاہ ہے اور یہی مشہور ہے۔ دفن جناب امیرؑ کے متعلق اختلافات کے وجوہ صرف صدر اسلام کی عداوتیں ہیں تاکہ قبر کو پوشیدہ کر کے زیارت گاہ نہ بننے دیں اور واقعہ یہ بھی ہے کہ بنی امیہ و بنی عباس نے قبور کی جو بے احترامی کی ہے، وہ تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ قبروں سے نعشیں نکال کر سولیاں دی گئی ہیں، ہڈیاں جلائی گئی ہیں، سر کاٹ کر خزانوں میں داخل کئے گئے ہیں۔

متوکل نے امام حسینؑ کی قبر پر کھیتی کرائی، نہر کاٹ کر بہا دینا چاہا۔ علیؑ کا دفن بھی اسی خطرے کے ماتحت پوشیدہ رکھا گیا تھا، تاکہ دشمنوں کی نظر سے محفوظ رہے، ورنہ جمہور اہل سنت و اہل تشیع وغیر مسلمین مورخین کا اتفاق ہے کہ نجف اشرف میں آپ مدفون ہیں۔

---

(۱) تاریخ واقدی (۲) تاریخ بلاذری (۳) سیرت ابن ہشام (۴) طبقات (۵) وسائل

(۲۵۱)

شیعیان علیؑ کا حشر

جس طرح سے عہد رسولؐ میں منافقوں کی کثرت تھی اور مومن کم تھے، علیؑ کو بھی خالص شیعہ کم ملے تھے اور منافقوں کی کثرت تھی، جس کو بار بار خطبوں میں خود علیؑ نے فرمایا تھا۔ جو خالص شیعہ تھے، جنگ جمل و جنگ صفین میں قتل ہوئے، جو باقی تھے وہ بنی امیہ و بنی عباس کے ہاتھوں طرح طرح سے مصائب میں گرفتار ہو کر شہید ہوئے اور باقی جان بچانے کے لئے مختلف ممالک ایران، طبرستان، نوبہ، افریقہ، یمن، کابل، ہندوستان، اندلس، اور حبش اور صحراؤں، پہاڑوں میں منتشر ہو کر زندگی بسر کرنے لگے اور اپنی جان کی حفاظت میں مذہب کو پوشیدہ رکھتے، قومیت اور نام تک چھپاتے، اس لئے نہ تو ان کی کوئی جمعیت کہیں موجود تھی، نہ صحیح تعداد کبھی معلوم ہو سکی۔ ان کی نسلیں بھی ماں باپ کا مذہب چھپانے کی وجہ سے بعض بعض آبائی مذہب کو چھوڑ بیٹھیں۔ پہلی صدی ہجری میں شیعوں کی جماعتیں منتشر ہونا شروع ہو گئیں اور جہاں امن ملا، سکونت پذیر ہوئیں اور خفیہ شیعہ مذہب کی تبلیغ کرتی رہیں۔

(۲۵۲)

علیؑ حسنؑ مجتبیٰ کی نظر میں

شہادت امیر المومنینؑ کے دوسرے روز امام حسنؑ نے مسجد میں خطبہ پڑھا اور فرمایا: ''لوگوں تم سے ایسا شخص رخصت ہو گیا جس سے علم میں نہ اگلے سبقت لے گئے، نہ پچھلے اس کی برابری کر سکیں گے۔ رسولؐ اللہ اس کو علم دیتے تھے اور اس کے ہاتھ پر فتح ہوتی تھی۔(۱)

---

(۱) مسند حسن

(۲۵۳)

علیؑ ابن عباس کی نظر میں

(۱) ابن عباس کہتے ہیں قسم بخدا علیؑ کو دس حصہ علم دیا گیا اور دسویں حصہ سے دوسرے اصحاب نے علم پایا۔[۱]

(۲) ابن عباس کہتے ہیں علم علیؑ سے میرے علم کو وہ نسبت ہے جو بحر محیط کو ایک قطرے سے۔[۲]

(۳) قرآن مجید میں جہاں کہیں "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" آیا ہے وہاں علیؑ ان سب کے امیر و سردار ہیں۔[۳]

(۴) ابن عباس کہتے ہیں جس بات کو ہم علیؑ سے پوچھ لیتے ہیں، پھر ہم کو دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔[۴]

(۵) ابن عباس کہتے تھے، علم علیؑ علم رسولؐ ہے، خود رسولؐ نے تعلیم دی اور رسولؐ کا علم خدا کا علم ہے۔ میں نے علیؑ سے تعلیم پائی، میرا اور تمام اصحاب کے علم کو علم علیؑ سے وہ نسبت ہے جو قطرے کو سات دریاؤں سے نسبت ہوتی ہے۔

(۲۵۴)

علیؑ اُم المومنین عائشہ کی نظر میں

(۱) عکا سے ام المومنین نے فرمایا علیؑ تمام مخلوق سے بہتر ہیں، جو شک کرے کافر ہے۔[۵]

(۲) ام المومنین نے کہا علیؑ جملہ اصحاب میں سنت رسول کے بہترین عالم ہیں۔[۶]

---

(۱) استیعاب (۲) شرح ابن ابی الحدید (۳) طبرانی معجم، ابوحاتم، استیعاب، صواعق محرقہ (۴) استیعاب (۵) ابوبکر بن مردویہ
(۶) تاریخ الخلفاء مناقب خوارزمی

(۳) ام المومنین نے قتادہ سے کہا، علیؑ احب خلق ہیں خدا اور رسول کے نزدیک، پھر قتادہ نے پوچھا علیؑ سے کیوں لڑیں، جواب دیا مقدر میں یہی تھا۔[۱]

(۲۵۵)

علیؑ امیر معاویہ کی نظر میں

(۱) صفین میں علیؑ نے معاویہ کو للکارا کیوں بے گناہوں کا خون کرتا ہے۔ آ! ہم اور تو باہم لڑیں۔ عمر عاص نے کہا جایئے، علیؑ مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں۔ معاویہ نے جواب دیا: ''ابوالحسن بڑا قتل کرنے والا بہادر ہے تو مجھے ایسا مشورہ دیتا ہے، چاہتا ہے کہ میں قتل ہو جاؤں اور تو شام کا بادشاہ بنے۔''[۲]

(۲) ضرار بن ضمرہ نے دربار معاویہ میں فضائل علیؑ بیان کئے تو معاویہ نے کہا قسم بخدا علیؑ ایسے ہی تھے، خدا ان پر رحم کرے۔[۳]

(۳) معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا، انھوں نے کہا: علیؑ سے جا کر پوچھو، اس لئے کہ وہی اعلم ہیں۔'' عمر بن الخطاب بھی مشکلوں میں انھیں سے پوچھتے تھے۔[۴]

(۴) خبر شہادت علیؑ سن کر معاویہ نے کہا: ''علیؑ کے قتل ہونے سے فقہ و حکمت کا جنازہ نکل گیا۔''[۵]

(۲۵۶)

علیؑ ابوموسیٰ اشعری کی نظر میں

عمر عاص سے تحکم کے وقت ابوموسیٰ اشعری نے کہا تھا کہ دین کا شرف علیؑ سے ہے۔[۶]

---

(۱) تذکرۂ خواص، شرح ابن ابی الحدید (۲) ارجح المطالب، تذکرۂ خواص (۳) تذکرہ خواص
(۴) مناقب ابن مغازلی، فرائد السمطین (۵) استیعاب (۶) تاریخ واقدی، تذکرہ خواص

(۲۵۷)

علیؑ ابو درداء صحابی کی نظر میں

ابو درداء نے کہا دنیا میں تین عالم ہیں، شام میں میں، کوفہ میں عبداللہ بن مسعود اور مدینہ میں علیؑ۔ شام کا عالم کوفہ کے عالم سے پوچھتا رہتا ہے اور کوفہ کا عالم مدینہ کے عالم سے پوچھتا ہے۔ مدینہ کا عالم کسی سے نہیں پوچھتا۔[1]

(۲۵۸)

علیؑ عمر عاص کی نظر میں

(۱) عمر عاص کہتے ہیں: ''علیؑ گوہر یکتا اور زر خالص ہیں، باقی لوگ مٹی ہیں، وہ عظیم الشان خیر ہیں اور کشتی نوحؑ ہیں، خدا تک رسائی کے لئے دروازہ ہیں، ان پر خطابت ختم ہے۔''[2]

(۲) معاویہ نے جب عمر عاص کو وزارت کی دعوت دی تو عمر عاص نے جواب میں لکھا: ''اے معاویہ! تو مجھ کو گمراہی و باطل کی دعوت دیتا ہے، حالاں کہ علیؑ برادر رسولؐ، ولی رسولؐ، وصی رسولؐ، وارث رسولؐ، رسولؐ کا قرض ادا کرنے والے، ان کی وعدوں کو پورا کرنے والے، داماد رسولؐ، شوہر سیدہ النساء العالمین، پدرِ سبطین رسولؐ حسنؑ و حسینؑ کے ہیں، جو دونوں سردار جوانان اہل جنت ہیں۔

ابوالحسنؑ نے اپنی جان بیچ کر فرش رسولؐ پر آرام لیا۔ رسولؐ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں علیؑ اس کے مولا ہیں۔''[3]

(۲۵۹)

علیؑ قبیصہ صحابی کی نظر میں

قبیصہ کہتے ہیں: ''ہم نے علیؑ سے زائد زہد میں کسی کو نہیں دیکھا۔''[4]

---

(۱) مناقب خوارزمی (۲) تذکرہ خواص (۳) تذکرہ خواص (۴) مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب

(۲۶۰)

علیؑ ضرار بن ضمرہ کی نظر میں

دربار معاویہ میں ضرار کہتے ہیں: ''قسم بخدا علیؑ دن میں بکثرت روزے رکھتے تھے، راتوں کو عبادت کرتے تھے، موٹا لباس پہنتے تھے۔ بدترین غذا کھاتے تھے۔ ہماری بات دل لگا کر سنتے تھے۔ جب ہم خاموش ہوتے اس وقت خود بولتے تھے۔ جو ہم سوال کرتے اس کا جواب دیتے تھے۔ تقسیم میں مساوات برتتے تھے۔ رعیت میں انصاف کرتے تھے۔ کمزور علیؑ کی سختی سے نڈر تھے، قوت والوں سے علیؑ ڈرتے نہ تھے۔

خدا کی قسم! ایک تاریک شب میں میں نے علیؑ کو محراب عبادت میں دیکھا، خوف خدا سے اس طرح سے تڑپ رہے تھے جیسے سانپ کا ڈسا ہوا تڑپتا ہے۔''[1]

(۲۶۱)

علیؑ خلیفۂ ابوبکر کی نظر میں

(۱) علیؑ عترت رسولؐ ہیں جن سے تمسک کی رسولؐ نے ترغیب دی اور روز غدیر اعلان فرمایا کہ علیؑ ہی سے تمسک رکھنا۔[2]

(۲) خلیفہ فرماتے ہیں: ''رسولؐ کو ان کے اہلبیتؑ میں تلاش کرو۔''[3] یعنی اہلبیتؑ رسولؐ نمونہ ہیں شان رسالت کا۔

(۳) وقت وفات جناب ابوبکر نے فرمایا: ''کاش میں علی کا گھر (بجبر بیعت کے لئے) نہ کھولتا، اگر چہ وہ گھر مجھ سے لڑائی ہی کی غرض سے بند کیا گیا ہوتا۔''[4]

(۴) بعد خلافت جناب ابوبکر نے فرمایا: ''مجھ کو چھوڑ دو، جب کہ مجھ سے بہتر تم

---

(۱) تذکرہ خواص (۲) صواعق محرقہ، دارقطنی (۳) صواعق محرقہ
(۴) کنز العمال جلد۔۳، مسند احمد، تاریخ طبری، تاریخ کامل، کتاب سقیفہ، معجم کبیر، تاریخ ابن عساکر

میں علیؑ موجود ہیں۔''[۱]

(۲۶۲)

علیؑ حسان شاعرِ رسولؐ کی نظر میں

واقعۂ غدیر کو شاعر رسولؐ نے نظم کیا اور وہ قصیدہ خدمت رسولؐ میں پیش کیا، رسولؐ نے دعا دی اور فرمایا، خدا تیری روح القدس سے تائید کرے۔[۲]

(۲۶۳)

علیؑ عبداللہ بن مسعود صحابی کی نظر میں

(۱) عبداللہ کہتے ہیں: ''میں خلافت علیؑ میں حاضر رہا اور پڑھا۔ علیؑ سب سے بہتر، سب سے عالم تر بعد رسولؐ تھے۔ ان سے علم دریا کے سیل کی طرح بہتا تھا۔''[۳]

(۲) عبداللہ کہتے ہیں: ''میں علیؑ کو خیر البشر سمجھتا ہوں۔''[۴]

(۲۶۴)

علیؑ خلیفۂ عمر کی نظر میں

(۱) جناب عمر فرماتے تھے: ''علیؑ میں تین ایسی فضیلتیں تھیں اگر ایک بھی ان میں کی مجھ کو ملتی تو سو اونٹوں سے بہتر تھی۔ رسولؐ نے اپنی بیٹی کا عقد کیا، اپنی مسجد میں علیؑ کو جگہ دی اور مجھ کو نہ رہنے دیا، خیبر میں علیؑ کو علم دیا۔''[۵]

(۲) بروز غدیر جناب عمر نے علیؑ کا ہاتھ تھام کر مبارک باد دی: ''تم کو مبارک ہو یا علیؑ اس طرح سے تم نے صبح کی کہ تم ہر مومن و مومنہ کے مولا قرار پائے۔''[۶]

---

(۱) تذکرۂ خواص، تاریخ خمیس، سر العالمین، ریاض النضرۃ (۲) تذکرہ خواص (۳) تذکرہ خواص
(۴) تاریخ واقدی، تذکرہ خواص (۵) معجم اوسط (۶) سر العالمین، تذکرہ خواص

(۳) آخر وقت کسی نے جناب عمر سے کہا کہ آپ کے بعد ہم علیؑ کو خلیفہ کریں گے جواب دیا قسم ہے مجھ کو اپنی جان کی، تم علیؑ کو خلیفہ نہ کرو گے اور اگر ایسا کیا تو چاہے تم ناراض ہو، علیؑ تم کو امر حق پر قائم کئے بغیر باز نہ آئیں گے۔[۱]

(۴) خلیفہ نے کہا: ''عالم کی عورتیں علیؑ کا مانند پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔''[۲]

(۵) جناب عمر نے کہا: ''ہم سب میں بہترین جج علیؑ ہیں۔''[۳]

(۲۶۵)

علیؑ ابو ہریرہ صحابی کی نظر میں

دربار معاویہ میں اصبغ بن نباتہ نے قسم دے کر ابو ہریرہ سے پوچھا: ''سچ بتاؤ رسولؐ خدا نے بروز غدیر حق علیؑ میں کیا یہ نہ فرمایا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ بھی مولا ہیں۔'' ابو ہریرہ نے کہا: ''قسم بخدا میں نے خود رسول کو یہ کہتے سنا۔''[۴]

(۲۶۶)

علیؑ خلیفۂ عمر بن عبد العزیز کی نظر میں

خلیفہ بقسم کہتے ہیں کہ امت رسولؐ خدا میں بعد رسول علیؑ سے زائد زہد میں میں نے نہیں دیکھا، کبھی علیؑ نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی، اور نہ روٹی پر روٹی رکھ کر کھائی۔[۵]

(۲۶۷)

علیؑ مغیرہ بن شعبہ کی نظر میں

صعصعہ بن صوحان مغیرہ کے پاس آئے۔ مغیرہ نے پوچھا: ''کہاں سے آرہے ہو؟'' فرمایا: ''اس شخص کے پاس سے جو ولی، تقی، جواد، حلیم، ولی، کریم، حفی ہے۔ منع کرنے والا تلوار

---

(۱) کنز العمال (۲) ینابیع المودہ، مناقب خوارزمی (۳) تاریخ الخلفاء (۴) تذکرہ خواص
(۵) تذکرہ خواص، مناقب ابن شہر آشوب

سے، سخی، کشادہ دست، قول وفعل میں یکساں، سچا کریم الاولاد، شریف الآباء، مشہور، شجاع، زاہد فی الدنیا، آخرت سے راغب۔'' مغیرہ نے یہ سن کر کہا: ''یہ صفات تو علیؑ مرتضیٰ کے ہیں۔''(۱)

(۲۶۸)

علیؑ معاویہ بن یزید کی نظر میں

یزید کے مرنے کے بعد معاویہ بن یزید تخت خلافت پر بیٹھے اور شاہی تقریر شروع کی جس میں پُرزور لہجہ میں اپنے باپ دادا کی سیاہ کاریوں کو اور آل رسولؐ کی خدمات واستحقاق خلافت کا اعلان کیا۔(۲)

(۲۶۹)

علیؑ منصور دوانقی کی نظر میں

دوانقی منصور اعمش سے کہتے ہیں: ''حُبِّ علیؑ ایمان ہے اور ان سے بغض نفاق ہے۔''(۳)

(۲۷۰)

علیؑ عطا کی نظر میں

عبدالملک بن سلیمان نے عطاء سے پوچھا: ''کیا اصحاب رسولؐ میں علیؑ سے کوئی زائد علم رکھتا تھا؟'' عطا نے کہا: ''قسم بخدا، علیؑ سے کوئی زائد عالم نہ تھا۔''(۴)

(۲۷۱)

علیؑ ابوذر غفاری صحابی کی نظر میں

ابوذر غفاری ایک مرتبہ بیمار ہوئے اور امیرالمومنینؑ سے وصیت کی۔ لوگوں نے کہا: ''اگر تم امیرالمومنین عمر خطاب سے وصیت کرتے تو زائد بہتر تھا'' جواب دیا: ''قسم بخدا، میں نے

---

(۱) تذکرۂ خواص (۲) حیوۃ الحیوان (۳) مناقب خوارزمی (۴) استیعاب

برحق امیرالمومنینؑ سے وصیت کی ہے۔''(۱)

(۲۷۲)

علیؑ سلمان فارسی صحابی کی نظر میں

جناب سلمان نے کہا: ''علیؑ امت میں سب سے زائد علم رکھنے والے ہیں۔''(۲)

(۲۷۳)

علیؑ سعید بن مسیب کی نظر میں

سعید کہتے ہیں: ''میں نے کسی صحابی رسولؐ کو یہ کہتے نہیں سُنا بجز علیؑ کے کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو۔''(۳)

(۲۷۴)

علیؑ مسروق کی نظر میں

مسروق کہتے ہیں: ''اصحاب رسولؐ میں سب سے زائد علم عمر، عبداللہ بن مسعود، ابودرداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور علیؑ بن ابی طالب کو تھا اور ان سب سے علم میں زائد علیؑ اور ابن مسعود تھے اور ان دونوں میں علیؑ کو زائد علم تھا۔''(۴)

(۲۷۵)

علیؑ خلیفہ زادے عمر کی نظر میں

کسی نے ابن عمر سے جناب عثمان اور جناب علیؑ کے مابین فرق پوچھا۔ ابن عمر نے خانہ علیؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ''مکان سے مکین کا اندازہ کرلو، علیؑ کا مکان نبیؐ کے مکانوں کے درمیان ہے، اس کا دروازہ مسجد نبی میں کھلا ہوا ہے۔''(۵)

---

(۱) ابن مردویہ (۲) فردوس (۳) مسند احمد (۴) مناقب خوارزمی (۵) خصائص نسائی

(۲۷۶)

علیؑ حسن بصری کی نظر میں

حسن بصری قول رسولؐ وقول علیؑ میں فرق نہ کرتے تھے۔ ان کے شاگرد نے ایک روز ان سے پوچھا: ''آپ نے رسولؐ کی زیارت نہیں کی، پھر آپ کیوں ہر قول رسولؐ سے منسوب کر کے بیان کرتے ہیں؟'' جواب دیا: ''آج تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی، جو کبھی کسی نے نہ پوچھی تھی۔ اگر تم کو مجھ سے خصوصیت نہ ہوتی، تو کبھی نہ بتاتا۔ میں ایسے زمانے میں ہوں جسے تم دیکھ رہے ہو۔ جو بھی تم مجھ سے سنو رسولؐ کے نام سے سمجھ لو، میں نے علیؑ سے سنا ہے۔ زمانہ ایسا (پُرآشوب) ہے کہ میں علیؑ کا نام نہیں لے سکتا۔''(۱)

(۲۷۷)

علیؑ خلیفہ مامون رشید کی نظر میں

مامون رشید کا وہ مشہور مباحثہ علمائے اہل سنت سے اس میں اسحٰق عالم سے کہا تھا: ''کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ رسولؐ خدا نے بغیر حکم خدا کبھی کوئی اسلام کی دعوت نہیں دی؟'' اسحٰق نے کہا: ''بے شک ایسا ہی تھا۔''

مامون:۔ ''تو کیا خدا اپنے رسولؐ کو ایسے شخص کی نسبت دعوت اسلام کا حکم دے سکتا ہے جس پر ابھی حدود شرعی بھی جاری نہ ہو سکیں۔ ثابت ہوا کہ علیؑ خدا اور رسولؐ کے نزدیک مکلف شرعی تھے اور بسبب سبقت اسلام دوسرے اصحاب سے افضل تھے۔''(۲)

(۲۷۸)

علیؑ جسٹس ارنالڈ کی نظر میں

علیؑ کو سب لوگ دل سے دوست رکھتے ہیں اور وہ اسی کے قابل ہیں۔ اس زمانے میں بھی

(۱) لمعات فریدہ (۲) عقد الفرید

جب کہ شجاعان عرب شہرۂ آفاق تھے، ضرغام آل ابی طالب، اسد اللہ الغالب علیؑ کا لقب تھا اور ان کو اشجع العرب بھی کہتے تھے۔ شجاعت، حکمت، ہمت، عدالت، سخاوت، زہد وتقویٰ میں علیؑ کا مثل ونظیر نہ تھا۔(۱)

(۲۷۹)

علیؑ ولیم میکنزی کی نظر میں

علیؑ نے رسولؐ کی خدمت گذاری میں اپنے کو ہمہ تن دے دیا اور ابتدائی ثبوت دینی قوت، اخلاق وجرأت وشجاعت کے دیئے۔ جب ملک عرب کے آئندہ مقنن (محمدؐ) نے اپنے اعزاء کو اپنی رسالت کا اعلان سنانے کے لئے جمع کیا اور ان میں سے ایک شخص اپنی وزارت کے لئے طلب کیا تو علیؑ نے اپنے بزرگوں کا بے چینی سے انتظار کر کے اپنی ذات کو نہایت جوش وخروش کے ساتھ ان خدمات کے لئے پیش کیا اور اپنی آئندہ رفتار واطوار سے پوری پوری شہادت اپنے وفائے عہد کی دے دی۔ جو محمدؐ کی رسالت کی خدمت کے لئے عہد باندھا تھا، علیؑ نے اس ہمت وکامیابی میں جسے اسلام کا اعلان کر کے قائم بھی کر دیا۔ وہ ثانی رسولؐ تھے۔

جب قریش نے محمدؐ کو ہلاک کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تو وہ شخص علیؑ ہی تھے جنھوں نے رسولؐ کی سبز چادر اوڑھ کر سازش کرنے والوں کو بہ لطف وحیلہ ٹالا اور اپنے محسن کو قاتلوں کی تلواروں سے بچا لیا۔ جنگ بدر میں علیؑ ہی کی شجاعت تھی جو خاص طور پر فتح کا باعث ہوئی۔ عرب کے دشمن قبائل سے تقریباً تمام غزوات میں جو ملک شام ویمن وغیرہ میں واقع ہوئیں، اسی علیؑ بہادر محارب کے اسلحہ تھے جو مہتم بالشان فتح وظفر کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ علیؑ کی عالی شان معتبر خدمات کے صلہ میں محمدؐ نے اپنی بیٹی عقد میں دے دی اور اسد اللہ الغالب کا خطاب عطا کیا۔ یعنی وہ خدا کا شیر جو ہمیشہ فتح مند رہتا ہے۔

(۱) بمبئی لا رپورٹ جلد۔ ۱۲، بمقدمہ ایڈوکیٹ جنرل بنام محمد حسین خوجہ

علی کے فضائل جلیلہ نے ان کو مناسب خلیفہ محمدؐ کا مقرر کر رکھا تھا، لیکن علیؑ کے قلب کی ایسی حالت معلوم ہوتی ہے کہ جسے فطرتاً شہنشاہی کی طرف رغبت نہیں معلوم ہوتی۔ یہی وجہ ہوئی کہ وفات عثمان کے بعد آپ خلیفہ ہوئے اور بے حد انکار کے بعد آپ نے حکومت کی طرف توجہ کی۔۔۔۔۔۔۔۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علیؑ میں بکثرت خصائل ممدوحہ موجود تھے آپ کا حسن صورت بھی مثل حُسن اخلاق و علم و خرد کے ناقابل ذکر ہے۔

آپ نہ صرف شجاع و بے خوف تھے بلکہ سخاوت و ایثار علی النفس کی صفت سے بھی متصف تھے۔ آپ بحیثیت علم بھی اپنے عہد میں سب سے افضل تھے۔[1]

(۲۸۰)

علیؑ نکلسن کی نظر میں

علیؑ تقریباً ہر ایک خوبی، ذہانت، قوت فیصلہ اور پیش بینی وغیرہ کے مالک ہیں۔ مگر حکومت کے رازہائے سربستہ سے ناآشنا تھے۔ وہ جانباز سپاہی، عاقل مشیر، مخلص دوست اور باہمت شخص تھے۔ وہ فصیح اللسان اور بہترین شاعر تھے۔ ان کے اقوال واشعار مشرق کے مسلمانوں میں مشہور ہیں۔ اگرچہ ان میں سے کم تعداد ہے اصل خیال کی گئی ہے۔ ایک بہترین جذبہ میں ان کا مقابلہ ''ملٹروس'' اور ''برٹو'' کیا جاسکتا ہے۔ وہ سیاسی معاملات میں قابلیت نہ رکھتے تھے (دیکھو اس کا جواب اسی کتاب میں) ان کا مقابلہ ایسے بدنیت حریفوں سے آپڑا تھا جو ''الحرب خدعۃ'' پر عمل پیرا تھے، اس وجہ سے علی کا عملیہ ایک حد تک ناکامیاب رہا۔ بحیثیت خلیفہ ان کے اختیارات تاحیات کبھی تسلیم نہیں کئے گئے، لیکن دوسری جانب اثر ونفوذ کی شہادت سے لے کر اب تک خود محمدؐ کے بعد دوسرے درجہ پر ہے۔ شہادت سے ایک صدی کے اندر ہی ان کو وصی محمدؐ کا تسلیم کیا جانے لگا۔

شہید، معصوم عن الخطاء اور بعض نے تو خدا مان لیا۔[2]

---

(۱) امپیریل ڈکشنری جلد اول، ص۔ ۱۱۰ (۲) لٹریری عربس

(۲۸۱)

علیؑ السنر صاحب کی نظر میں

''اگر علیؑ کو امن وامان سے حکومت کا موقع دیا جاتا تو ان کی خوبیاں ان کی مستقل مزاجی اور ان کی سیرت کی بلندی پھر وہی پرانی اور سادہ روش جمہوریت قائم کرنے میں کامیاب ہوجاتی۔''

(۲۸۲)

علی مسٹر ٹائیلر کی نظر میں

محمدؐ نے خود ہی اپنے داماد علیؑ کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنا دیا تھا۔

(۲۸۳)

علیؑ مسٹر میڈیو کی نظر میں

قرابت کے لحاظ سے اگر تخت نشینی کا اصول علیؑ کے موافق پاجاتا تو وہ بربادکن جھگڑے پیدا ہی نہ ہوتے، جنھوں نے اسلام کو مسلمانوں کے خون میں ڈبو دیا، علیؑ ۶۵۵ء میں تخت خلافت پر بٹھائے گئے جو حقیقت کے لحاظ سے آج سے بیس سال قبل رسولؐ کی رحلت کے بعد ہی ملنا چاہئے تھا۔

(۲۸۴)

علیؑ مسٹر ارونگ کی نظر میں

آخر کار علیؑ نے اپنی جوانانہ دلیری کے ساتھ پیغمبرؐ کی حضور میں عرض کیا: ''میں موجود ہوں۔'' محمدؐ صاحب نے اپنا ہاتھ ان کے گلے میں، اور سینہ سے لگا کر بآواز بلند فرمایا: ''میرے بھائی، میری وزیر میرے جانشین کو دیکھو اور تم لوگ اس کی بات سنو اور اس کی فرماں برداری کرو۔''

حضرت علیؑ حضرت محمدؐ کے ابن عم اور رسولؐ کی اکلوتی بیٹی کے شوہر تھے، قرابت کے لحاظ سے بھی خلافت علیؑ کا حق تھا اور آپ کے فضائل ومناقب اور آپ کے اسلامی خدمات بھی حد درجہ اتم خلافت

کا مستحق ثابت کر رہی تھیں۔ آپ کی عالی ہمتی سرگرمی اور جوش کے پہلے ہی ظاہر ہونے پر جب کہ دین اسلام تمسخر وایذا دہی کا نشانہ بنا ہوا تھا، محمدؐ نے آپ کو اپنا بھائی اور خلیفہ قرار دیا تھا اور اُسی وقت سے علیؑ نے بھی اپنی ذات کو خلافت کے لئے وقف کر دیا تھا اور اسلام کو اپنی بلند ہمتی اور اولوالعزمی سے اتنی ہی عزت بخشی جتنی اپنی بہادری سے ان کی حفاظت کی، (خلافت کے تمام جھگڑوں کے بعد وہ کہتے ہیں:-)

محمدؐ کی خلافت کے سب سے زائد مستحق علیؑ تھے جن کا دعویٰ سب سے زائد مستحکم ومضبوط اور جن کا حق سب سے زائد فطری تھا، کیوں کہ یہ محمدؐ کے چچا کے بیٹے اور داماد تھے، فاطمہؑ جوان کی اولاد تھی، وہی صرف یادگار رہ گئی تھی۔

(۲۸۵)

علیؑ مسٹر گبن کی نظر میں

حضرت علیؑ اس لحاظ سے بھی قابل احترام ہیں کہ آپ ہی پہلے وہ خلیفہ تھے جنھوں نے علم وفن کی کتابت کی پرورش کی۔ حکمت سے بھرے ہوئے اقوال کا ایک بڑا مجموعہ آپ کے نام سے منسوب ہے اور اگر واقعی آپ ہی کی عقل وفکر، علم ودماغ کا نتیجہ ہے تو یقینا آپ کا قلب ودماغ خراج تحسین وصول کرے گا۔ آپ کے متعلق بہت سے دلچسپ عقل کو حیرت میں ڈالنے والے واقعات لکھے ہوئے ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا قلب ودماغ مجسم نور تھا۔

(۲۸۶)

علیؑ مسٹر ووکلی کی نظر میں

تمام مسلمانوں میں بالاتفاق علیؑ کی عقل ودانائی کی شہرت ہے جس کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کے کلمات ابھی تک محفوظ ہیں جن کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس جلیل القدر خلیفہ کی خاص خاص یادگار داستانیں ہیں۔ اگر تمام خارق عادات باتوں سے جو آپ سے منسوب ہیں قطع نظر کر لی

جائے، جب بھی آپ کی جرأت وہمت، خصلت مزاج و پرہیزگاری اور فہم وفراست سے اندازہ کیا جائے گا کہ اس قوم میں جو عظیم الشان شخصیتیں گذری ہیں آپ سب سے ممتاز تھے۔

(۲۸۷)

علیؑ تامس لائل کی نظر میں

ایک ہستی کی ضرورت تھی جو سب سے اعلیٰ ہو اور بلاشبہ عام طور پر ہادی تسلیم کر لیا جائے اور جس پر ہر کہہ ومہ کی نظر پڑے۔ بالآخر ایسا ہی ہوا ہادی وامام علیؑ کی صورت میں ان کو مل گیا۔ سیاسی اختلاف اور باہمی بغض وعناد کی وجہ سے ضرورت تھی کہ کوئی ہادی خدا کا منتخب کردہ ان کو ملے، یہ ظاہر ہے کہ اسلام کا پیشوا حسب ہدایت خدا کا کام کرنے والا ہے تو وہ پیغمبر کے خاندان کا ممبر ہونا چاہئے۔

علیؑ کی بہادری، پیغمبرؐ خدا کی اطاعت اور سب سے بالاتر پیغمبرؐ سے رشتہ داری ان کا نمونۂ رسولؐ ہوتا ہے اور اپنے میں کمال انسانیت ظاہر کرنا وغیرہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ خدائی منتخب کردہ امام نمونہ رسولؐ وخالق ومخلوق کے درمیان میں واسطہ تھے اور ان کے جانشین اسی قسم کے خدا والے ہونے چاہئیں۔

(۲۸۸)

علیؑ میجر اسپورن کی نظر میں

علیؑ کے ساتھ تاریخ اسلام کی یاد میں وہ شخصیت اُٹھ گئی جو بہترین اسلام کا ماننے والا اور سچا مسلمان تھا۔

(۲۸۹)

علیؑ مصنف انسائیکلو پیڈیا برٹنیکا کی نظر میں

علیؑ وہ اول شخص ہیں کہ لڑکپن ہی میں پیغمبر صاحب کی غرض وغایت کی اعانت ونصرت

میں ناموری حاصل کی جس کے عوض میں پیغمبرؐ صاحب نے علیؑ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنی بیٹی فاطمہؑ سے عقد کر دیا۔

علیؑ نے اپنے کو ایک وفادار بہادر سپاہی ثابت کر دکھایا۔ محمدؐ صاحب کے انتقال ہونے کے وقت علیؑ میں مسلم الثبوت سرداری کے حقوق موجود تھے۔ رسولؐ کے بعد اسلام کی افسری کا دعویٰ علیؑ کو مناسب معلوم ہوتا تھا۔ لائق ترین صحبت یافتہ رسولؐ صرف علیؑ ہی تھے جو آخر عمر تک حضرت رسولؐ کی سادہ مثال کی پیروی کرتے رہے۔ علم و عقل میں ایسے مشہور تھے کہ اب تک مجموعہ امثال و اشعار کے ان سے منسوب ہیں۔ خصوصاً مقالات علیؑ جس کا انگریزی ترجمہ ''مسٹر ولیم پول'' نے بمقام اڈنبرا شائع کرایا ہے۔

(۲۹۰)

علیؑ مسٹر لائل کی نظر میں

وہ ایسا نوجوان تھا جسے ہر شخص پسند کرے گا۔ تمام واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب اخلاق فاضلہ اور رہبر و شیر سا بہادر اور باوجود بہادری مزاج میں ایسی رحم دلی، نرمی، سچائی اور محبت تھی جو عیسائی دین دار جواں مرد کے شایان شان ہے۔

(۲۹۱)

علیؑ سر جان ڈیوین پورٹ کی نظر میں

دو فرقوں شیعہ اور سنی میں سے ایک نے ان (نبیؐ) کے چچا زاد بھائی اور داماد علیؑ سے جیسا کہ بمقتضائے انصاف و محبت ہے تولا کی، اس نظر سے کہ آں حضرتؐ نے ان سے ہمیشہ محبت و الفت علانیہ کی اور چند مرتبہ ان کو اپنا جانشین بھی بنایا، علی الخصوص دو موقعوں پر:

(۱) جب آں حضرتؐ نے اپنے گھر میں بنی ہاشم کی دعوت کی تھی اور علیؑ نے باوصف کفار کے تمسخر کے اور توہین کرنے کے اپنا ایمان لانا ظاہر کیا۔

(۲) جب آں حضرتؐ نے اپنے انتقال سے چند ماہ پیشتر اپریل ۶۳۱ء کو جبرئیل کا لایا ہوا ایک خطبہ ایک گاؤں میں جس کا نام غدیر خم ہے اور وہ نواح جعفہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے بہت سے لوگوں کو جمع کر کے بڑی شان و شوکت سے ایک منبر پر جو اسی کام کے لئے نصب کیا گیا تھا پڑھا جس میں حمد خداوندی کے بعد ارشاد فرمایا:-

''اے لوگو! تین مرتبہ جبرئیل میرے پاس یہ حکم خدا لائے کہ میں اپنے ماننے والوں سے وہ گورے ہوں یا کالے، یہ ظاہر کروں کہ علیؑ میرے خلیفہ اور وصی و امام ہیں، میرا گوشت و خون ہیں، میرے لئے ویسے ہی ہیں جیسے ہارونؑ موسیٰ کے لئے، خدا نے ان کو بڑی خوبیاں عطا کی ہیں، میرے بعد ان کی ویسی ہی فرماں برداری کرنا چاہئے جیسے میری فرماں برداری کرتے ہو۔ علیؑ کے بعد ان کے بیٹے حسنؑ و حسینؑ ان کے جانشین ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔''

اس خطبہ کے تمام ہونے پر ابوبکر، عمر، عثمان، ابوسفیان اور دوسرے لوگوں نے علیؑ کے ہاتھ چومے اور ان کو اس جانشینی کی مبارک باد دی اور اقرار کیا کہ تمام احکام کو سچے عنوان سے بجا لائیں گے۔

۶۳۲ء میں انتقال سے تین دن پہلے اپنے تابعین کو آں حضرتؐ نے مزید تاکید کی اور بڑی شد و مد سے فرمایا: ''جو مجھ کو مولا جانتا ہے وہ علیؑ کو بھی مولا سمجھے۔''

(۲۹۲)

علیؑ ڈاکٹر اڈورڈ سل کی نظر میں

یہ علیؑ ہی کا بازو تھا کہ جس پر حضرت محمدؐ نے اپنی آخری علالت میں تکیہ کیا تھا، اس طرح سے کہ علیؑ رسولؐ کی زندگی کے تمام واقعات میں امن ہو یا جنگ، رزم ہو یا بزم، ان کے دائمی صحابی اور وفادار و مطیع و بہادر حواری بنے رہے۔ بہت سی حدیثوں سے اس احترام و محبت کا انکشاف ہوتا ہے جو حضرت محمدؐ کو حضرت علیؑ سے تھی۔ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:-

''میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں''، ''علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں''۔

(۲۹۳)

علی مسٹر متھیو آرنالڈ کی نظر میں

مذہب اسلام (جو رسول کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ میں پڑ کر اپنی اصلی صورت کو کھو بیٹھا تھا) کی سختی اور سنگ دلی کے خلاف چند شریف، طاہر و مطہر فطرتوں کی بغاوت، ایک ایسی بغاوت جس نے اپنے بانیوں کو عام نگاہوں میں بے یار و مددگار، ناکامیاب، دنیا کی مصیبتوں میں مبتلا ظاہر کیا، لیکن انھیں اس قابل بنا دیا کہ وہ اس امن و سکون و مسرت سے لطف اندوز ہو سکیں، جس کے لئے فضول طور سے دنیا تڑپ رہی ہے اور اپنے متعلق غیر مقاومت پذیر ہمدردی نوع انسانی میں پیدا کر دیں۔ 'گبن' کہتا ہے: ''علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور باقی ائمہ اگر چہ اسلحہ نہیں رکھتے تھے ان کے پاس دولت کے خزانے بھی نہ تھے، ان کے پاس رعایا بھی موجود نہ تھی، تاہم انھیں برابر لوگوں کی عزت واحترام اور عقیدت مندیاں حاصل رہیں۔

ان کے ناموں سے دوسرے لوگوں نے بغاوتوں اور جنگوں میں کام لیا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ بلند مرتبۂ عالی شان، زاہد و عابد دنیا کی شان و شوکت سے متنفر رہے، خدائے تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے، دنیا کے مطالعہ اور اس کے مطابق عمل پیرا ہونے پر وقف کئے رہے۔''

قربانی، ایثار، بردباری اور تحمل ہی جو علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ میں ان کی باطنی زندگی کی گہرائیوں سے پیدا ہوئی تھی اور جن کی وجہ سے انھیں بہت سی تکلیفیں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونا پڑا تھا جن کے وہ مستحق نہ تھے وہ چیزیں تھیں جنھوں نے ان ائمہ کا اثر عام تخیل پر قائم کر رکھا تھا۔

حسنؑ جس وقت زہر ہلاہل کے اثر سے زندگی کی آخری سانس لے رہے تھے، انھوں نے اپنے بھائی حسینؑ سے، جو زہر پلانے والے کی جستجو میں اور اس کو سزا دینے کی فکر میں تھے فرمایا:-

''بھائی اس کی تلاش نہ کرو، اُسے جانے دو، خدا کے یہاں جب میرا اس کا سامنا ہوگا تو اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔''

اسی طرح حسنؑ و حسینؑ کے والد عالی قدر نے بھی اپنے قاتل کے متعلق اسی قسم کا عطوفیت آمیز سلوک روا رکھا تھا۔

حسینؑ کے متعلق ان کا کامیاب حریف یزید کہتا تھا کہ ''حسینؑ خدا کے محبوب بندے ہیں، لیکن میں انھیں کوئی چیز حاصل نہ ہونے دوں گا۔''

دنیاوی حیثیت سے خواہ وہ کتنے ہی ناکامیاب رہیں، لیکن مولد کے لحاظ سے یہ عظیم الشان ہستیاں، تقدس و پاکبازی کے انتہائی مدارج پر فائز تھیں اور لوگ ان اعلیٰ خصوصیات اور ان کے جذبۂ قربانی، ایثار، رافت، عطوفت کی وجہ سے انھیں عزیز رکھتے تھے۔

انھیں اس کا احساس تھا کہ وہ افراد خدا کے محبوب بندے ہیں خدا ان سے محبت کرتا ہے اور ان کی زندگیاں اُس خلا کو پُر کر رہی ہیں، جو محمدؐ کے (ان کے بعد آنے والوں نے اسلام کی شکل کو) متشدد اور غیر عطوفت آمیز مذہب میں موجود تھا۔

ان برگزیدہ نفوس نے جو اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں نثار کر دینے والے اور دنیاوی شان و شوکت سے علاحدہ رہنے والے تھے اور جو کبھی ایثار و قربانی کی راہ میں شیون کنان نظر نہیں آئے اسلام میں وہ جذبہ پیدا کر دیا جو نرم دلی اور عطوفت پر مبنی اور رحم دلی کو اُبھارنے والا ہے۔

حوالہ جات

ترتیب وتہذیب م۔ر۔عابد

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۱	ابکارالافکار	ابکارالافکار	سیف الدین علی الآمدی	آمدی	صدی ۷
۲	احتجاج طبرسی	الاحتجاج علی اہل اللجاج	ابومنصور احمد بن علی ابن ابیطالب	احمد طبرسی	۶۲۰ھ
۳	احیاء العلوم	احیاء العلوم الدین	ابوحامد محمد بن محمد الغزالی	امام غزالی	۵۰۵ھ
۴	اختصاص مفید	الاختصاص	ابوعبداللہ بن محمد بن نعمان العکبری	شیخ مفید	۴۱۳ھ
۵	اربعین	کتاب الاربعین			
۶	ارجح المطالب	ارجح المطالب	عبیداللہ بسمل امرتسری	عبیداللہ امرتسری	۱۳۵۲ھ
۷	ارشاد مفید	الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد	ابوعبداللہ بن محمد بن نعمان العکبری	شیخ مفید	۴۱۳ھ
۸	ازالۃ الخفا	ازالۃ الخفا	شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم محدث دہلوی	شاہ ولی اللہ	۱۱۷۶ھ
۹	استیعاب	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر النمری القرطبی	ابن عبدالبر	۳۶۳ھ
۱۰	اسدالغابہ	اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ	عزالدین ابوالحسن علی بن ابی الکریم محمد بن محمد بن عبدالکریم الشیبانی الجزری الموصلی	ابن اثیر	۶۳۰ھ
۱۱	اسعاف	اسعاف	ابومحمد عبداللہ بن مسلم الدینوری	ابن قتیبہ	۲۷۶ھ
۱۲	اصابہ	الاصابہ فی تمیز الصحابہ	شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن الحجر العسقلانی	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۱۳	اعلام الوریٰ	اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ	ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی	فضل طبرسی	۵۴۸ھ
۱۴	الامامہ والسیاسہ	الامامہ والسیاسہ		ابن بابویہ؟	
۱۵	السقیفہ	السقیفہ	ابوبکر احمد بن عبدالعزیز الجوہری	جوہری	
۱۶	النص الجلی	النص الجلی			

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۱۷	امالی صدوق	امالی	ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی	شیخ صدوق	۳۸۱ھ
۱۸	امالی طوسی	امالی	ابوجعفر محمد بن الحسن ابن علی الشیخ الطوسی	شیخ طوسی	۴۶۰ھ
۱۹	انجیل	انجیل مقدس			
۲۰	انسان العیون	انسان العیون فی معرفۃ الامین والمامون	نورالدین علی بن ابراہیم الملقب بہ نورالدین بن برہان الدین الحلبی	حلبی	۲۷۶ھ
۲۱	انوارالتنزیل	انوارالتنزیل			
–	تاریخ ابن خلکان	''وفیات الاعیان''	(''و'' میں دیکھئے: ۱۷۶)		
۲۲	تاریخ ابن عبدالبر		ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر النمری القرطبی	ابن عبدالبر	۴۶۳ھ
۲۳	تاریخ ابن عساکر	تاریخ مدینہ دمشق	ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ الدمشقی	ابن عساکر	۵۷۱ھ
۲۴	تاریخ ابن ہشام		ابومحمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری	ابن ہشام	۲۱۸ھ
۲۵	تاریخ ابوالفداء	کتاب المختصر فی اخبار البشر	ملک موید عمادالدین اسمعیل بن علی	ابوالفداء	۷۳۲ھ
۲۶	تاریخ الخلفاء	تاریخ الخلفاء	جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی	جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
۲۷	تاریخ بخاری	تاریخ کبیر/صغیر/وسط	ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل بن مغیرہ الجعفی البخاری	بخاری	۲۵۶ھ
۲۸	تاریخ بلاذری	(الفتوح البلدان/ انساب الاشراف)	ابوالحسن احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری	بلاذری	۲۷۹ھ
۲۹	تاریخ جرجی	تاریخ التمدن الاسلامی	جرجی زیدان (George Gordon)	جرجی زیدان	
۳۰	تاریخ خضری	تاریخ خضری	ڈائرکٹر، مصر یونیورسٹی		

نمبر شمار	مختصر(اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر(عرفی)نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۳۱	تاریخ خطیب	تاریخ بغداد و مدینۃ السلام	ابوالبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی	خطیب بغدادی	۴۶۳ھ
۳۲	تاریخ خمیس	تاریخ الخمیس	حسین بن محمد الدیاربکری نزیل المکہ	حسین دیاربکری	حدود ۹۶۶ھ
۳۳	تاریخ طبری	تاریخ القرن الامم والملوک	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری	طبری	۲۱۰ھ
۳۴	تاریخ کامل	الکامل فی التاریخ	عزالدین ابوالحسن علی بن ابی الکریم محمد بن محمد بن عبدالکریم الشیبانی الجزری الموصلی	ابن اثیر	۶۳۰ھ
–	تاریخ مسعودی	مروج الذہب	('م' میں دیکھئے، ۱۳۵)		
–	تاریخ واقدی	طبقات الصحابہ والتابعین	('ط' میں دیکھئے: ۱۰۷)		
۳۵	تاویل الایات	تاویل الاٰیات الباہرہ			
۳۶	تحفۃ المومنین	تحفۃ المومنین	مرزا محمد بدخشانی		
۳۷	تذکرہ خواص	تذکرۃ الخواص الامہ	شمس الدین ابوالمظفر یوسف بن قرعلی بن عبداللہ	سبط ابن جوزی	۶۵۴ھ
۳۸	تذکرہ نسائی	تذکرہ	ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی	امام نسائی	۳۰۳ھ
۳۹	ترجمۃ النبوہ	ترجمۃ النبوہ	ابوعبداللہ محمد بن سعد	ابن سعد	۲۳۰ھ
۴۰	تفسیر محمد ابن عباس		محمد ابن عباس	محمد ابن عباس	
۴۱	تفسیر ابن ماہیار				
۴۲	تفسیر ابوالسعود				
۴۳	تفسیر ابوداؤد				
۴۴	تفسیر اتقان	الاتقان فی علوم القرآن	جلال الدین عبدالرحمن بن ابی البکر السیوطی	سیوطی	۹۱۱ھ
۴۵	تفسیر بیضاوی		ناصرالدین عبداللہ بن عمر بیضاوی	بیضاوی	صدی ۷

نمبر شمار	مختصر(اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر(عرفی)نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۴۶	تفسیر ثعلبی	تفسیر (کشف البیان)	ابواسحٰق احمد بن محمد بن ابراہیم النیشاپوری	ثعلبی	۴۲۷ھ
۴۷	تفسیر درمنثور	الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور	جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی	سیوطی	۹۱۱ھ
۴۸	تفسیر طبری	جامع البیان فی تاویل القرآن	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری	طبری	۳۱۰ھ
۴۹	تفسیر عسکری		(امام) حسنؑ بن علی العسکری	امام حسن عسکریؑ	۲۶۰ھ
۵۰	تفسیر عینی				
۵۱	تفسیر کبیر	تفسیر کبیر مسمیٰ بہ مفاتیح الغیب	فخرالدین ابوعبداللہ محمد بن عمر بن حسین القرشی الرازی	فخر رازی	۶۰۴ھ
۵۲	تفسیر کشاف	الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون التاویل فی وجوہ التاویل	ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی	زمخشری	۵۳۸ھ
۵۳	تفسیر مدارک				
۵۴	تفسیر واحدی	تفسیر بسیط/ وسیط/ وجیز	ابوالحسن علی بن احمد الواحدی	واحدی	۴۶۸ھ
۵۵	توضیح الدلائل	توضیح الدلائل	شہاب الدین احمد		
۵۶	تہذیب التہذیب	تہذیب التہذیب	شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۵۷	تہذیب التہنیب (ذہبی)	تہذیب التہنیب	شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الترکمانی الذہبی الدمشقی	ذہبی	۷۴۸ھ
۵۸	تیسر القاری	تیسر القاری ترجمہ بخاری			
۵۹	ثاقب المناقب	الثاقب فی المناقب	ابوجعفر محمد بن حمزہ الطوسی	طوسی	۵۶۰ھ
–	جامع البیان	تفسیر طبری	('ت' میں دیکھئے، ۴۸)		
۶۰	جذب القلوب	جذب القلوب الی دیار المحبوب	شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعداللہ الترک الدہلوی	محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
۶۱	جمع الجوامع	جمع الجوامع او جامع الکبیر	جلال الدین عبدالرحمن بن ابی البکر السیوطی	سیوطی	۹۱۱ھ

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۶۲	جمع بین الصحاح	جمع بین الصحاح الستہ	عزالدین ابوالحسن علی بن ابی الکریم الشیبانی الجزری الموصلی	ابن اثیر	۶۳۰ھ
۶۳	جمع بین الصحیحین	جمع بین الصحیحین	محمد بن ابی نصر حمیدی اندلسی؟ ابومحمد حسین بن مسعود الفراء محی السنہ بغوی؟	حمیدی بغوی	صدی ۵ ۵۱۶ھ
۶۴	حلیۃ الاولیاء	حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء	ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحٰق بن موسیٰ بن وائل بن مہران اصفہانی (اصبہانی)	ابونعیم	۴۳۰ھ
۶۵	حیٰوۃ الحیوان	حیٰوۃ الحیوان	شیخ کمال الدین محمد بن موسیٰ بن عیسی الدمیری	دمیری	۸۰۸ھ
۶۶	خرائج وجرائح	الخرائج والجرائح	ابوالحسین سعد بن ہبۃ اللہ الراوندی ''قطب الدین''	راوندی	۵۷۲ھ
۶۷	خصائص الائمہ	خصائص الائمہ	الشریف الرضی محمد بن حسین بن موسیٰ	سید رضی	۴۰۶ء
۶۸	خصائص نسائی	خصائص مرتضوی	ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی	امام نسائی	۳۰۳ھ
۶۹	خصائص نظیری			نظیری	
–	خمیس	تاریخ الخمیس	('ت' میں دیکھئے، ۳۲)		
۷۰	درر کامنہ			ابن حجر	
۷۱	دروس منتخبات	دروس منتخبات	فواد افرام بستانی	خواد بستانی	مطبوعہ بیروت ۱۹۲۷ء
۷۲	ذخیرۃ المال	ذخیرۃ المال فی شرح عقد جواہرالال	رشید الدین خاں	عجیلی	
۷۳	رامائن	رامائن	(مہارشی) بالمیکی		
۷۴	ربیع الابرار	ربیع الابرار وخصول الاخیار	ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی	زمخشری	۵۳۸ھ
۷۵	روضۃ الاولیاء	روضۃ الاولیاء			

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۷۶	ریاض النضرہ	ریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ	محب الدین ابوجعفر احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری	محب طبری	۶۹۴ھ
۷۷	زہر الربیع	زہر الربیع	نعمت اللہ الجزائری		
۷۸	زین الفتیٰ	زین الفتیٰ	محمد احمد بن علی العاصمی	عاصمی	۵۴۵ھ
۷۹	سر العالمین	سر العالمین	ابوحامد محمد بن محمد الغزالی	امام غزالی	۵۰۵ھ
۸۰	سنن ابوداد	سنن ناسخ ومنسوخ	ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی	ابوداؤد	۲۷۵ھ
۸۱	سیرۃ ابن ہشام	سیرۃ النبوہ	ابومحمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری	ابن ہشام	۲۱۸ھ
۸۲	سیرۃ الصحابہ	سیرۃ الصحابہ			
۸۳	سیرۃ الصغریٰ	سیرۃ الصغریٰ	محمد بن اسحٰق بن یسار رئیس اہل المغازی	ابن اسحٰق	۱۵۱ھ
–	سیرۃ حلبیہ	(دیکھئے: 'انسان العیون'، ۲۰)			
۸۴	سیرہ علویہ	سیرہ علویہ			
۸۵	سیرۃ مصطفوی	سیرۃ مصطفوی	ابن عبداوس یمنی		
۸۶	شرح ابن ابی الحدید	شرح نہج البلاغہ	عزالدین بن ابوحامد عبدالحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن حسین بن ابی الحدید مدائنی	ابن ابی الحدید	۶۵۶ھ
۸۷	شرح المواقف	شرح المواقف (مواقف از عضدالدین عبدالرحمن الایجی)	السید الشریف علی بن محمد بن علی الجرجانی	جرجانی	۹۱۶ھ
–	شرح بخاری عینی	(دیکھئے: 'عمدۃ القاری'، ۱۱۰)			
۸۸	شرح تجرید	شرح تجرید	علاء الدین قوشجی	قوشجی	۸۷۵ھ
۸۹	شرح تقریب	شرح تقریب	ابوالحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی	دارقطنی	۳۷۵ھ
۹۰	شرح فتح المبین	شرح فتح المبین	ابوحامد محمد بن محمد الغزالی	امام غزالی	۵۰۵ھ

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۹۱	شرح کرمانی	الکواکب الدرری (شرح صحیح بخاری)	محمد بن یوسف کرمانی	کرمانی	صدی ۸
۹۲	شرح مسلم	شرح صحیح مسلم	محی الدین یحییٰ بن شرف النودی	نووی	۶۷۶ھ
۹۳	شرح مشارق	شرح مشارق الانوار			
۹۴	شرح مشکوٰۃ طیبی	شرح مشکوٰۃ		طیبی	
۹۵	شرح مشکوٰۃ قاری	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی	ملا علی قاری	۱۰۱۴ھ
۹۶	شرح موافقہ				
۹۷	شرف النبوۃ			ابو السعد	
۹۸	شواہد التنزیل	شواہد التنزیل لقواعد التفضیل	ابو اسحٰق عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد النیشاپوری	حاکم حسکانی	صدی ۵
۹۹	صحیح بخاری	جامع الصحیح	ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل ابن مغیرہ الجعفی البخاری	امام بخاری	۲۵۶ھ
۱۰۰	صحیح بیہقی		ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیہقی	بیہقی	۴۵۸ھ
۱۰۱	صحیح ترمذی	جامع الصحیح	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	ترمذی	۲۷۹ھ
۱۰۲	صحیح حمیدی			حمیدی	۲۱۹ھ
۱۰۳	صحیح مسلم	جامع الصحیح	ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری	مسلم	۲۶۱ھ
۱۰۴	صحیح نسائی		ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی	امام نسائی	۳۰۳ھ
۱۰۵	صفوۃ الاخبار			مفتی الحجاز	۹۷۳ھ
۱۰۶	صواعق محرقہ	الصواعق المحرقہ فی الرد علی البدع والزندقہ	شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی	ابن حجر مکی	۹۷۴ھ
۱۰۷	طبقات	طبقات الکبریٰ السیرۃ الشریفۃ النبوۃ	ابو عبد اللہ محمد بن سعد الزہری البصری کاتب الواقدی	ابن سعد	۲۳۰ھ

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۱۰۸	عقد الفرید ابن عبدربہ	عقد الفرید	ابو عمر احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلسی	ابن عبدربہ	۳۲۸ھ
۱۰۹	عقد الفرید ابن ماجہ	عقد الفرید	ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی؟	ابن ماجہ	۲۷۳ھ
۱۱۰	عمدۃ القاری	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	بدر الدین ابی محمد محمود العینی	محمود عینی	۸۵۵ھ
۱۱۱	عیون المعجزات				
۱۱۲	غنیۃ الطالبین	غنیۃ الطالبین	شیخ محی الدین عبد القادر بن چنگ دوست (جنگی دوست) جیلانی	شیخ جیلانی	۵۶۱ھ
۱۱۳	فتح الباری	فتح الباری شرح صحیح بخاری	ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن الحجر العسقلانی	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۱۱۴	فتح المبین	فتح المبین	ابو عبد اللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی	حکیم ترمذی	۲۸۵ھ
۱۱۵	فرائد السمطین	فرائد السمطین فی فضل المصطفیٰؐ والمرتضیٰؑ والسبطینؑ	ابراہیم بن محمد بن الموائد بن عبد اللہ الحموینی	حموینی	۷۳۰ھ
۱۱۶	فردوس	الفردوس بماثور الخطاب	ابو شجاع شیردیہ بن شہردار الدیلمی	دیلمی	۵۰۹ھ
۱۱۷	فصول المہمہ	فصول المہمہ فی معرفۃ احوال الائمہ	نور الدین علی بن محمد بن احمد الملکی المالکی 'ابن صباغ'	ابن صباغ مالکی	۸۵۵ھ
—	فضائل سمعانی	فضائل الصحابہ	(دیکھئے 'مناقب سمعانی': ۱۶۱)		
۱۱۸	فیما نزل	فی ما نزل فی القرآن فی علیؑ	ابراہیم اصفہانی	ابراہیم اصفہانی	
۱۱۹	قرآن مجید	القرآن (الحکیم)			
—	کامل ابن اثیر	تاریخ کامل	('ت' میں دیکھئے، ۳۴)		
۱۲۰	کتاب ابن مغازلی	؟ (دیکھئے: ۱۵۹)			
—	کتاب اربعین	('الف' میں دیکھئے، ۵)			

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۱۲۱	کتاب الاحداث		؟ابوالحسن علی بن محمد المدائنی	ابوالحسن مدائنی	۲۲۴ھ
—	کتاب السقیفہ	السقیفہ ('س' میں دیکھیے، ۱۵)			
۱۲۲	کتاب الصفوۃ	بمناقب بیت آل نبوۃ	عبدالرؤف المغازی	مغازی	
۱۲۳	کتاب المغازی	"المغازی"		؟واقدی	
۱۲۴	کتاب الولایۃ			طبری	
۱۲۵	کفایۃ الطالب	کفایۃ الطالب فی مناقب علیؑ بن ابی طالب	ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد الگنجی	گنجی	۶۵۸ھ
۱۲۶	کنزالعمال	کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال	علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی	علی متقی	۹۷۵ھ
۱۲۷	لباب التاویل	لباب التاویل فی معالم التنزیل	علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی المعروف بہ 'خازن'	خازن بغدادی	
۱۲۸	لمعات فریدہ			علامہ رفاعی	
۱۲۹	مجمع الاحباب	مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب			
۱۳۰	محاضرات	محاضراۃ الادباء	ابوالقاسم حسین بن محمد المعروف بہ راغب اصفہانی	راغب اصفہانی	
۱۳۱	مختصر الدول				
۱۳۲	مختلف الحدیث				
۱۳۳	مدارج النبوہ	مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعداللہ الترک الدہلوی	محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
۱۳۴	مدینۃ المعاجز	مدینۃ المعاجز	شیخ ہاشم بن سلیمان البحرانی	ہاشم بحرانی	۹۹۷ھ/۱۱۰۷ھ
—	مرقاۃ	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	('ش' میں دیکھیے، ۹۵)		
۱۳۵	مروج الذہب	مروج الذہب ومعادن الجواہر	ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی	مسعودی	۳۴۶ھ
۱۳۶	مستدرک	مستدرک علی الصحیحین	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم النیشاپوری	حاکم نیشاپوری	۴۰۵ھ

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۱۳۷	مستطرف	مستطرف	شیخ شہاب الدین احمد الشبہی	الشبہی	
۱۳۸	مسند ابن مردویہ	مسند	ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصفہانی	ابن مردویہ	۳۹۰ھ
۱۳۹	مسند ابوحنیفہ	مسند	ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطاالکوفی	ابوحنیفہ	۱۵۰ھ
۱۴۰	مسند احمد	مسند احمد	احمد بن محمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	۲۴۱ھ
۱۴۱	مسند حسن	مسند			
۱۴۲	مسند علی	مسند			
۱۴۳	مشارق الانوار	مشارق الانوار مالیقین فی ابرار امیرالمومنینؑ	رجب البرسی	رجب برسی	
۱۴۴	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی	خطیب تبریزی	صدی ۸
۱۴۵	مطالب السؤل	مطالب السؤل فی مناقب آل الرسولؐ	کمال الدین ابوسالم محمد بن طلحہ القرشی گنجی الشافعی	ابن طلحہ شافعی	۶۵۴ھ
۱۴۶	معارف	کتاب المعارف	ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری	ابن قتیبہ	۲۷۶ھ
۱۴۷	معالم التنزیل	معالم التنزیل	محی السنہ ابومحمد حسین بن مسعود 'الفراء البغوی'	بغوی	۵۱۶ھ
۱۴۸	معجم البلدان	معجم البلدان	ابوعبداللہ شہاب الدین یاقوت بن عبداللہ الحموی الرومی	یاقوت حموی	۶۲۶ھ
۱۴۹	معجم اوسط	معجم الاوسط	ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	طبرانی	۳۶۰ھ
۱۵۰	معجم صغیر	معجم الصغیر	ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	طبرانی	۳۶۰ھ
۱۵۱	معجم کبیر	معجم الکبیر	ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	طبرانی	۳۶۰ھ

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۱۵۲	مفتاح	مفتاح النجافی مناقب ذوالقربیٰ	میرزا محمد بدخشانی		
۱۵۳	مقاتل ابن سلیمان	تفسیر مقاتل		ابن سلیمان	۱۵۰ھ
۱۵۴	مقاتل الطالبین	مقاتل الطالبین	ابوالفرج علی بن الحسین بن محمد الاصفہانی	ابوالفرج اصفہانی	۳۵۶ھ
۱۵۵	مقتل ابومخنف	تاریخ ابی مخنف فی مقتل الحسین	ابومخنف لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف بن سلیم الازدی الکوفی	ابومخنف	۱۵۷ھ
۱۵۶	ملل ونحل	الملل والنحل	ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد الشہرستانی	شہرستانی	۵۴۷ھ
۱۵۷	مناقب ابن شاذان	المناقب والفضائل	رشیدالدین ابوالحسن الفقیہ محمد بن علی بن شاذان القمی	ابن شاذان	۶۶۰ھ
۱۵۸	مناقب ابن شہرآشوب	مناقب آل ابی طالب	ابوجعفر رشیدالدین محمد بن علی ابن شہرآشوب المازندرانی	ابن شہرآشوب	۵۸۸ھ
—	المغازی	(دیکھئے ''کتاب المغازی''، ۱۲۳)			
۱۵۹	مناقب ابن مغازلی	مناقب	ابوالحسین علی بن محمد بن محمد الواسطی ''ابن المغازلی''	ابن مغازلی	۴۸۳ھ
۱۶۰	مناقب خوارزمی	فضائل علی	ابوالمؤید موفق بن احمد بن محمد السروری المالکی	اخطب خوارزمی	۵۶۸ھ
۱۶۱	مناقب سمعانی	مناقب/فضائل الصحابہ	ابوسعد عبدالکریم السمعانی	سمعانی	۵۶۲ھ
۱۶۲	مناقب فاخرہ	مناقب فاخرہ			
۱۶۳	من لایحضرہ الفقیہ	من لایحضرہ الفقیہ	ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی	شیخ صدوق	۳۸۱ھ
۱۶۴	مودۃ القربیٰ	المودۃ القربیٰ	سید علی خاں ہمدانی	علی خاں ہمدانی الہراتی	
۱۶۵	مہابھارت				
۱۶۶	نزلل الابرار	نزل الابرار	مرزا محمد معتمد	بدخشانی	

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
۱۶۷	نزول ابوبکر شیرازی	نزول القرآن	ابوبکر شیرازی		
۱۶۸	نزول ابونعیم	نزول القرآن	ابونعیم احمد بن عبداللہ احمد بن اسحق بن موسیٰ بن وائل بن مہران الاصفہانی (الاصبہانی)	ابونعیم اصفہانی	۴۳۰ھ
۱۶۹	نصائح کامنہ	؟النصائح کافیہ	محمد بن عقیل		۱۳۵ھ
۱۷۰	نہایہ ابن اثیر	النہایۃ فی عریب الحدیث	ابوسعادت مبارک بن مبارک الجزری 'ابن اثیر'	ابن اثیر	۶۰۶ھ
۱۷۱	نہایۃ العقول	النہایۃ العقول		فخر رازی	
۱۷۲	نہج البلاغہ	نہج البلاغہ	امیرالمومنینؑ (مرتبہ: الشریف رضی، محمد بن حسین بن موسیٰ/ سید رضی م ۴۰۶ھ)	امیرالمومنینؑ	۴۰ھ
۱۷۳	وافی	الوافی	محمد محسن بن مرتضیٰ الشہیر بہ محسن فیض کاشانی	ملا محسن کاشانی	۱۰۹۱ھ
۱۷۴	وسائل	الوسائل فی معرفۃ الاوائل	جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی	جلال سیوطی	۹۱۱ھ
۱۷۵	وفاء الوفاء	وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیؐ	نورالدین علی بن احمد السمہودی المکی	سمہودی	۹۱۱ھ
۱۷۶	وفیات الاعیان	وفیات الاعیان والابناء الزمان	شمس الدین ابوالعباس احمد بن محمد البرمکی 'ابن خلکان'	ابن خلکان	۶۸۱ھ
۱۷۷	ینابیع المودۃ	ینابیع المودۃ	سلیمان بن ابراہیم البلخی القندوزی	سلیمان قندوزی	۱۲۹۴ھ
۱*	—ابوبکر بن مردویہ		ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصفہانی	ابوبکر بن مردویہ	۳۹۰ھ
۲*	—ابوحاتم		ابوحاتم	ابوحاتم	
۳*	—برمادی		شمس الدین برمادی	برمادی	صدی ۴
۴*	—خشکانی		ابوالقاسم خشکانی	ابوالقاسم خشکانی	

نمبر شمار	مختصر (اشارتی) نام کتاب	کتاب	مصنف/مولف	مختصر (عرفی) نام مصنف/مولف	وفات مصنف/مولف
*۵	—دارقطنی		ابوالحسن علی بن عمر البغد ادی ''دارقطنی''	دارقطنی	سنہ ۳۷۵ھ
*۶	—قسطلانی	(اغلباً) ارشاد الساری (شرح بخاری)	شہاب الدین احمد بن ابی بکر قسطلانی المصری	قسطلانی	سنہ ۹۲۳ھ
*۷	—مہران		مہران	مہران	

S.No.	Author	Book			اشارتی نام
1	Adam (s), Brooks				ایڈم
2	Carlyle, Thomas	Heroes and Hero worship			کارلائل
3	Carlyle, Thomas	Advance of Mesopotamia			کارلائل (الف)
4	Clayford, Kings Forway				کلیفورڈ
5	Devenport, John	An Apology for Mohammed & Koran			ڈونپورٹ
6	Digbi				ڈگبی
7	Durant, Will				ڈُرانٹ
8	Gibbon, Edward	The Decline and Fall of Roman Empire			گبن
9	Irving, Washington	Muhammad and His Successors			اروِنگ
10	Nicholson	Literary History of Arabs			لٹریری عربس
11	Muir, W.	Life of Mohamet			میور
12	Ockley,......	History of Saracens			اوکلے
13	Prince, C.D.	Encyclopaedia of Religions & Ethics			پرنس
14	Sale, Edward				سل
15	Sale	Introduction to Koran			سیل
16	Sitter, G.W.	Religious Centres of the World			سیٹر
17	Smith				اسمتھ

S.No.	Author	Book			اشارتی نام
18	Weil	Life of Muhammed			ویل
19	Wilson, H. H.	Economic History of India			ولسن
20	Bombay Law Report Vol XII	Advocate General V/S M. H. Khoja			بمبئی لاء
21	---------	Encyclopaedia Britannica			انسائیکلوپیڈیا برٹانکا
22	---------	Imperial Dictionary of Universal Biography			امپیریل ڈکشنری

ناشر

نورہدایت فاؤنڈیشن

حسینیۂ حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ، چوک، لکھنؤ-۳

یو-پی-انڈیا

مؤسسہ کی علمی و تحقیقی کارکردگی پر ایک نظر............

(۱) قیام مؤسسہ ۱۵/جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۶/جولائی ۲۰۰۳ء

(۲) اجراء جریدہ ۱۵/جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ مطابق جولائی ۲۰۰۴ء

(۳) امام زین العابدینؑ کی زندگی (ایک تحقیقی مطالعہ) ترجمۂ تصنیف رہبر انقلاب اسلامی آیۃ اللہ سید علی خامنہ ای مدظلہ مطبوعہ ۲۷/رجب ۱۴۲۴ء مطابق ۲۵/ستمبر ۲۰۰۳ء (قیمت: ۳۵ روپئے)

(۴) تصوّر مہدیؑ ترجمۂ تصنیف آیۃ اللہ شہید السید باقر الصدرؒ مطبوعہ ۳/شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۳۰/ستمبر ۲۰۰۳ء (قیمت: ۲۵ روپئے)

(۵) نشان راہ (ہندی) ترجمہ مقالات مجاہد ملت مولانا سید حسن ظفر نقوی کراچی مطبوعہ جون ۲۰۰۵ء (قیمت: ۴۵ روپئے)

(۶) گلکدۂ مناقب (کلام خطیب اعظم فاطرؔ جائسی، علامہ گہرؔ جائسی وحسان الہند مولانا کاملؔ جائسی) مرتبہ مولوی حیدر علی مطبوعہ جولائی ۲۰۰۵ء مطابق جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ

(۷) علمدار کربلا (ہندی) تصنیف جناب شکیل حسن شمسی صاحب لکھنوی مطبوعہ اگست ۲۰۰۵ء (دوسرے ایڈیشن کا انتظار کیجئے)

(۸) ہندوستان میں شیعیت کی تاریخ اور وصیت نامہ حضرت غفران مآبؒ مطبوعہ نومبر ۲۰۰۶ء

(۹) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ اول مطبوعہ اکتوبر ۲۰۰۲ء مطابق ۱۴۲۳ھ

(۱۰) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ دوم مطبوعہ فروری ۲۰۰۴ء مطابق محرم ۱۴۲۵ھ

(۱۱) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ سوم مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۴ء مطابق شوال ۱۴۲۵ھ

(۱۲) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ چہارم مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۵ء مطابق ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ

(۱۳) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ پنجم مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۶ء مطابق ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ

مجموعی قیمت: ۱۳۰ روپئے